

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (القرآن)
 بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (ابن ماجہ)
 کہتے ہیں کہ درخواسٹی کا ہے انداز بیان اور (العرف)

خطابت
 کی دنیا کا
 شاہکار

جلد سوم

مُخَطَّبَاتُ دَرْخَوَاسْتِي

(صحابہ و اہل بیت)

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواسٹی کے علمی جانشین
 شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والفقیر
 شیخ طریقت شفیق الرحمن درخواسٹی نور اللہ
 حضرت مولانا
 بانی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواسٹی کے جانشین
 شیخ الحدیث والفقیر خطیب اسلام

ایمین و ناشر
 علوم درخواسٹی
 حماد اللہ درخواسٹی مدظلہ
 پیر طریقت
 حضرت مولانا

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
 نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان

حافظ محمد انجمن دارخواسٹی

مُرتب

ناشر مہتمم مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

ناشر

مکتبہ مشیخ درخواسٹی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 مرکزی
 گرین ٹاؤن ضلع حیدرآباد
 پوسٹ بکس نمبر 5
 Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

صاحب تصنیف۔ ایک نظر میں

مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی ابن مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستی

نام

۱۳ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق 1947ء

ولادت

۱۰ شعبان المعظم بروز جمعہ المبارک ۱۳۲۷ھ مطابق 24 اگست 2007ء

وفات

آپ کے بڑے صاحبزادہ و جانشین حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ نے پڑھایا

نماز جنازہ

تکمیل درس نظامی و دیگر علوم و فنون ۱۳۸۶ھ

تعلیم

حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ و دیگر اسلامی علوم کی تدریس۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور ۲۰ سال۔
دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور ۲ سال۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور ۱۸ سال۔

تدریس

علمی جانشین۔ شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

جانشین

جنید وقت حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

اجازت

مرشد العلماء حضرت مولانا عبداللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

خلافت

1۔ شیخ الحدیث و شیخ التفسیر و تیس والافتاء۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور ۱۵ سال۔ دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور ۲ سال۔
جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور ۱۸ سال۔

مناصب

2۔ بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور۔ تاسیس 1987ء۔ بانی۔ جامعہ عائشہ صدیقہ اللہیات خان پور تاسیس 1987۔
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور تاسیس 1997۔

3۔ مہتمم۔ دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور 1985-1986۔ مہتمم۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور 1987 تا 2007ء۔

4۔ امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان 1987 تا 2007ء۔

5۔ مرکزی سرپرست اعلیٰ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان 1995 تا 2007ء۔

تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں۔

تصانیف

صاحب تصنیف۔ ایک نظر میں

نام مولانا حماد اللہ صاحب درخوآستی ابن مولانا شفیق الرحمن صاحب درخوآستی رحمۃ اللہ علیہ۔

نام

ولادت ۷ جمادی الثانی بروز سوموار ۱۳۸۹ھ مطابق 1969ء۔

ولادت

تعلیم حفظ قرآن مجید۔ سنی درخوآستی۔ دادا جان حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 1980ء۔ تکمیل درس نظامی و دیگر علوم و فنون۔ 1989ء۔

تعلیم

تدریس حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ و دیگر اسلامی علوم کی تدریس جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور۔ 1990ء سے تاحال۔

تدریس

جانشین شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخوآستی رحمۃ اللہ علیہ۔

جانشین

اجازت و خلافت شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخوآستی رحمۃ اللہ علیہ۔

اجازت و خلافت

1۔ مہتمم۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور۔

مناصب

2۔ مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان۔

3۔ نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان۔

4۔ چیئرمین: شیخ درخوآستی ٹرسٹ خان پور۔

5۔ مدیر۔ مکتبہ شیخ درخوآستی خان پور۔

6۔ مہتمم۔ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات خان پور۔

تصانیف تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں۔

تصانیف



اُنْعِ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (الن)

سَلِّطُوا عَنِّي وَلَوْ اِسْمًا (البقرہ)

کہتے ہیں کہ درخواستی کا بے انداز بیان اور (اعت)

خطبات درخواسی

(صحابہ و اہل بیت)

جلد سوم

ازافادت

شیخ الاسلام حضرت اسی تکے علی تاجشیں
 شیخ الحدیث و مفسرین امام العلماء و الصالحین شیخ الحدیث و الشفیر
 شیخ طریقت شفیق الرحمن درخواسی نور اللہ
 حضرت مولانا
 بانی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواسی کے جانشین
 شیخ الحدیث و الشفیر خطیب اسلام
 پیر طریقت حضرت مولانا
 امین و ناشر
 مدظلہ علوم درخواسی

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
 نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان

حافظ محمد انجمن درخواسی

نائب مہتمم: مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

ناشر

مکتبہ مشیخہ درخواسی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 گرین ٹاؤن ضلع حرم یارخان
 پوسٹ بکس نمبر 5
 Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

ضابطہ

جملہ حقوق طبع و نشر بنام مکتبہ شیخ درخواستی محفوظ ہیں

نام کتاب — **خطبات درخواستی** (جلد سوم)

شیخ طریقت شفیق الرحمن درخواستی نور اللہ
حضرت مولانا مرتدہ

از افادات —

پیر طریقت
حضرت مولانا محمد اللہ درخواستی مدظلہ

تاریخ طباعت —: ربیع الاول 1437ھ جنوری 2016ء

تعداد طبع اول —: 1100

طباعت با ہتمام : شبیر احمد فاروقی 0300-6714356

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
47	ابوبکرؓ ہر معاملہ میں اول	10	انتساب
51	حضرت ابوبکرؓ صحابہ کی نظر میں	11	حدیث دل
57	صدیق اور جبریلؑ نبیؐ کے ہمسفر	17	پہلا خطبہ۔ شان حضرت ابوبکر صدیقؓ
59	نبی و صدیق میں مناسبت	20	ہجرت کا واقعہ
65	دوسرا خطبہ۔ شان حضرت عمر فاروقؓ	22	حضرت علیؓ حضورؐ کے بستر پر
67	تمہید	23	نبی و صدیقؓ غار میں
68	آیت کا مطلب	23	مشرک نبی و صدیقؓ کی تلاش میں
69	احادیث کا مطلب	24	حضورؐ کی حضرت ابوبکرؓ کو تسلی
71	حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	25	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دس فضائل
80	موافقات عمرؓ	28	حضورؐ اور صدیقؓ کی عظمت
83	حضرت عمرؓ کی خلافت	29	صدیقؓ کا مقام
83	حضرت عمرؓ کی شہادت	30	پہلی حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا بھائی
83	حضرت عمرؓ کی عظمت کا اجمالی نقشہ	31	دوسری حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا محسن
87	حضرت عمرؓ کی کرامت عناصر رابعہ پر	31	تیسری حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا ساتھی
89	حضرت عمرؓ کا عقیدہ	32	نسبی فضیلت
90	حضرت عمرؓ کا ذوق قرآن	35	ابو جہل ابوبکر صدیقؓ کے دروازے پر
91	حضرت عمرؓ کی عبادت	36	خلفائے راشدین کی فضیلت
91	حضرت عمرؓ کا خوف خدا	39	حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بلا فصل ہیں
91	حضرت عمرؓ کا عدل و انصاف	44	حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مکالمہ
92	حضرت عمرؓ سے حضورؐ کی شفقت	46	شیخین کی فضیلت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
117	صلح حدیبیہ	92	حضرت عمرؓ کی اہل بیت سے محبت
121	صلح نامہ کا مضمون	93	حضرت عمرؓ کا حب رسولؐ
122	حضرت عثمانؓ کے حالات کا اجمالی جائزہ	93	حضرت عمرؓ کا خلق خدا کے ساتھ شفقت والا معاملہ
123	نسبی فضیلت		
124	حضرت عثمانؓ کے چار لقب ہیں	93	حضرت عمرؓ کا زہد
125	حضرت عثمانؓ کا اسلام لانا	94	حضرت عمرؓ کی اہل بیت سے رشتہ داری
126	حضرت عثمانؓ کے فضائل	94	حضرت عمرؓ کی سادگی
126	حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ اور فرشتوں کا شرم کرنا	94	حضرت عمرؓ کے لباس کا معیار
		95	حضرت عمرؓ کی مساوات
126	حضرت عثمانؓ کو حضورؐ نے اپنا رفیق کہا	95	حضرت عمرؓ کا رعب و دبدبہ
127	حضرت عثمانؓ کی سخاوت	96	حضرت عمرؓ کی رعایا کی خبر گیری
128	حضرت عثمانؓ کا ذوق	100	دعائے عمرؓ اور شہادت عمرؓ
128	حضرت عثمانؓ کے عظیم کارنامے	102	وظیفہ
129	روایت حدیث کا ذوق	105	تیسرا خطبہ۔ شان حضرت عثمان غنیؓ
129	حضرت عثمانؓ کی شہادت	107	تمہید
130	حضرت عثمانؓ کا صبر و تحمل	108	آیات کا مطلب
131	حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ سے محبت	110	حضورؐ کا معجزہ
131	حضرت عثمانؓ کی عظمت	111	قریش کا ظلم
132	حضرت عثمانؓ کا خطبہ اور اپنے 15 فضائل کا تذکرہ	111	حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا
		112	حضرت عثمانؓ کی رسول اللہؐ سے عقیدت و محبت
135	حضرت عثمانؓ کی شہادت	113	بیعت رضوان
137	حضرت عثمانؓ کی شہادت اور صحابہ کا غم	115	صحابہ کی عظمت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
165	حضرت علیؑ کا علمی مقام	143	چوتھا خطبہ۔ شان حضرت علی المرتضیٰؑ
166	حضرت علیؑ کا علمی ذوق	146	تمہید
167	حضرت علیؑ کا دینی ذوق	146	آیت کا مطلب
171	پانچواں خطبہ۔ شان حضرت معاویہؓ	146	اتباع صحابہؓ کے نتائج
172	آیت کا مفہوم	151	حضرت علیؑ کے فضائل
174	حدیث کا مفہوم	151	پہلی فضیلت۔ خلافت کی فضیلت
175	حضرت معاویہؓ کی پیدائش	151	دوسری فضیلت۔ حکومت کی وسعت
176	حضرت معاویہؓ کا نام لقب و کنیت	152	تیسری فضیلت۔ نسبی فضیلت
176	حضرت معاویہؓ کا نکاح و شادی	153	چوتھی فضیلت۔ تربیتی فضیلت
177	حضرت معاویہؓ کے فضائل پیغمبر کے ارشادات کی روشنی میں	153	پانچویں فضیلت۔ ہجرت کی فضیلت
		154	چھٹی فضیلت
180	حضرت معاویہؓ کے فضائل صحابہ کرام وسلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں	155	ساتویں فضیلت۔ شرف دامادی والی فضیلت
		156	صحابہؓ و اہل بیت کا آپس میں پیار و محبت
183	حضرت معاویہؓ کے عظیم کارنامے	157	آٹھویں فضیلت۔ شجاعت والی فضیلت
183	حضور کے زمانہ میں آپ کا اہم کارنامہ	160	نویں فضیلت۔ حضور کو غسل دینے کی فضیلت
183	حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت کا اہم کارنامہ	161	دسویں فضیلت۔ شہادت والی فضیلت
184	حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ	163	حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ کا پیار
185	حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ	164	حضرت علیؑ اور حضرت عمرؓ کا پیار
189	حضرت معاویہؓ کا عشق رسولؐ	164	حضرت علیؑ اور حضرت عثمانؓ کا پیار
190	حضرت معاویہؓ کے ناقدین کا اعتراض اور اس کا جواب	165	حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کا پیار
194	حضرت معاویہؓ کی تاریخ وفات و مدفن	165	حضرت علیؑ کا ذوق حدیث

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
216	حضرت عائشہؓ کی فضیلت رحمن وقرآن کی زبانی	197	چھٹا خطبہ۔ شانِ حضرت عائشہ صدیقہؓ
217	واقعہ تیمم	198	تمہید
220	نبیؐ کی ازواجِ مطہرات	199	واقعہ اقلک
222	حضرت عائشہؓ کی فضیلت نبیؐ آخر الزمان کی زبانی	199	حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتخاب
223	حضرت عائشہؓ کی فضیلت صحابہؓ و تابعین کی زبانی	200	حضرت عائشہؓ کا ہار مانگ کر پہننا
224	حضرت عائشہؓ کی پیدائش	200	حضرت عائشہؓ کی سواری
225	حضرت عائشہؓ کا نام، لقب و کنیت	200	غزوہ سے واپسی
225	حضرت عائشہؓ کا نکاح و شادی	201	حضرت عائشہؓ کے ہار کا گم ہونا
228	حضرت عائشہؓ کی عبادت کا انداز	201	حضرت عائشہؓ کی استقامت و حکمت
229	حضرت عائشہؓ کا علم	202	منافق کی بدمعاشی
230	حضرت عائشہؓ کی مرویات	203	حضورؐ و صحابہ کرامؓ کی پریشانی
230	حضرت عائشہؓ کی سخاوت و فیاضی	203	مسلمانوں کی گواہی
231	حضرت عائشہؓ کا پردہ کا اہتمام	203	بعض مسلمانوں کا مغالطہ و توبہ
232	حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا مقام پیغمبر کی زبانی	204	حضرت عائشہؓ کیلئے ان حالات کے علم کا سبب
232	حضرت عائشہؓ کے بستر کا مقام	204	حضرت عائشہؓ کی پریشانی
233	حضرت عائشہؓ کے کمالات خود سیدہ کی زبانی	205	حضرت عائشہؓ کا والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگنا
239	ساقیوں خطبہ۔ عظمت صحابہؓ اہل بیت	206	حضور اکرمؐ کی صحابہؓ و صحابیات وا ازواجِ مطہرات سے مشاورت
242	تمہید	208	حضور حضرت ابوبکرؓ کے گھر
242	پہلی آیت کا مطلب صحابہؓ کی عظمت	209	حضرت عائشہؓ کا اظہار حقیقت
244	دوسری آیت کا مطلب اہل بیت کی عظمت	212	حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ناز و فنا فی التوحید کا منظر
245	پہلی حدیث کا مطلب۔ صحابہؓ معیار حق ہیں		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
269	عشرہ مبشرہ کے دوسرے رکن حضرت عمر فاروقؓ	246	دوسری حدیث کا مطلب۔ اہل بیتؑ سے محبت ایمان کی علامت ہے
271	تیسرے رکن۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورین	246	اللہ نے صحابہؓ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دیدیا
273	چوتھے رکن۔ حضرت علی المرتضیٰؓ	247	اللہ نے صحابہؓ کو ہدایت یافتہ کہا
274	پانچویں رکن۔ حضرت طلحہؓ	248	اللہ نے صحابہؓ کو پکا مومن کہا
275	چھٹے رکن۔ حضرت زبیرؓ	248	اللہ نے صحابہؓ کو سچا کہا
276	ساتویں رکن۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف	248	اللہ نے صحابہؓ کو کامیاب کہا
277	آٹھویں رکن۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص	248	اللہ نے صحابہؓ کو اپنے فضل اور رضا کا مستحق ٹھہرایا
279	نویں رکن۔ حضرت سعیدؓ بن زیدؓ	249	صحابہ کرامؓ کا راستہ ہی کامیابی کا ذریعہ ہے
280	دسویں رکن۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح	251	صحابہؓ کے اخلاص میں کمال تھا
285	نواں خطبہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	251	صحابہؓ پر اعتراض و تنقید نہ کرو
285	تمہید	252	نبیؐ کے صحابہؓ جنتی ہیں
286	آیت کا مطلب	253	عظمت صحابہؓ کی ایک مثال
288	حدیث کا مطلب	254	نبیؐ کی ازواج مطہرات پاک ہیں
288	ابن مسعودؓ کا نام و کنیت، لقب، نسب	254	حضرت خدیجہؓ کی عظمت
291	حضرت ابن مسعودؓ کا نکاح و اولاد	255	حضرت عائشہؓ کی عظمت
291	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قبول اسلام	257	وظیفہ
292	حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل	261	آٹھواں خطبہ۔ عشرہ مبشرہ
	احادیث کی روشنی میں	262	تمہید
295	حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل صحابہ کرامؓ	263	آیت کا مطلب
	وسلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں	264	حدیث کا مطلب
297	حضرت ابن مسعودؓ اور اتباع محمدیؐ	264	عشرہ مبشرہ کے پہلے رکن
298	ابن مسعودؓ کا ذوق روایت حدیث		حضرت ابو بکر صدیقؓ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
345	حضرت حسینؑ کی شہادت	298	حضرت ابن مسعودؓ کا طلباء سے پیار
351	گیارہواں خطبہ۔ جماعت صحابہؓ	299	حضرت ابن مسعودؓ کی نفاہت
353	تمہید	300	ابن مسعودؓ کا ذوق جہاد فی سبیل اللہ
353	آیت کا مطلب صحابہؓ کی عظمت	301	حضرت ابن مسعودؓ کے دیگر کارنامے
355	حدیث کا مطلب صحابہؓ معیار حق ہیں	302	حضرت ابن مسعودؓ کی ذکاوت
356	عبداللہ بن عباسؓ۔ رئیس المفسرین	303	حضرت ابن مسعودؓ کی اطاعت امیر
360	عبداللہ بن عمرؓ، رئیس المحدثین	304	حضرت ابن مسعودؓ کی وفات
363	حضرت ابو ہریرہؓ۔ شاگرد رسولؐ	309	دسواں خطبہ۔ شان حسنؑ و حسینؑ
368	حضرت انسؓ۔ خادم رسولؐ	311	تمہید
369	حضرت معاذ بن جبل	312	حسنؑ و حسینؑ قرآن کی روشنی میں
	اعلمہم بالحلل والحرام	313	حسنؑ و حسینؑ احادیث کی روشنی میں
372	حضرت ابو ایوب انصاریؓ۔ میزبان رسولؐ	320	حسنؑ و حسینؑ نانا کی نظر میں
375	حضرت سلمان فارسی	321	حسنؑ و حسینؑ والد کی نظر میں
	طویل العمر صحابی رسولؐ	322	حسنؑ و حسینؑ والدہ کی نظر میں
379	حضرت بلال حبشیؓ۔ مؤذن رسولؐ	327	حسنؑ و حسینؑ صحابہ کرام کی نظر میں
389	حضرت خزیمہ بن ثابتؓ۔ ذو شہادتین	329	حسنؑ و حسینؑ۔ اوصاف حمیدہ
391	حضرت صہیب رومیؓ۔ سابق الروم	330	حضرت حسنؑ کی قربانی
392	حضرت خالد بن ولیدؓ۔ سیف من سیوف اللہ	331	حضرت حسنؑ کی شہادت
396	حضرت حذیفہ بن یمانؓ۔ محرم راز رسولؐ	333	حضرت حسینؑ کی قربانی
397	حضرت عبداللہ ابن مکتوم	342	دس محرم کی رات
	ناہینا صحابی رسولؐ	344	دس محرم کا دن

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
428	حضرت سفینہؓ اور جنگل کا شیر	400	حضرت حسان بن ثابتؓ شاعر رسولؐ
429	دوروشن عصا	405	بارہواں خطبہ۔ عجائبات صحابہؓ
429	حضرت وحشی بن حرب	407	تمہید
	قاتل خیر الناس وشر الناس	407	آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت
4 1	جماعت انصار کی قربانی	409	حدیث کا مطلب صحابہؓ معیار حق ہیں
435	معلومات		
435	علم تفسیر	410	تین انوکھے شہید
435	علم حدیث	411	حضرت خبیثؓ کی شہادت
436	علم فقہ	413	حضرت زیدؓ کی شہادت
436	علم تصوف	414	حضرت عاصمؓ کی شہادت
437	علم الانساب	415	پورا خاندان شہید
438	علم تاریخ	416	حضرت خالد بن ولید اور جنگ یرموک
438	علم الاشعار	418	حضرت سعد بن ابی وقاص اور دریائے دجلہ
438	فن خطابت		
439	اصحاب صفہ	420	حضرت عقبہ بن نافعؓ اور شمالی افریقہ
440	سیاست و حکمت	422	حضرت خیاب بن ارت اور جلتے انگارے
440	سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابہ کرامؓ	423	حضرت معاذؓ اور حضرت معوذہؓ دونہیں مجاہد
442	متفرق معلومات	425	حضرت ابو محذورہ اور عشق محمدیؐ
		426	حضرت عبداللہؓ بن زید اور عشق محمدیؐ
		427	ایک انصاری عورت اور عشق محمدیؐ

انتساب

خطبات درخواستی جلد سوم کو اپنی والدہ ماجدہ نور اللہ مرقدہا کے نام سے منسوب کرتا ہوں جنہوں نے دکھ اور سکھ، خوشی اور غم میں حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کا ساتھ دیا جن کے تعاون اور دعاؤں سے حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے دین کے ہر شعبہ میں عظیم الشان اور ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں

جن کی شفقتوں اور محبتوں نے اولاد کیلئے حصولِ علم اور خدمتِ قرآن و

حدیث کی راہیں آسان کر دیں

دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کی عمر بھر کی تمام عبادات اور خدمات کو مقبول و

منظور فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ٹھکانا نصیب فرمائیں

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انقر الی اللہ

عمار اللہ درخواستی

ربیع الاول 1437ھ جنوری 2016ء

حدیث دل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

خطبات درخواسی۔ جلد سوم۔ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام پر مشتمل خطبات

کا عظیم الشان مجموعہ ہے۔

پہلے سات خطبات۔ شان حضرت ابو بکر صدیق۔ شان حضرت عمر فاروق

شان حضرت عثمان غنی۔ شان حضرت علی المرتضیٰ۔ شان حضرت معاویہؓ۔

شان حضرت عائشہ صدیقہ۔ عظمت صحابہؓ و اہلبیتؓ۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ عظیم الشان اور ناقابل

فراموش خطبات ہیں۔

جبکہ آخری پانچ خطبات۔ عشرہ مبشرہ۔ شان حضرت عبداللہ بن مسعود

شان حضرت حسن و حضرت حسینؓ۔ جماعت صحابہؓ۔ عجائبات صحابہؓ۔

میرے بیان کردہ و تحریر کردہ عظیم الشان اور ناقابل فراموش خطبات ہیں

آخر میں ”معلومات“ کے عنوان سے صحابہؓ کرام اور اہلبیت عظام کے بارے میں کچھ

بہترین اور بیش بہا ذخیرہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں آپ کو انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں اور

شمع نبوت کے پروانوں صحابہؓ کرام اور اہلبیت عظام کی داستان حیات پڑھنے کو ملے گی

جو سرتاپا حکم الہی کے پابند اور اطاعت رسول ﷺ کے خوگر تھے۔

جن کی زندگی اور موت صرف اور صرف دین اسلام کیلئے تھی جنہوں نے اپنے نام کے

ساتھ دنیا میں اپنا بے مثل کام بھی چھوڑا۔

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے ٹھیک ایک سو برس بعد ان میں سے کوئی بھی اس دنیائے رنگ و بو میں زندہ موجود نہ رہا۔

حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کو ایسی جانثار جماعت نہ ملی جیسی حضور ﷺ کو ملی۔ کسی نبی کو اتنی بڑی جماعت نہ ملی جتنی میرے نبی ﷺ کو ملی۔ کسی نبی کی جماعت کو، تاریخ عالم میں اتنا نام اور مقام نہ ملا جتنا سرور کونین کی جماعت کو ملا۔ کسی نبی کی جماعت، تاریخ کے اوراق میں یوں محفوظ نہ رہ سکی جیسے رحمتِ دو عالم ﷺ کی جماعت تاریخ کے اوراق میں امر ہو گئی۔

میرے نبی کے صحابہؓ اور اہلبیتؓ آج سے چودہ صدیاں پہلے بھی آسمان ہدایت کے ستارے بن کر جگمگا رہے تھے۔ آج بھی ان کا نور انسانیت کو سیدھا راستہ دکھلا رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز قیامت تک وہ نور بن کر ستاروں کی مانند چمکتے رہیں گے اور اپنی اقتدا کرنے والوں کی رہبری و رہنمائی کرتے رہیں گے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس محنت و خدمت کو مقبول و منظور فرمائیں۔ کتاب کو مقبولیت و محبوبیت سے نوازیں۔

تمام مسلمانوں کیلئے نفع اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

میرے لئے میرے اساتذہ کیلئے میرے والدین اور پورے خاندان کیلئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

انقر الی اللہ
صمد اللہ درخواستی

ربیع الاول 1437ھ جنوری 2016ء

قال الله تعالى في القرآن المجيد

أَفَلَيْسَ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ
 (المجادلة)

وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر

ترجمہ

اللہ ان سے راضی اور وہ اُس سے راضی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ
عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

ترجمہ
یقیناً ان کے قصے میں عقل والوں کے لیے
بہت بڑی عبرت ہے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لصَّحَابِي كَمَا جِئْتُمْ

بِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ
إِهْتَدَيْتُمْ

ترجمہ
میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں
جس کی اتباع کرو گے راہ پا جاؤ گے

شان حضرت ابوبکر صدیق

ازادات

شیخ الاسلام حضرت درخوستی تہ کے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن صاحب دستی نور اللہ
حضرت مولانا

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شفیق الرحمن دستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی
کمرن ٹاؤن ضلع جہلم

Web: www.shaikeedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان امیر المومنین خلیفہ اول
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ
كَفَرُوا ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا
فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ
كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ط (پ ۱۰۷۱۴)
وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ. أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاؤُونَ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ (پ ۱۴۲۲)
وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِحَدِّ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ
تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝
(پ ۳۰ س واللیل)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
مَنْ آمَنَ النَّاسَ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا
لَا تَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ. وَمَوَدَّتِهِ لَا تَبْقَيْنَ فِي
الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةٌ أَبِي بَكْرٍ. (متفق عليه)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِأَحَدٍ
عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعْنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعْنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ (رواه الترمذی)
عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْتَ
صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَفِي رِوَايَةٍ صَاحِبِي فِي الْمَزَارِ
وَصَاحِبِي فِي الْجَنَّةِ (رواه الترمذی)

صَدَقَ اللَّهُ تَعَالَى وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ.

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ

وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ بِيْرُهَانَ

مَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُ

فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٍ

وَلَا أَبَا حَفْصَةَ الْفَارُوقَ صَاحِبَهُ

وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ

وَأَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ

وَالْبَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِ

محمدؐ از تو میخوانم خدارا

خدایا از تو عشق مصطفیؐ را

محمدؐ را خدا داد لشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ

اسلام ما محبت آل محمدؐ است

یا الہی آج تو صدیقؓ سا ایمان پیدا کر

عمر فاروقؓ سا کوئی جری انسان پیدا کر

جہاں سے گم حیا ہو وہاں عثمانؓ پیدا کر

علی مرتضیٰؓ شیر خدا کی آن پیدا کر

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے

اور ہدایت نبی کے یاروں سے

ہے زمانہ معترف صدیقؓ تیری شان کا

صدق کا، اخلاص کا، ایمان کا، ایقان کا

تجھ سے پھیلا نور اسلام عرب اور شام میں
 مٹ گیا نام ارتداد کا کفر کا طغیان کا
 انبیاء کے بعد ہے رتبہ تیرا سب سے بلند
 تو ہے مقتدا علیؓ کا بو ذرؓ و سلمانؓ کا
 پروانہ کو چراغ اور بلبل کو پھول بس
 صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس
 یا رب صل وسلم دائماً ابداً
 علی حبیبک خیر الخلق کلہم
 نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
 فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

معزز سامعین کرام!

تمہید: بزرگو، عزیز نوجوانو، میری معززہ موقرہ اسلامی ماؤ، بہنو، بیٹیو آج کے خطبہ کا
 عنوان شان حضرت ابو بکر صدیقؓ ہے۔

ہجرت کا واقعہ

پہلے تلاوت کردہ تین آیات و تین احادیث کا مختصر مفہوم سمجھ لیں پھر حضرت
 ابو بکرؓ کے حالات و مناقب پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔ پہلی آیت سورۃ توبہ کی ہے چھٹا رکوع

ہے۔ اس میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے ہجرت کے قصہ کا ذکر ہے جس سے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہوا کہ جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی تو کچھ صحابہؓ شبشبہ کی طرف ہجرت کر گئے اور بعد میں حضور ﷺ نے صحابہؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی لیکن خود حضور ﷺ اللہ کے حکم کے منتظر تھے۔ بالآخر آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ ادھر مشرکین نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ کے خلاف مشورہ کیا۔ بعض نے کہا ان کو جلا وطن کر دو تو دوسروں نے کہا کہ یہ اس جگہ بھی اپنی جماعت بنا لے گا۔ بعض نے کہا کہ اس کو قید کر لو تو دوسروں نے کہا کہ یہ جیل میں بھی اپنی جماعت بنا لے گا۔ ابو جہل نے تجویز پیش کی کہ تمام قبائل سے ایک ایک آدمی کا انتخاب کرو اور وہ مل کر بیک وقت تمہاروں سے ان کو قتل کر دیں تو پھر اکیلے بنو ہاشم میں یہ قوت و ہمت نہ ہوگی کہ وہ تمام قبائل کا مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ اس تجویز پر اتفاق ہوا۔ ادھر حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ نے اطلاع دے دی کہ کفار آج کی رات آپ کے قتل کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ اس لئے آپ ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ہجرت کریں تو حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے گھر دو پہر کو آئے اور کہا کہ ابوبکرؓ ایک راز کی بات کرنی ہے سب کو علیحدہ کر لو تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اٰهْلِيْ هُوَ اَهْلُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول میرا گھرانہ آپ کا گھرانہ ہے، گھر میں عائشہ و اسماء و عبدالرحمن ہیں۔ یہ کٹ تو سکتے ہیں مگر آپ کا راز نہیں بتلا سکتے۔ تو حضور ﷺ نے کہا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا الصُّحْبَةُ يَا

رَسُولَ اللَّهِ - کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ ہو گے۔ کیونکہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکرؓ کو ہجرت کا ساتھی بناؤ۔ یہ آپ کا ہجرت کا ساتھی ہوگا۔ چنانچہ ہجرت کی تیاری ہوئی۔ جس رات آپ نے مکہ سے جانا تھا اس رات مشرکین نے حملہ کا پروگرام بنایا اور آپ کے گھر کے باہر ان کا محاصرہ تھا۔

حضرت علیؓ حضور ﷺ کے بستر پر

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سٹلایا اور فرمایا لوگوں کی امانتیں جو میرے پاس موجود ہیں صبح کو وہ امانتیں ان کے حوالے کر دینا۔ کہیں یہ نہ کہیں کہ نبی نے امانتوں میں خیانت کی ہے۔ تاکہ نبی کی امانت دیانت پر حرف نہ آئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خطرہ ہوا کہ آپ کا بستر آج رات کاتبوں کی بیچ ہے۔ دشمن باہر کھڑے ہیں مگر حضور ﷺ نے فرمایا آپ تسلی کریں آپ کو دشمن کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔ حضرت علیؓ کو کہا میری چادر اوڑھ کر سوجاؤ حضرت علیؓ فرماتے ہیں بس چادر کا اوڑھنا تھا کہ پریشانی دور ہوگئی اور سکون و اطمینان حاصل ہو گیا۔ اور آپ کا بستر پھولوں کی بیچ معلوم ہونے لگا۔ اب حضور ﷺ باہر جانے لگے مگر دشمنوں کا گھیرا ہے آپ کو پریشانی ہوئی اللہ نے کہا محبوب پریشان نہ ہوں کنکریوں کی مٹھی لے کر ان کی طرف پھینکیں اور شَهِتِ الْوُجُوہِ کا وظیفہ پڑھیں۔ مٹی کی مٹھی ان کے منہ میں ڈالنا آپ کا کام ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کرنا میرا کام ہے۔ آپ نے یہ عمل کیا وہ اندھے ہو گئے۔ آنکھیں مل رہے تھے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ دروازہ سے باہر

تشریف لے گئے مگر ان کو پتہ بھی نہ چلا آگے راستہ میں زمین کنکر ملی تھی اور کنکریاں نوک دار تھیں مگر حضرت ابو بکرؓ کا عشق رسول و کمال محبت و عقیدت دیکھیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ سوار بھی شان والا اور سواری بھی شان والی تھی آپ نے یہ سفر کیا اور غار ثور کی اڑھائی میل لمبی چڑھائی طے کر کے غار ثور تک پہنچے۔

نبی و صدیقؓ غار میں

حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ سے کہا کہ حضرت آپ پہلے نہ جائیں میں پہلے جاتا ہوں کہیں کوئی تکلیف دینے والی چیز آپ کو تکلیف نہ دے۔ آپ تشریف لے گئے۔ غار کا راستہ بھی تنگ تھا کہ انسان نہ کھڑے ہو کر داخل ہو سکتا نہ بیٹھ کر داخل ہو سکتا بلکہ لیٹ کر داخل ہو سکتا تھا۔ آپ اس طرح لیٹ کر داخل ہوئے جتنے سوراخ تھے ان کو اپنی چادر کے ٹکڑے کر کے بند کیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا تو اس میں اپنا پاؤں رکھ دیا اور حضور ﷺ کو بلایا۔ اپنی گود پھیلائی۔ پیغمبر نے ابو بکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر آرام کیا۔

مشرک نبی و صدیقؓ کی تلاش میں

ادھر مشرکین کو جب صبح کو معلوم ہوا کہ پیغمبر اور ابو بکرؓ تو گھر سے چلے گئے ہیں تو انہوں نے ایک قائف بلایا جو قدموں کے نشانات کا کھوج لگائے اور نشانات شناخت کر کے ان کا پتہ لگائے تو وہ تلاش کرتے کرتے غار کے دہانے تک پہنچ گئے اب قائف کہتا ہے کہ حضورؐ اور ابو بکرؓ اس غار کے اندر ہیں۔ ادھر اللہ کی قدرت کا کرشمہ

دیکھیں کہ اللہ نے فوراً بول کے درخت کو حکم کیا وہ اس جگہ آگ گیا۔ ادھر جنگلی کبوتر کو حکم دیا اس نے گھونسلا بنایا اور انڈے دیئے۔ ادھر مکڑی کو حکم دیا اس نے جال اتن لیا۔ اب مشرکین اس کو کہتے ہیں تو جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اگر کوئی آدمی اندر جاتا تو مکڑی کا جالہ اور یہ گھونسلا اور یہ انڈے کیسے صحیح و سالم ہوتے۔ اب وہ مشرکین اوپر کھڑے ہیں۔

حضور ﷺ کی حضرت ابو بکرؓ کو تسلی

حضرت ابو بکر کی نگاہ اوپر پڑی تو حضور ﷺ سے کہا کہ مشرک آگئے ہیں۔ ان کے قدم نظر آرہے ہیں وہ ہم کو دیکھ لیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکرؓ تو میری فکر نہ کر، اللہ تیرے میرے ساتھ ہے۔ وہ خود حفاظت فرمائے گا تو اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے اس جگہ اپنے پروں کو بچھالیا اور کفار نیچے نہ دیکھ سکے۔ تین دن تین رات حضور ﷺ اور ابو بکرؓ غار ثور میں رہے۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسی ہجرت کے قصہ کو ذکر کیا ہے۔ اس آیت سے پہلے غزوہ تبوک کے قصہ کا ذکر ہے۔ جس میں سفر لمبا تھا۔ شدید گرمی کی موسم تھی، مدینہ میں قحط سالی تھی، ادھر باغوں کے پھل بھی پکنے کے قریب تھے۔ اس لئے بعض کی ہمتیں پست ہونے لگیں اور مال و پھل کی فکر ہونے لگی تو اس پر اللہ نے فرمایا: **إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ**۔ اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ اس کی فتح و کامیابی تم پر موقوف نہیں ہے کیونکہ اس پر تو ایک ایسا وقت آچکا ہے کہ جب وہ دو تھے ایک حضور ﷺ دوسرے ابو بکرؓ تیسرا کوئی نہ تھا تو اللہ نے اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے ذریعہ

اپنے رسول کی مدد فرمائی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دس فضائل

اب پہلی آیت جو سورہ توبہ کی ہے اس میں حضرت ابو بکرؓ کی دس فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی فضیلت

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ - میں ہے کہ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کے وجود کو حضور کے لئے سراپا نصرت فرمایا ہے۔ یعنی ہجرت کی رات رسول اللہ کے لئے نصرت و مدد حضرت ابو بکرؓ کی صورت و شکل میں نمودار و ظاہر ہوئی۔

دوسری فضیلت

ثانی اثین میں ہے کہ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو حضور ﷺ کا ثانی فرمایا ہے تو اس کا مطلب انبیاء کے علاوہ حضور ﷺ کے بعد ثانی دوسرے نمبر والا جو سب سے افضل ہے وہ ابو بکرؓ ہے۔

تیسری فضیلت

إِخْتِمَافِي الْغَارِ میں ہے جس کی وجہ سے ابو بکرؓ کے یار غار ہونے کی مثال مشہور ہوئی اور یار غار وہی ہوتا ہے جس نے محبت و اتباع و عشق کی انتہا کر دی ہو اور یہی حال ابو بکرؓ کا تھا۔

چوتھی فضیلت

اَذِيْقُوْلُ لِصَاحِبِهِ مِيْنُ هِيَ اللّٰهُ نِيْ حَضْرَتِ اَبُو بَكْرٍ كُو حَضْرُو ۞ كَا مَصْحَابِ وَ صَاحِبِ وَ سَاتْهِيْ كِهَا هِيْ اِسْ پَر تَمَامِ سِنِيْ وَ شِيْعَه كَا اِتْفَاقِ هِيْ كِهْ صَاحِبِ سِيْ مَرَادِ حَضْرَتِ اَبُو بَكْرٍ هِيْ۔ تُو اللّٰهُ نِيْ حَضْرَتِ اَبُو بَكْرٍ كُو حَضْرُو كَا صَحَابِيْ كِهَا لِهَذَا اَبُو بَكْرٍ كِيْ صَحَابِيْتِ پَر نَفْصِ هِيْ۔

پانچویں فضیلت

لَا تَحْزَنُ مِيْنُ هِيْ عَرَبِيْ مِيْنُ خَوْفِ كَا لَفْظِ وَ هَاں اِسْتِعْمَالِ هُو تَا هِيْ۔ جِهَاں اِپْنَا ڈَر هُو، اِپْنِيْ جَانِ كِيْ فِكْرِ هُو، اُوْر حَزْنِ كَا لَفْظِ وَ هَاں اِسْتِعْمَالِ هُو تَا هِيْ۔ جِهَاں دُو سَرِيْ كِيْ جَانِ كِيْ فِكْرِ هُو مَعْلُوْمِ هُو اَبُو بَكْرٍ نَبِيْ كَا سَچَا مَحَبْتِ اُوْر عَاشِقِ تَهَا اِسْ كُو اِپْنِيْ فِكْرِ نِيْ تَهِيْ۔ بَلْكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كِيْ فِكْرِ تَهِيْ۔ اِسْ لِيْ حَضْرُو ۞ نِيْ فَر مَآ يَا لَا تَحْزَنُ۔ مِيْرَا غَمِ نِيْ كَر۔ حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسٍ فَر مَاتِيْ هِيْں يِيْ نِيْ كَا صِيْنَه هِيْ جُو هِيْشْكَ پَر دِلَالَتِ كَر تَا هِيْ جِسْ سِيْ مَعْلُوْمِ هُو اَكِهْ اَبُو بَكْرٍ پَر كِسِيْ قَسْمِ كَا غَمِ نِيْ هُو كَا نِيْ مَوْتِ سِيْ پِهْلِيْ نِيْ مَوْتِ كِيْ وَ قَتِ نِيْ مَوْتِ كِيْ بَعْدِ۔

چھٹی فضیلت

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مِيْنُ هِيْ حَضْرُو ۞ نِيْ اِنَّ اللّٰهَ مَعِيْ يَا اِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ نِيْ هِيْں كِهَا بَلْكَ مَعَنَا جَمْعِ كَا ذِكْرِ كَر كِيْ اَبُو بَكْرٍ كُو اِپْنِيْ سَاتْهِيْ مَلَا لِيَا۔ اُوْر بَتَلَا يَا كِهْ جُو مِيْرِيْ دُشْمَنِ هِيْں وَ هِيْ تِيْرِيْ بِيْ دُشْمَنِ هِيْں۔ اِسْ لِيْ اللّٰهِ كِيْ مَدِ جِيْسِيْ مِيْرِيْ سَاتْهِيْ هِيْ وَ لِيْسِيْ تِيْرِيْ سَاتْهِيْ هِيْ اُوْر اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا جَمْلَه اِسْمِيْ هِيْ جُو هِيْشْكَ پَر دِلَالَتِ كَر تَا هِيْ كِهْ اللّٰهِ كِيْ مَدِ هِيْشِيْ هَمَارِيْ سَاتْهِيْ

شخص ہے جو حضور ﷺ پر ایمان لائے اور پیغمبر کے ہر حکم کی تصدیق کرے۔ تو سب سے پہلے پیغمبر کی تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکرؓ ہیں اس لئے اس کا پہلا مصداق حضرت ابو بکرؓ ہوئے اس لئے ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے قسم کھائی اور کہا قسم ہے اللہ کی جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا جب حضور ﷺ اپنی رسالت کا پیغام لائے اور حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی تصدیق کی تو اس پر یہ آیت اتری وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ تو اس آیت نے بھی حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت کا پرچم لہرایا۔

صدیقؓ کا مقام

تیسری پانچ آیات سورۃ واللیل کی ہیں۔ جن میں اس مومن کا ثمرہ و نتیجہ ذکر کیا گیا ہے جس میں ایمان ہے اور تقویٰ ہے اور اخلاص ہے۔ فرمایا وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ وَهُوَ شَخْصٌ جَهَنَّمَ سَ بَاطِلًا جَائِعًا جَوْزِيَادَهُ پَرِهِيْزْكَارَهُ۔ جو اپنا مال اللہ کے راہ میں اس لئے دیتا ہے تاکہ اس کا نفس پاک ہو جائے۔ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ اس پر کسی کا احسان نہیں ہے کہ وہ اس کے بدلہ میں خرچ کر رہا ہے بلکہ اس کا خرچ کرنا صرف اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہے۔

وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ایسے شخص کو اللہ ایسے انعامات سے نوازے گا کہ وہ خوش

ہوگا اور راضی ہوگا۔ تمام مفسرین کہتے ہیں کہ صحابہؓ کا اجماع ہے کہ ان آیات کا نزول

حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اَلَا تَقْسَىٰ
 سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ طبرانی میں ہے کہ وہ سات غلام جن پر ان کے کافر سردار
 ظلم کرتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ حضرت بلالؓ بھی ان
 میں سے تھے جن کو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی جیب سے رقم دے کر خرید اور اللہ کی رضا کے
 لئے ان کو آزاد کر دیا۔ تو اس پر یہ آیات اتریں۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے
 بعد حضرت ابو بکرؓ تمام صدیقین کے سردار ہیں۔ تمام اتقیاء کے سردار ہیں تو یہ آیات
 حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت کا اعلان کرتی ہیں بلکہ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ پوری سورت
 حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے بعض نے اس کو سورۃ ابی بکرؓ کہا
 واہ ابو بکرؓ تیری عظمت پر قربان جائیں کیا تیرا مقام ہے۔
 اب تلاوت کردہ تین حدیثوں کا مفہوم معلوم کر لیں۔

پہلی حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا بھائی

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعیدؓ خدری کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں
 حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَا لِهٖ اَبَا بَكْرٍ تَمَام
 لوگوں میں سے جس نے سب سے زیادہ میرا ساتھ دیا اور مجھ پر سب سے زیادہ مال
 خرچ کیا وہ ابو بکرؓ ہے۔ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا
 وَلٰكِنْ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّةً۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا خلیل و دوست بناتا تو ابو بکرؓ
 کو بناتا مگر وہ میرے اسلامی بھائی ہیں۔ خلیل کا مطلب کہ صرف اسی کا تصور ہو اور یہ تو

صرف اللہ کی ذات ہو سکتی ہے ورنہ تو ابو بکر حضور ﷺ کے دوست بھی تھے۔ پھر فرمایا لَا تُبْقِينَ خَوْخَةَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ. مسجد کے متصل مسجد کی طرف آنے کے لئے پہلے کھڑکیاں رکھی ہوئی تھیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا ان سب دروازوں کو بند کر دو مگر ابو بکر کا دروازہ رہنے دو اس سے بھی حضرت ابو بکرؓ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا محسن

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَفَيْنَاهُ۔ جس کا مجھ پر احسان تھا وہ میں اتار چکا ہوں۔ اس کا بدلہ دے چکا ہوں۔ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ایک ابو بکرؓ ہے جس کا احسان باقی ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کو احسان کا بدلہ دے گا پھر فرمایا مَا نَفَعَنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ۔ مجھے کسی کے مال نے دین میں اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے نفع دیا ہے۔ اس سے بھی حضرت ابو بکرؓ کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

تیسری حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا ساتھی

ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ تو غار میں، مزار میں، جنت میں اور حوض کوثر پر بھی میرا ساتھی ہوگا اور جنت میں بھی میرا ساتھی ہوگا۔ جب غار ثور میں حضرت ابو بکرؓ کی گود تھی اور حضور ﷺ کا سر مبارک تھا آپ آرام فرما رہے تھے تو ابو بکرؓ نے اپنا پاؤں ایک باقی سوراخ پر رکھا ہوا تھا تا کہ کوئی

تکلیف دینے والی چیز حضور ﷺ کو تکلیف نہ دے تو اندر سے سانپ نے ابو بکرؓ کے قدم کو کاٹا ڈسا تو ابو بکرؓ نے حرکت نہ کی تاکہ حضور ﷺ کو بیداری نہ ہو آپ کے آرام میں خلل نہ پڑے مگر بے ساختہ ابو بکرؓ کے آنسو ٹپکے اور پیغمبر کے چہرہ پر گرے۔ واہ ابو بکرؓ تیری شان کہ کسی کے آنسو پتھر پر گریں کسی کے کپڑے اور آستین اور دامن پر گریں مگر تیرے آنسو پیغمبر کی نورانی جبین پر گریں تو حضور ﷺ بیدار ہو گئے فرمایا ابو بکرؓ کیوں رو رہے ہو آقا اس طرح سانپ نے ڈس لیا ہے۔ وجود کو تو حرکت نہیں دی مگر بے اختیار آنسو نیچے گر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ اگر تو وفادار ہے تو میں بھی وفادار ہوں آج گود تیری ہے سر میرا ہے۔ پھر مزار میں گود میری ہوگی، سر تیرا ہوگا۔ قیامت تک کوئی تجھے مجھ سے جدا نہ کر سکے گا۔ اَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَصَاحِبِي فِي الْمَزَارِ وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْجَنَّةِ تو میرا غار کا ساتھی پھر مزار کا ساتھی ہوگا پھر حوض کوثر کا ساتھی ہوگا پھر جنت میں بھی ساتھ ہوگا۔

ذکر کردہ ان آیات و احادیث کے مفہوم کے بعد اب حضرت ابو بکرؓ کے

حالات و مناقب اختصاراً اجمالاً ذکر کرتا ہوں۔

نسبی فضیلت

حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے ساتھ نسب میں مرہ بن کعب آٹھویں پشت

میں ملتے ہیں۔ یعنی دونوں مرہ بن کعب کی اولاد سے ہیں۔ مرہ کے دو فرزند تھے کلاب

اور تیم۔ حضور اکرم ﷺ کلاب کی اولاد میں سے اور صدیق اکبرؓ تیم کی اولاد میں سے

ہیں۔ آپ کا خاندان قریشی تھی ہے۔ ابو بکرؓ آپ کی کنیت ہے۔ عبد اللہ آپ کا نام ہے۔
 آپ کے والد کا نام عثمان ہے۔ کنیت ابو قحافہ ہے۔ والدہ کا نام سلمۃ بنت
 صحر اور کنیت ام الخیر ہے۔

آپ کا لقب صدیق بھی ہے، عتیق بھی ہے، بعض نے کہا کہ عتیق کا معنی ہے
 حسن و جمال والا جس کے نسب میں عیب نہ ہو اور حضرت ابو بکرؓ میں بھی حسن و جمال
 تھا۔ آپ کے نسب میں عیب نہ تھا اس لئے آپ کو عتیق کہتے ہیں۔ لیکن ترمذی میں
 حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے پاس تشریف
 لائے تو حضور ﷺ نے بشارت سنائی۔ فرمایا ابو بکرؓ اَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔ کہ
 اللہ نے تجھ کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ اس دن سے آپ کا لقب عتیق مشہور ہو گیا آپ
 کا لقب صدیق بھی ہے۔ مصعب بن زبیرؓ کہتے ہیں چونکہ دیگر صحابہؓ نے تحقیق کے بعد
 اور بعض صحابہؓ نے اپنے والدین و اقرباء سے مشورہ کے بعد تصدیق کی مگر ایک ابو بکرؓ
 تھے جنہوں نے بغیر تحقیق و مشورہ کے بغیر غور و فکر کے حضور ﷺ سے اعلان رسالت سننے
 کے بعد فوراً تصدیق کی۔ اس لئے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ طبرانی میں ہے کہ حضرت
 علیؓ نے قسم کھا کر کہا کہ ابو بکرؓ کا لقب صدیق اللہ نے آسمان سے خود نازل فرمایا اور
 جبریل و رسول اللہ کی زبانی آپ کو صدیق کہلایا چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور
 ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے معراج کی رات مقام طویٰ پر پہنچ کر کہا کہ یہ معراج کا
 واقعہ جو رات کا ہے میرے مخالفین اور میری قوم تو اس کی تصدیق نہ کرے گی کہ اتنی لمبی

سیر بیت المقدس جانا پھر آسمانوں کی سیر کرنا پھر بیت المعمور سدرة المنتہیٰ تک پہنچنا اور رات ہی میں واپس آنا اس کی کفار مکہ تو تصدیق نہ کریں گے تو جبریل نے کہا فَاِنَّ قَوْمَكَ يَكْذِبُكَ وَاَبُو بَكْرٍ يُصَدِّقُكَ۔ جب تیری قوم تیری بات کا معراج کی رات کا انکار کرے گی اس وقت تیرا یا ر ابو بکرؓ تیری تصدیق کرے گا تو جب ابو جہل نے برادری نے قریش مکہ نے انکار کیا تو ابو بکرؓ ہی اقرار کرنے والا تھا اور دشمن کی زبان سے سن کر تصدیق کی تو معراج کی اس تصدیق کے بعد ابو بکرؓ کا لقب صدیق زیادہ مشہور ہو گیا۔ بعض نے کہا جب حضرت ابو بکرؓ کی پیدائش ہوئی تو اس کی والدہ کو ہاتھ غیبی نے نداء دی۔

يَا اُمَّةَ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيْقِ

اَبْشِرِيْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ

اِسْمُهُ فِي السَّمَاءِ صَدِيْقِ

وَبِخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ فِي الْغَارِ رَفِيْقِ

اے اللہ کی بندی یہ بات پکی سچی ہے خوش ہو جا تجھے اللہ نے ایک لڑکا دیا ہے جو عتیق ہے اور آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ وہ ایک وقت غار میں رفیق ہوگا۔

حضرت ابو بکرؓ کی چار بیویاں تھیں ایک قبیلہ بنت سعد اس سے حضرت عبداللہ اور حضرت اسماء پیدا ہوئیں۔ دوسری زینب ام رومان اس سے حضرت

عبدالرحمن اور عائشہؓ پیدا ہوئیں۔ تیسری حبیبہ بنت خارجه اس سے آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم پیدا ہوئی۔ چوتھی اسماء بنت عمیس جو پہلے حضرت جعفر طیارؓ کے نکاح میں تھی۔ حضرت جعفرؓ کی وفات کے بعد اس کا نکاح حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کر دیا۔ اس سے آپ کے لڑکے محمد پیدا ہوئے پھر حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے نکاح میں آئیں۔ جس سے پھر زید اور یحییٰ پیدا ہوئے جو لوگ کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ و علیؓ میں تکرار تھا وہ ذرا سوچیں کہ تکرار تھا یا پیار تھا کہ علیؓ نے اپنی بھانج بیوہ کا نکاح ابو بکرؓ سے کر دیا۔ پھر ابو بکرؓ کی وفات کے بعد خود اس سے نکاح کر لیا اللہ دشمن صحابہؓ و اہلبیت کو سمجھ دے۔

حضرت ابو بکرؓ کی چار نسلوں کو اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ یعنی والدین، اولاد، پوتے، نواسے، ابو بکرؓ کا پورا خاندان میرے پیغمبر پر جانثار تھا۔ ہجرت کی رات جب حضور ﷺ اور ابو بکرؓ غار ثور میں پہنچے۔ تین دن تین رات رہے تو ابو بکرؓ کی بیٹی حضرت اسماء کھانا پہنچاتی تھی۔ ابو بکرؓ کا بیٹا عبداللہ دن کو کفار کی باتیں سن کر رات کو ان کے احوال پہنچاتا تھا۔ ابو بکرؓ کا غلام عامر بن فہیرۃ دن کو بکریاں چراتا۔ رات کو دودھ پہنچاتا۔

ابو جہل ابو بکر صدیقؓ کے دروازے پر

ادھر جب حضور ﷺ اور ابو بکرؓ رات کو تشریف لے گئے تو ابو جہل صبح کو ابو بکرؓ کے گھر کے دروازہ پر پہنچا۔ دستک دی، آواز دی حضرت اسماء باہر آئی پوچھا کہ تیرا باپ اور محمد ﷺ کہاں ہے تو حضرت اسماء جو ابو بکرؓ کی تربیت یافتہ تھی اگرچہ صغیر سن ہے، بچپن

ہے، چھوٹی بچی ہے مگر ایمان پختہ ہے کہنے لگی ابو جہل میں رسول اللہ کا راز نہیں بتلا سکتی حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ ابو جہل نے کہا تجھے پتہ ہے میں مکہ کا بہادر سردار طاقتور ہوں ایک طمانچہ لگاؤں گا۔ تیرا خاتمہ ہو جائے گا۔ اسماء نے کہا ابو جہل اگر تو مکہ کا بہادر ہے تو میں بھی صدیق کی بیٹی ہوں راز نہ بتلاؤں گی ابو جہل نے زور سے طمانچہ رسید کیا۔ اسماء کا دوپٹہ اتر گیا بالیاں کانوں کو چیر کر دور جا پڑیں۔ چہرہ خون آلود ہو گیا۔ حضرت اسماء نے دوپٹہ سنبھالا اور کہا ابو جہل کتا تجھے طاقت پر ناز ہے مجھے رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر ناز ہے، تجھے مال پر ناز ہے مجھے محبوب رب ذوالجلال پر ناز ہے۔ تجھے قوت سامان پر بھروسہ ہے مجھے رب رحمان پر بھروسہ ہے۔ اگر تو اپنی ماں کا دودھ پی کر محمد ﷺ کی دشمنی نہیں چھوڑ سکتا تو صدیق کی بیٹی بھی اپنی ماں کا دودھ پی کر محمد ﷺ کی غلامی نہیں چھوڑ سکتی۔

خلفاء راشدین کی فضیلت

اعلان نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے۔ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ اسلام لائے عورتوں میں سے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں۔ غلاموں میں سے حضرت زید بن حارثہؓ اسلام لائے مگر حضور ﷺ نے خود فرمایا جس کو میں نے اسلام کی دعوت دی اس نے غور و فکر کرنے یا مشورہ کرنے کی بات کی ایک ابو بکرؓ ہے جس نے سب سے پہلے میری دعوت پر بغیر تامل و مشاورت کے لبیک کہا اور اسلام لایا تو سب سے پہلے بلا چون و چرا اسلام کی دعوت ابو بکرؓ نے قبول کی اس

لئے حضرت ابو بکرؓ افضل الصحابہؓ، علم الصحابہؓ، اکمل الصحابہؓ بنے۔ اور ہمارا اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ خلافت راشدہ کی ترتیب میں پہلا خلیفہ حضرت ابو بکرؓ ہے، دوسرا خلیفہ حضرت عمرؓ ہے، تیسرا خلیفہ حضرت عثمانؓ ہے۔ چوتھا خلیفہ حضرت علیؓ ہے یہ ترتیب ہماری نہیں بلکہ یہ ترتیب رب رحمان نے اپنے قرآن میں ذکر کی ہے۔ فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پھر فرمایا وَالَّذِينَ مَعَهُ یہ حضرت ابو بکرؓ ہیں جو ہر حال میں پیغمبر کے ساتھ تھے۔ حضر ہو، سفر ہو، بدر ہو، احد ہو، خوشی ہو، غمی ہو، امارت ہو، غربت ہو، پھر فرمایا اَشَدُّ آءِ عَلَى الْكُفَّارِ یہ حضرت عمرؓ ہیں جو کفر کے خلاف کھلی تلوار تھے۔ پھر فرمایا رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ یہ حضرت عثمانؓ ہیں جو سراپا شفقت کا مزاج رکھتے تھے۔ پھر فرمایا تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یہ حضرت علیؓ ہیں جو سراپا عبادت کا ذوق رکھتے تھے۔ پھر فرمایا يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔ یہ حضور ﷺ کے تمام صحابہؓ ہیں جن کا ہر کام اللہ کی رضا کے لئے تھا اور یہی ترتیب پیغمبر نے اپنے فرمان میں ذکر کی ہے۔

پہلی حدیث

ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ کہ میری امت میں سب سے زیادہ میرے امتیوں پر رحم کرنے والا ابو بکرؓ ہے۔ پھر فرمایا وَ أَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ احکام خداوندی کی تعمیل اور قوت سے ان کے نافذ کرنے والا عمرؓ ہے پھر فرمایا وَ أَصْدَقُهُمْ حِمَاءُ عُثْمَانَ کامل شرم و حیا والا عثمانؓ ہے۔ پھر فرمایا وَ أَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ مقدمات کے فیصلہ کرنے میں ماہر علیؓ ہے۔

دوسری حدیث

ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا **رَحِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ زَوْجِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهَجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَأَعْتَقَ بِلَالًا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ بِرَحْمٍ كَرِيْمٍ** جس نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور مجھے مدینہ تک ساتھ لے گیا اور غار میں میرا ساتھی بنا اور حضرت بلالؓ کو ظالموں سے خرید کر آزاد کیا اور پھر فرمایا **رَحِمَ اللَّهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقُّ وَإِنْ كَانَ مُرًا اللَّهُ عَمْرٌ بِرَحْمٍ كَرِيْمٍ** جو ہر وقت حق کہتا ہے اگرچہ کسی کو حق کڑوا بھی لگے پھر فرمایا **رَحِمَ اللَّهُ عُثْمَانَ تَسْتَجِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ اللَّهُ عَثْمَانُ بِرَحْمٍ كَرِيْمٍ** کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا **رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا اللَّهُمَّ ادِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ - اللَّهُ عَلِيٌّ بِرَحْمٍ كَرِيْمٍ** اے اللہ علیؓ کے ساتھ جہدہ جائے حق کو اس کے ساتھ کر دے۔

تیسری حدیث

تیسری حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا **أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَأَبُو بَكْرٍ أَسَاسُهَا وَعُمَرُ جِدَارُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِيٌّ بَابُهَا**۔ فرمایا میں علم کا شہر ہوں، ابو بکرؓ اس کی بنیاد ہے، عمرؓ اس کی دیوار ہے، عثمانؓ اس کی چھت ہے، علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ کیسی ترتیب ذکر کر دی کہ ہمیشہ مکان کی بنیاد پہلے ہوتی ہے۔ پھر دیواریں بنائی جاتی ہیں۔ پھر چھت بنائی جاتی ہے۔ پھر دروازہ بنایا جاتا ہے۔

چوتھی حدیث

ترمذی میں حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا
 أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ - ابوبکرؓ
 جنتی ہے، عمرؓ جنتی ہے، عثمانؓ جنتی ہے، علیؓ جنتی ہے۔ یہ پیغمبر کی ترتیب ہے۔

پانچویں حدیث

پانچویں حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي - یہ خلفاء
 اربعہ کا زمانہ ہے۔ اس کو حضور ﷺ نے اپنا زمانہ کہا ہے۔ قرنی کے چار حرف ہیں۔ قاف
 سے اشارہ۔ ابوبکر صدیقؓ کی طرف ہے۔ راء سے اشارہ عمر فاروقؓ کی طرف ہے، نون
 سے اشارہ عثمانؓ کی طرف ہے، یاء سے اشارہ علیؓ کی طرف ہے۔ اسی طرح یہ ترتیب
 صحابہؓ نے ذکر کی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بلا فصل ہیں

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ مرتبہ میں پہلے ابوبکرؓ کا نام لیتے، پھر عمرؓ کا،
 پھر عثمانؓ کا اس کے بعد کی ترتیب چھوڑ دیتے تھے تو یہ ترتیب قرآن نے ذکر کی ہے اور
 نبیؐ کے فرمان نے ذکر کی ہے اور صحابہؓ کی زبان نے ذکر کی ہے۔ اس لئے ہم حضرت
 ابوبکرؓ کو افضل الصحابہؓ کہتے ہیں۔ خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں کہ پیغمبر کا پہلا خلیفہ حضرت ابوبکرؓ
 ہے، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ كَعْدِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ يَهْتَدِيْ بِرَأْسِهِ خِلاَفَةُ ابُوْبَكْرٍ كَعْدِ خِلاَفَةُ ابُوْبَكْرٍ كَعْدِ

دلیل ہے۔ جو نبی کے ساتھ ہے۔ بلا فصل وہی ہے اس لئے پہلا خلیفہ وہی ہے
 وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ كَعْدِ وَصَدَّقَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ كِي خَلْفَتِ بِلَا فِصْلِ كِي
 دلیل ہے۔ جو نبی کا پہلا مُصَدِّق ہے وہی پہلا خلیفہ ہے۔
 وَسَيَجْنِبُهَا الْأَتَقِيُّ أَبُو بَكْرٍ كِي خَلْفَتِ بِلَا فِصْلِ كِي دَلِيلِ كِي كِي كِي كِي كِي كِي
 سید الاتقیاء ہے وہی سید الصحابہؓ ہے اور جو سید الصحابہؓ ہے وہی خلیفہ اول ہے۔
 ترمذی میں حضرت حدیفہؓ کی روایت ہے:-

اِقْتَدُوا بِاَلَّذِينَ مِنْ بَعْدِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي
 كِي اِتْبَاعِ كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي
 كِي

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت لَا تُبْقَيْنَنَّ فِي
 الْمَسْجِدِ خَوْخَةَ الْاَخُوخَةَ اَبِي بَكْرٍ كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي
 باقی سب دروازے بند کر دو ایک رہنے دو۔

ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ اَبُو بَكْرٍ اَنْ
 يَوْمَهُمْ غَيْرُهُ اَبُو بَكْرٍ كِي خَلْفَتِ بِلَا فِصْلِ كِي دَلِيلِ كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي
 امامت نہ کرانے۔ کیونکہ ابو بکرؓ خلیفہ اول جو موجود ہے۔

ترمذی میں حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ ابو بکرؓ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاحِبَّنَا اِلَى
 رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُو بَكْرٍ كِي خَلْفَتِ بِلَا فِصْلِ كِي دَلِيلِ كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي
 سے بہتر ہے۔ سب سے زیادہ حضور ﷺ کا محبوب ہے۔

نہ کہے اور عائشہؓ کو صحابہ کو حکم مصطفیٰ نے دیا۔ کہ ابو بکرؓ کو کہو نماز پڑھائے حکم خدا کا مصطفیٰ مصطفیٰ کا حوالے ابو بکرؓ کے قیامت تک رافضی روتا پیتا رہے۔ ابو بکرؓ سے کوئی مصطفیٰ نہیں لے سکتا۔ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہؓ کو ابو بکرؓ کی اقتدا میں نماز پڑھتے دیکھا تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہم اس خوشی میں نماز نہ بھول جائیں۔ مگر حضور ﷺ نے پردہ ڈال دیا۔ اشارہ کیا کہ میں صرف ابو بکرؓ کی خلافت و امامت پر مہر لگانا چاہتا تھا اور تمہارا یہ منظر دیکھنا چاہتا تھا۔ اب میں خوش ہوں۔ یَا بَنِي اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَبَا بَكْرٍ۔ اللہ اور اس کا رسول ابو بکرؓ کے سوا دوسرے کی خلافت کا انکار کرتا ہے۔ دونوں کی رضا ابو بکرؓ کی خلافت میں ہے۔ اللہ ابو بکرؓ کے خلیفہ اول ہونے پر راضی، رسول اللہ راضی، حضرت علیؓ بھی راضی، علیؓ نے فرمایا کہ جس کو حضور ﷺ نے ہمارا دین میں امام بنا دیا دنیا کے امور میں بھی وہی ہمارا امام ہوگا اور تمام صحابہؓ نے بالاتفاق ابو بکرؓ کی خلافت پر بیعت کی۔ ابو بکرؓ کی خلافت بلا فصل پر سب راضی ایک صحابہؓ کا دشمن ناراض ہے۔ اللہ اس کو ہدایت دے۔

حضور ﷺ کا حضرت حفصہؓ سے کہنا کہ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَلِي الْخِلَافَةَ مِنِّي بَعْدِي ثُمَّ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوگا۔ اس کے بعد تیرا باپ عمرؓ خلیفہ ہوگا۔ یہ ابو بکرؓ کی خلافت بلا فصل کی دلیل ہے۔

حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ کو خلیفہ بلا فصل مانا ہے۔ شیعہ کی کتاب احتجاج طبری میں ہے ثُمَّ تَنَاقَلَ بَدَائِبِي بَكْرٌ فَبَايَعَهُ۔ کہ علیؓ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی

دوسری جگہ احتجاج طبری میں ہے۔ ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّأَ لِلصَّلَاةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ۔ کہ حضرت علیؓ نے نماز کی تیاری کی۔ مسجد میں آئے پھر ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ ابو بکرؓ کی خلافت بلا فصل کے دلائل ہیں۔

ہم تو حضرت علیؓ کو مانتے ہیں، حضرت ابو بکرؓ کو مانتے ہیں، وہ بھی صحابی ہیں، یہ بھی صحابی، وہ بھی جنتی، یہ بھی جنتی مگر فرق مراتب ضرور ہے۔

ہجرت کی رات حضرت علیؓ بستر پر سو رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نوک دار پتھریلی زمین پر چل کر پاؤں کو زخمی کر کے نبی کو کندھوں پر اٹھا رہے ہیں اگرچہ ایسے مشکل وقت میں کہ جب کافر حضور ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ حضرت علیؓ کا اس بستر پر سونا بھی فضیلت سے کم نہیں مگر ابو بکرؓ کا رات کی تاریکی میں ایسا سفر کرنا جس میں تمام خطرات تھے یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا تھا اور حضرت ابو بکرؓ کے گھر چل کر گئے تھے حضرت علیؓ کے پاس مخلوق کی امانتیں تھیں۔

حضرت ابو بکرؓ کے پاس خالق کی امانت حضور ﷺ تھے۔

حضرت علیؓ حضور ﷺ کے بستر پر تھے اور ابو بکرؓ خود محمد ﷺ کا بستر بن گئے۔

اور ابو بکرؓ کی نگاہ غار ثور میں حضور کے چہرہ پر تھی اور مطالعہ قرآن تھا۔ جس کو

شاہ ولی اللہ نے کہا کہ حضور ﷺ کا چہرہ ابو بکرؓ کی گود میں اس طرح چمک رہا تھا جس

طرح رحل پر خدا کا قرآن چمک رہا ہوتا ہے۔

بہر حال یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علیؓ کے لئے پریشانی صرف ایک رات کی تھی جو صبح کو ختم ہوگئی اور ابو بکرؓ کو تین رات تک غار ثور میں پھر وہاں سے مدینہ تک پریشانی تھی مگر ان خطرات کے باوجود حضرت ابو بکرؓ ساتھ رہے تو حضرت ابو بکرؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت ہوگئی۔ ہم علیؓ مرتضیٰ کو نبی بتول کا شوہر جو ہر گورنڈر بہادر ذی قدر فاتح خیبر امام الائمہ بہادروں کا سردار شیر جبار صاحب ذوالفقار حیدر کرار مانتے ہیں مگر جہاں علیؓ حیدر کرار ہے وہاں حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ کا بھی سردار ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مکالمہ

ہم حضرت عائشہؓ کو بھی مانتے ہیں، حضرت فاطمہؓ کو بھی مانتے ہیں جہاں حضور ﷺ نے فاطمہ کو سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ کہا وہاں حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہا فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَي سَائِرِ النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَي سَائِرِ الطَّعَامِ. کہ عائشہؓ کو تمام عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔ مولانا رومیؒ نے مثنوی میں حضرت عائشہؓ و فاطمہؓ کا ایک مکالمہ ذکر کیا ہے۔

گفتگوئے رفت درخانہ رسول

در میان صدیقہ و زہرا بتولؓ

حضور ﷺ کے گھر میں حضرت عائشہؓ و حضرت فاطمہؓ کی گفتگو چل پڑی۔

گفت اے مادر من از تو افضلم

زانکہ من مضغہ از جسم مرسلم

تو صدیقی تو بالانصاف باش

فرق در صدیق و صدوق است فاش

حضرت فاطمہ الزہرانے کہا کہ اماں میں تجھ سے افضل ہوں کیونکہ میں حضور ﷺ کا حصہ ہوں آپ کے جسم کا ٹکڑا ہوں، اور تو صدیقؓ کی بیٹی ہے۔ صدیقؓ اور رسول اللہ میں زمین و آسمان کا فرق واضح ہے۔ حضرت عائشہؓ بھی ذہینہ فطینہ تھی۔ کہنے لگی

چوں بود روز جزاء اے نیک کیش

ہر یکے را پایہ بر مقدور خویش

من با احمد باشم و تو با علیؓ

فرق کن در این و آں گر عاقلی

عائشہؓ نے کہا اے اچھے فضائل والی بیٹی قیامت کے دن ہر ایک کو مقدر کے مطابق مرتبہ ملیگا۔ تیرے باپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہا ہے کہ قیامت کے دن نیک بیویاں اپنے نیک خاوندوں کے ساتھ ہوں گی۔ اس لئے قیامت کے دن تو بھی جنت میں ہوگی میں بھی جنت میں مگر تیری انگلی علیؓ کے ہاتھ میں اور میری انگلی نبی کے ہاتھ میں تو علیؓ کے بستر پر اور میں محمد ﷺ کے بستر پر ہوں گی۔ اب تو خود ہی فرق سمجھ لے

چوں شنید ایں فاطمہؓ بگریست زار

خواست صدیقہؓ گر فتنش درکنار

اے نشانی روئے احمد، روئے تو

من کجا باشم۔ ازیں یک موئے تو

جب حضرت فاطمہؓ نے یہ سنا تو رونے لگی مگر عائشہؓ نے بیٹی کو گود میں لے لیا اور کہا بیٹی وہ

دلیل کا جواب دلیل سے تھا مگر تو میرے محبوب کے چہرہ کی نشانی ہے۔ میں تیرے

بالوں پر قربان ہوں۔ اب آپ خود دیکھیں کہ کس طرح ان میں پیار تھا۔ رافضی

جھوٹ کہتا ہے کہ ان میں تکرار تھا۔ رافضی کہتے ہیں کہ اہلسنت اہلبیت کو نہیں مانتے یہ

پروپیگنڈا ہے ہم تو سب کو مانتے ہیں۔ ہم تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بھی مانتے ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا هُمَا رِيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔ یہ دونوں میری خوشبوئیں ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ

قیامت کے دن جنتی جوانوں کے سردار ہونگے۔ مگر ہم ابو بکرؓ و عمرؓ کو بھی مانتے ہیں

شیخین کی فضیلت

جن کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا ترمذی میں ابو سعید خدری کی روایت ہے

مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهُ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ ہر

نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے

ہیں۔ اَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ۔ میرے دو وزیر

آسمان والوں سے جبرائیل و میکائیل ہیں۔ وَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ

فَاَبُوْبَكْرٌ وَعَمْرٌ۔ میرے دو وزیر زمین والوں سے ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ ابن ماجہ میں

حضرت علیؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهْوَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ الْاَنْبِيَّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ قیامت کے دن انبیاء کے علاوہ تمام اولین و آخرین کے بوڑھوں کے سردار ابو بکرؓ و عمرؓ ہونگے۔ ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ ذَاكَ يَوْمَ قَدْ خَلَّ الْمَسْجِدَ۔ حضور ﷺ ایک دن گھر سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ مگر کیفیت یہ تھی کہ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهِ هُوَ اَخِذْبَا يَدَيْهِمَا۔ حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے دائیں طرف اور حضرت عمرؓ بائیں طرف تھے۔ حضور ﷺ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور فرمایا صحابہؓ گواہ ہو جاؤ۔ هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے کہ دائیں ابو بکرؓ ہونگے اور بائیں عمرؓ ہونگے درمیان میں پیغمبر ہونگے۔

ابو بکرؓ ہر معاملہ میں اوّل

اہل السنّت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سب صحابہؓ سے افضل تھے کیونکہ

ابو بکرؓ نے ہر چیز میں اولیت کا شرف حاصل کیا۔

اسلام لانے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

رسول اللہ کی تصدیق کرنے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

نبی کے وزیر و مشیر بننے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

نبی کے راز دار بننے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

رمز شناس نبوت بننے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

حدیث کی روایت میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

معراج کی تصدیق میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

نبی ﷺ کے نکاح میں کنواری بیٹی دینے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

ہجرت کی رات رسول اللہ کے ساتھ جانے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

غار ثور پہنچنے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

رسول اللہ کے ساتھی بننے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

جب صحابہؓ میں اختلاف تھا کہ حضور ﷺ کو مکہ میں یا مسجد نبوی میں یا جنت

البقیع میں یا بیت المقدس میں دفن کریں تو اس اختلاف کو ختم کرنے میں ابو بکرؓ کا

نمبر پہلا تھا۔ کہ آپ نے کہا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے فرمایا جہاں نبی کی وفات

ہوگی وہاں مدفن ہوگا۔ اس لئے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کرنا ہے۔

جب یہ بات اٹھی کہ نبی کا مال وراثت میں تقسیم ہوگا صحابہؓ پریشان تھے۔ تو

اس بات کو ختم کرنے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا تھا۔ کہ آپ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا

أَلَا نُبَيِّأُ لَانُورِثَ - انبیاء کا ورثہ تقسیم نہیں ہوتا۔ وہ وقف ہوتا ہے۔ انبیاء کی وراثت

علم کی ہوتی ہے۔

جب منکرین مانعین زکوٰۃ کا فتنہ اٹھا تو اس کی سرکوبی کرنے میں ابو بکرؓ کا پہلا

نمبر تھا فرمایا جو نماز و زکوٰۃ میں فرق کریگا اس سے جہاد کرونگا۔

جب میلہ کذاب کا فتنہ اٹھا اس کے ختم کرنے میں ابو بکرؓ کا پہلا نمبر تھا کہ خالد بن ولید کی سربراہی میں یمامہ کی طرف لشکر بھیج کر اس کے فتنہ کو روکا، اس کو قتل کرایا۔

جب حضور ﷺ کی رحلت کے بعد اکثر قبائل ارتداد کا شکار ہونے لگے تو ارتداد کے فتنہ کے تدارک کرنے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا تھا کیونکہ آپ نے خالد بن ولید کو بصرہ کی طرف، عمرو بن عاص کو شام کی طرف، علاء حضرتؓ کو بحرین کی طرف، عکرمہ بن ابی جہل کو عمان کی طرف، اسی طرح مہاجر بن ابوامیہ اور زیاد بن لبید انصاری وغیرہ کو ان علاقوں کی طرف بھیجا جہاں لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اسی طرح قرآن کے اجزاء جو مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے تھے ان کو یکجا ایک مصحف کی شکل میں جمع کرانے میں ابو بکرؓ کا نمبر پہلا تھا۔ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ آپ کو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں کتنے حفاظ و قراء شہید ہو گئے۔ اگر اس طرح جنگوں کا معاملہ ہوا تو خطرہ ہے کہ قرآن غیر محفوظ ہو جائے اس لئے اس کو جمع کراؤ۔ اولاً حضرت ابو بکرؓ آمادہ نہ تھے۔ مگر بالآخر فرمایا کہ اللہ نے میرا شرح صدر کر دیا ہے۔ پھر حضرت زید بن ثابت کو بلا کر کہا کہ تم حضور ﷺ کے کاتب وحی رہ چکے ہو لہذا تم پوری کوشش سے اجزاء تلاش کرو قرآن کو جمع کرو۔

علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا کہ ابو بکرؓ کی فضیلت اسی اولیت کی وجہ سے ہے۔ حضرت ابو بکرؓ سب صحابہؓ سے ہر کام میں اول ہیں مگر حضور ﷺ کے ہر کام میں ثانی ہیں اس لئے تو قرآن نے ثانی انہیں کہا اول مقام حضور ﷺ کا ہے۔ ثانی ابو بکرؓ کا ہے

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں

مکہ میں اسلام کی اشاعت میں اول حضور ﷺ ہیں ثانی ابو بکرؓ ہیں

مکہ میں طواف کے اندر اول حضور ﷺ ہیں ثانی ابو بکرؓ ہیں

حطیم میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

میزاب رحمت کے نیچے اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

حجر اسود پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

مقام ابراہیم پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

آب زمزم پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

صفا پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

مروہ پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

ہجرت میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

مدینہ میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

مصلیٰ نبوی پر و محراب میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

ممبر پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

مزار میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

حوض کوثر پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابو بکرؓ ہیں

رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں زمین و آسمان گواہ ہے اللہ کا قرآن گواہ، نبی

کا فرمان گواہ، ہر مسلمان گواہ ہے کہ قیامت کے دن جنت میں اول حضور ﷺ قدم رکھیں گے ثانی ابو بکرؓ ہونگے۔ اس شان والے ابو بکرؓ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے

حضرت ابو بکرؓ صحابہؓ کی نظر میں

ابو بکرؓ کے ایمان کی شان معلوم کرنی ہے تو حضرت عمرؓ سے پوچھو فرماتے ہیں تمام اہل زمین کے ایمان کا ابو بکرؓ کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابو بکرؓ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔ ابو بکرؓ کا علم پوچھنا ہے تو حضرت ابن عمرؓ سے پوچھو فرماتے ہیں ابو بکرؓ سب صحابہ سے نمایاں عالم تھے۔

جب صحابہؓ کسی مشکل کو حل نہ کر پاتے تو ابو بکرؓ سے پوچھتے۔

ابو بکرؓ کی شجاعت پوچھنی ہے تو حضرت علیؓ سے پوچھو۔ حضرت علیؓ نے سوال کیا کہ تم میں سے سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا نہیں میں تو اپنے برابر کے مد مقابل سے لڑتا ہوں سب سے زیادہ بہادر ابو بکرؓ تھے۔

جب جنگ بدر میں ہم نے حضور ﷺ کو ایک جگہ بٹھایا اور ہم نے کہا کہ اس جگہ کوئی شخص کھڑا ہو جو مشرکین کو حضور ﷺ پر حملہ نہ کرنے دے۔ ایسے سخت وقت میں حضرت ابو بکرؓ تیار ہوئے اور تلوار ہاتھ میں لی اور پہرہ دے رہے تھے۔ جب کوئی مشرک آگے بڑھتا تو اس کو فوراً دھکیل دیتے۔ اگر ابو بکرؓ کی سخاوت دیکھنی ہے تو ابن عمرؓ سے پوچھو فرماتے ہیں جب ابو بکرؓ اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے وہ سب اسلام کی اشاعت میں غرباء، مساکین، یتیموں، مظلوم غلاموں کو خرید کر آزاد

کرنے میں خرچ کر دیا۔ جب حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پانچ ہزار دینار باقی تھے اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو کفن بھی پرانا تھا۔

ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ آج اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرو۔ حضرت عمرؓ کے پاس مال بہت آیا تھا تو فرماتے ہیں میں نے خیال کیا آج تو ابو بکر صدیق سے بھی سبقت لوں گا۔ فرماتے ہیں میں نے آدھا مال گھر رکھا اور آدھا مال لایا ادھر حضرت ابو بکرؓ پوری دولت اٹھا کر لائے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کیا لائے ہو کہنے لگا آدھا مال لایا ہوں پھر حضرت ابو بکرؓ سے سوال کیا کہا کیا لائے ہو۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا تَرَ كُنْتُ اِسْمَ اللّٰهِ وَاِسْمُ رَسُوْلِهِ۔ حضرت گھر میں اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑا باقی سب مال سوئی کی منزل تک آپ کے قدموں میں لایا ہوں تو حضرت عمرؓ نے کہا میں نے یقین کر لیا کہ ابو بکرؓ سے سبقت نہیں لے سکتا۔ حضرت ابو بکرؓ کی ہجرت کی نیکی کا مقام معلوم کرنا ہے تو حضرت عائشہؓ سے پوچھو فرماتی ہیں۔ ایک رات حضور ﷺ نے مجھے کہا عائشہ آسمان پر نگاہ ڈال اور دیکھ آسمان پر کتنے ستارے ہیں اور میں نے کہا حضرت بے شمار ستارے ہیں۔ فرمایا حضرت عمرؓ کی نیکیاں بھی اسی طرح بے شمار ہیں تو میں نے کہا حضرت عمرؓ کا یہ مقام ہے تو میرے والد! ابو بکرؓ کا کیا مقام ہے۔ فرمایا عائشہ پریشان کیوں ہو رہی ہے۔ عمرؓ کی تمام نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک ہجرت والی رات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس لئے تو روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے اور تمنا و خواہش کر کے کہتے تھے کہ اگر حضرت ابو بکرؓ

میری تمام نیکیاں لے لیں اور مجھے صرف غار کی فضیلت والی نیکی دے دیں تو میں اس پر راضی ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ کے اخلاق معلوم کرنے ہیں تو ابن دغنے کی زبانی سنو۔ دشمن بھی آپ کے اخلاق کا قائل تھا جب آپ مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے تو درمیان راستہ میں ابن دغنے مل گیا۔ کہنے لگا کہ آپ جیسا آدمی جو غریبوں کا نغمگسار، خدمت گزار ہے مکہ سے نہیں نکالا جاسکتا۔ چلو میں تمہیں اپنی امان میں رکھتا ہوں واپس لایا اور اپنا ہمسایہ ٹھہرایا۔

حضرت ابو بکرؓ کا جنتی ہونا معلوم کرنا ہے تو صحابہؓ سے پوچھو جو رسول اللہ کے بشارات کے بلا واسطہ عینی گواہ تھے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کیا تو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ پھر فرمایا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ. جو نماز زیادہ پڑھتا تھا اس کو جنت کے دروازہ باب الصلوة سے بلایا جائے گا۔ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ. جو جہاد زیادہ کرتا ہوگا اس کو جنت کے دروازہ باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ. جو صدقہ خیرات زیادہ دیتا ہوگا اس کو جنت کے دروازے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ

دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَانِ. جو روزہ زیادہ رکھتا ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اس کی ضرورت تو نہیں کہ جنت کے تمام دروازوں سے کسی کو بلایا جائے مگر فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْبُؤَابِ كُلِّهَا. کوئی شخص ایسا بھی ہوگا۔ جس کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ قربان جاؤں حضور ﷺ کے اس جملہ پر ابو بکرؓ کے عاشقو جھوم جاؤ، ابو بکرؓ کی عظمت پر حضور ﷺ نے فرمایا نَعَمْ وَارْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ. ہاں اور مجھے امید ہے کہ ابو بکرؓ تو ان میں شامل ہوگا جنہیں جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔

دوسری حدیث بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جو مسلم شریف میں موجود ہے حضور ﷺ نے ایک مجلس میں سوال کیا کہ آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے حضرت ابو بکرؓ نے کہا میں روزہ دار ہوں پھر فرمایا آج تم میں سے کس نے جنازہ پڑھا اور جنازہ کو کندھا دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ پھر فرمایا کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا میں نے یہ کام کیا ہے۔ پھر کہا آج کس نے بیمار کی طبع پرسی کی ہے حضرت ابو بکرؓ نے کہا میں نے یہ کام کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس میں یہ تمام امور ہیں وہ جنتی ہے اس کے لئے جنت لازم ہے۔

ابو بکرؓ کی تلاوت قرآن پوچھنی ہے تو عائشہؓ سے پوچھو فرماتی ہیں كَانَ أَبُو بَكْرٍ بَكْرًا بَكْرًا. جب قرآن کی تلاوت کرتے بہت روتے۔ بہت سے مشرک مرد و عورتیں ابو بکرؓ کی تلاوت کی اس کیفیت کو دیکھ کر محمد ﷺ کے غلام بن گئے۔ ابو بکرؓ کی

نشیث خداوندی دیکھنی ہے تو معاذ بن جبلؓ سے پوچھو فرماتے ہیں ابو بکرؓ نے باغ میں ایک چڑیا کو دیکھا اور ایک سانس بھرا اور فرمایا تو بڑی خوش بخت ہے کہ پھلوں کو کھاپی رہی ہے اور درختوں کے سائے میں رہتی ہے اور حساب بھی نہیں ہے کاش میں بھی تیری طرح ہوتا۔ حضرت ابو بکر کے خشوع و خضوع کو معلوم کرنا ہو تو عبد اللہ بن زبیر سے پوچھو کہتے ہیں ابو بکر نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے لکڑی گاڑ دی گئی ہو یہ عبادت کی کیفیت تھی۔

اگر حضرت ابو بکرؓ کا عشق رسول ملاحظہ کرنا ہو تو ابو بکرؓ کے اس جملہ پر غور کرو حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں حُبِّ اِلٰی مِنْ دُنْيَا كُمْ ثَلَاثٌ۔
مجھے دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔

پہلی چیز اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ میری نظر ہو پیغمبر کا رخ انور ہو، حضور ﷺ کا چہرہ انور ہو میری نگاہ ہو، بس حضور ﷺ کو دیکھتا رہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ تین بار مسجد نبوی کے دروازہ پر آئے۔ پیغمبر کا چہرہ دیکھا اور چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے اس عجیب کیفیت کو دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ سے سوال کیا کہ اس طرح جلدی آ کر چلے جانا۔ اس کی وجہ کیا ہے ابو بکرؓ نے کہا عمر آج میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا اور جب ہمارے ہاں فاقہ ہو تو میں مسجد نبوی کے دروازہ پر آ کر پیغمبر کا چہرہ دیکھتا ہوں میری بھوک ختم ہو جاتی ہے۔

دوسری چیز وَاِنْفَاقِ مَالِيْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ کہ اللہ جو مجھے مال دے وہ پیغمبر پر

قربان کر دوں۔

تیسری چیز وَاَنْ تَكُوْنَ اِبْنَتِي تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ میری بیٹی پیغمبر کے نکاح میں ہو یہ ہے محبت رسول اس لئے ابو بکرؓ پوری دنیا میں مقبول ہوئے۔

حضرت ابو بکرؓ کے عشق رسول کا واقعہ سنیں۔ میرے پیغمبر دلبر حضور ﷺ سرور دار ارقم میں صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ حضرت کفار اپنے باطل معبودوں کی کھلم کھلا عبادت کرتے ہیں اور اپنی شرکیہ باتیں پھیلاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اب ہم کھلم کھلا توحید کا اعلان کریں۔ لوگوں کو اعلانیہ اسلام کی دعوت دیں حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ہم تھوڑے ہیں جب ہماری تعداد بڑھے گی تو پھر اسلام کا کھلا اعلان کریں گے۔ ابھی تو اڑتالیس افراد مسلمان ہوئے ہیں مگر حضرت ابو بکرؓ کے بار بار اصرار پر حضور ﷺ نے اعلانیہ اسلام کا اعلان کر دیا۔ اب اس مجلس کے بعد حضور تشریف لے گئے اور صحابہ بھی اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ سیدھے کعبہ میں گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو مشرکین نے آپ پر حملہ کیا کوئی جوتے مارتا ہے، کوئی پتھر مارتا ہے، اتنی مار پڑی کہ آپ بے ہوش ہو گئے حضرت ابو بکرؓ کے قبیلہ کے لوگ آپ کو اٹھا کر گھرالائے کیفیت یہ تھی کہ آپ پر موت آ جائے گی وہ لوگ کعبہ میں آئے کہا اگر ابو بکرؓ کا انتقال وفات ہو گئی تو ہم تمہارے سردار عتبہ بن زیاد کو قتل کر دیں گے۔ بالآخر شام تک ابو بکرؓ گویا ہوش آیا تو سب سے پہلا جملہ جو منہ سے نکلا وہ یہ تھا کہ كَيْفَ حَالِ خَلِيْلِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میرے محبوب

محمد ﷺ کا حال کیسا ہے تو لوگوں نے کہا کہ اسی کی وجہ سے مار پڑی ہے۔ آپ پھر ان کا نام لیتے ہو۔ بار بار وہی جملہ دہراتے ہیں۔ آپ کی والدہ نے کہا ہمیں ان کے حال کا علم نہیں ہے کہا ام جمیل سے معلوم کرو تو آپ کی والدہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا تم بتلاؤ کہ محمد ﷺ اس وقت کہاں ہیں تو وہ پھر ابو بکرؓ کے پاس آئی آپ نے کہا یہ میری والدہ تیرا از نہیں بتلائے گی تم بتاؤ حضور ﷺ کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے کہا آپ دار ارقم میں ہیں اور صبح سالم ہیں یہ سن کر ابو بکرؓ نے کہا اماں میں اتنے تک روٹی نہ کھاؤنگا اور نہ پانی پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر چہرہ نہ دیکھوں گا تو والدہ آپ کو وہاں لے گئی بس حضورؐ کا چہرہ دیکھا تو کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کے دیکھنے کے بعد میری ساری تکلیف دور ہو گئی اور پھر کہا یہ میری والدہ ہے جو اپنے لڑکے پر مہربان ہے مجھے آپ تک لائی ہے اس کے لیے دعا کریں۔ حضور ﷺ نے دعاء فرمائی اور اسلام کی دعوت دی تو وہ بھی مسلمان ہو گئی یہ ہے پیغمبر کا عشق کہ بدن زخمی ہے حالت بے ہوشی کی ہے پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی فکر ہے اور جب رسول اللہ ﷺ پر نگاہ پڑی تو کہا اب سب مصائب دور ہو گئے۔

صدیقؓ اور جبرئیلؑ نبی کے ہمسفر

اس لئے تو حضرت ابو بکرؓ نوریوں کے سردار سید الملائکہ جبرئیل امین سے بھی فضیلت میں بڑھ گئے۔ آپ ذرا توجہ کریں۔ پیغمبر کے دو سفر شان والے ہیں دو نرالے ہیں ایک سفر معراج کا دوسرا سفر ہجرت کا ہے۔

معراج کا سفر مکہ سے ہوا تو ہجرت کا سفر بھی مکہ سے ہوا
 معراج کا سفر رات کو ہوا اور ہجرت کا سفر بھی رات کو ہوا
 معراج کا سفر عرش بریں تک ہوا۔ ہجرت کا سفر زمین پر ہوا
 معراج کے سفر میں ایک ساتھی تھا تو ہجرت کے سفر میں بھی ایک ساتھی تھا
 معراج کے سفر میں آپ کا رفیق جبرئیل امین تھا
 تو ہجرت کے سفر میں آپ کا رفیق ابو بکر صدیقؓ تھا
 معراج کے سفر کا ساتھی سید الملائکہ تمام فرشتوں کا سردار بنا
 اور ہجرت کے سفر کا ساتھی سید الصحابہؓ تمام صحابہؓ کا سردار بنا
 معراج کے سفر میں رفیق نبوت صاحب نبوت کا دروازہ پر آیا
 اور ہجرت کے سفر میں صاحب نبوت رفیق نبوت کے دروازہ پر آئے
 معراج کے سفر میں جبرئیل حضور ﷺ کے پاس آئے
 اور ہجرت کے سفر میں خود حضور ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے
 معراج کے سفر میں سواری براق تھی
 تو ہجرت کے سفر میں سواری حضرت ابو بکرؓ کے کندھے تھے
 معراج کے سفر میں جبرئیل نے کچھ خرچ نہیں کیا
 مگر ہجرت کے سفر میں ابو بکرؓ نے سب کچھ پیغمبر پر نچھاور کر دیا
 معراج کے سفر میں جبرئیل کی گود میں پیغمبر نے سر مبارک رکھ کر آرام نہیں کیا

لیکن ہجرت کے سفر میں ابو بکرؓ نے اپنی گود پیش کی۔ رحمت دو عالم ﷺ نے اپنا سر مبارک رکھا اور ابو بکرؓ کی نگاہ ہر آن رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر رہی معراج کے سفر میں جبریل امین سدرۃ المنتہیٰ پر آ کر رک گیا مگر ہجرت کے سفر میں ابو بکرؓ آخر تک پیغمبر کا ساتھی رہا پھر مزار میں پھر حوض کوثر پر پھر جنت میں اب وہ نبیؐ سے کبھی جدا نہ ہو سکتا ہے۔ نہ کوئی اس کو جدا کر سکتا ہے یہ ہے صدیقؓ جو جبریلؑ سے بھی نمبر لے گیا۔

نبیؐ و صدیقؓ میں مناسبت

بات ختم کروں آخر میں ایک بات بطور خلاصہ کے سمجھ لیں کہ ابو بکرؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ کمال درجہ کی مناسبت تھی۔ اس لئے وہ افضل الصحابہ ہوئے آپ تاریخ قرآن و حدیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہ چیز اکثر امور میں کھل کر نظر آئیگی صداقت میں مناسبت ہے۔ نبیؐ سچا ہے سچ اور حق لیکر آیا ہے۔ اور صدیقؓ نے اس سچ اور حق کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے۔ تو نبیؐ سچا اس کی صداقت کا عکس ابو بکرؓ پر پڑا تو ابو بکرؓ صدیق ہو تو قرآن نے جہاں نبیؐ کو وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ کہا ہے۔ وہاں ابو بکرؓ کو وَصَدَقَ بِهِ کہا ہے۔

اخلاق حسنہ میں مناسبت ہے۔ بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ پر غار ثور میں پہلی وحی اتری تو حضور پر وحی کی عظمت کا اور جبریلؑ کے دبانے کا طبعی و فطری طور پر بوجھ ہوا تو واپس حضرت خدیجہؓ سے آ کر لَقَدْ خَشِيتُ

علیٰ نَفْسِیْ کہا کہ خدیجہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے تو حضرت خدیجہؓ نے کہا کَلَّا
 وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ
 تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَ تُقْرِئُ الضُّفِيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ. کہ اے
 محبوب آپ پریشان نہ ہوں۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کریگا۔ آپ کے اخلاق
 حسنہ ہیں، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں آپ کمزوروں عاجز لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ
 محتاجوں، ناداروں اور غریبوں کو مال دلاتے ہیں۔ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں
 اور جو حق کی وجہ سے مصائب میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپ ان کا تعاون کرتے
 ہیں تو اسی طرح بخاری میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ کفار و
 مشرکین کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے تو راستہ میں
 جب برک الغمادی جگہ پر پہنچے ابن الدغنے قبیلہ قارہ کا سردار مل گیا کہا اَيْنَ تَسْرِيْدُ اَبُو
 بَكْرٍ۔ اے ابو بکرؓ گدھر کا ارادہ ہے حضرت ابو بکرؓ نے کہا اَخْرَجَ قَوْمِيْ وَ اَنَا اُرِيْدُ
 اَنْ اَسِيْحَ فِي الْاَرْضِ وَ اَعْبُدُ رَبِّيْ. قوم نے نکال دیا وہ نہیں رہنے دیتی اب میرا
 ارادہ ہے کہ کہیں باہر چلا جاؤں اور اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کروں تو
 ابن الدغنے کے الفاظ سنو کہتا ہے اِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَ لَا يَخْرُجُ. تجھ جیسا
 انسان جلا وطن ہونے اور نکالنے کے لائق نہیں ہے۔ فَاِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَ
 تَصِلُ الرَّحْمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ تُقْرِئُ الضُّفِيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ.
 جو الفاظ خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہے وہی الفاظ دشمن نے رسول اللہ کے خلیفہ

بلا فصل ابو بکرؓ کے متعلق کہے ہیں۔

ولادت میں بھی مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش عام الفیل کے بعد ہے تو حضرت ابو بکرؓ کی پیدائش بھی عام الفیل کے بعد ہے۔ عمر میں مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کی عمر ۶۳ سال ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کی عمر ۶۳ سال ہے۔ مرض الوفات کی کیفیت میں مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کو آخر میں سخت بخار آیا کہ مسجد میں بھی نہ آسکتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کو بھی آخر میں ایسا سخت بخار آیا کہ پندرہ دن تک آپ نماز پڑھانے نہ آئے۔ وفات کے سبب میں بھی مناسبت ہے کہ حضور ﷺ کو خیبر میں زہردی گئی تھی اس کا اثر آخر ایام میں ظاہر ہوا جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کو بھی زہردی گئی جس کا اثر آخر میں ظاہر ہوا۔

وفات کے دن میں مناسبت ہے حضور ﷺ کی وفات سوموار کے دن ہے

ابو بکرؓ کی وفات منگل کی رات ہے اور دن سوموار کا تھا۔

مدفن میں مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کا دفن حضرت عائشہ کے حجرہ میں

حضرت ابو بکرؓ کا دفن بھی حضرت عائشہ کے حجرہ میں

سوموار کے دن ۷ جمادی الثانی کو آپ نے غسل کیا سخت بخار ہو گیا بالآخر

منگل کی رات کو ۲۲ جمادی الثانی کو اپنے وفات پائی۔ آپ نے پوچھا یہ کونسا دن ہے

کہا گیا سوموار کا دن ہے فرمایا شاید رات کو میرا انتقال ہو جائے۔

تو میرا جنازہ کل تک نہ رکھنا کیونکہ مجھے حضور ﷺ تک پہنچنا زیادہ محبوب و پسند ہے

آپ کی وفات سے پورے مدینہ اور اطراف میں کہرام مچ گیا کیونکہ آپ نے دو سال جو خلافت کی مدت گزاری اور لوگوں نے آپ کے اخلاق حمیدہ دیکھے تھے یقیناً اسکے دلوں پر اثرات تھے۔ نبی اور صحابہؓ کے پروانہ صدیق اکبرؓ کا تمام مسلمانوں پر احسان ہے تم اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اللہ کی زحمت کو طلب کرتے ہو اور ہر نماز میں درود شریف کے بعد جو دعائیں مانگتے ہو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

یہ روایت حضرت ابو بکرؓ کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھلائی تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابو بکرؓ صدیق اور تمام صحابہؓ کی سچی عقیدت و محبت نصیب فرمائے
وظیفہ

ایک دعاء بطور وظیفہ یاد کر لیں اگر اسلام کی اشاعت کے لئے حضرت ابو بکرؓ کے اخلاص والا جذبہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اس اخلاص و جذبہ سے کچھ حاصل جائے تو سحری کو بوقت تہجد یہ شعر پڑھا کریں۔ ویسے ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھ لیا کریں

یا الہی تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے

دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

خصوصاً مقررین مبلغین، معلمین ضرور پڑھیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ

وَنَفَعْنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ.

شان حضرت عمر فاروق

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخو استی ہیکے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن درخو استی نور اللہ
حضرت مولانا

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شفیق الرحمن درخو استی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
Web: www.shaikedarhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان امیر المؤمنین خلیفہ دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطبہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ وَالْأَصْفِيَاءِ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا
فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. (نساء ع ۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ
اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلٍ بِنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
(رواه احمد والترمذی)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ
بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواه الترمذی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ
مِنَ الْأُمَمِ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ. (متفق عليه)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ

الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَأَ قَطُّ إِلَّا
سَلَكَ فَجَأًا غَيْرَ فَجَعِكَ. (متفق عليه)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ فَقَالَ هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (رواه الترمذی)

صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ

وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ يُبْرِهَانُ

فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُ

فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانِ

وَلَا أَبَا حَفْصَةَ الْفَارُوقَ صَاحِبَهُ

وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ

أَمَّا عَلَيٌّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ

وَالْبَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِ

الصَّحَابَةِ كُلُّهُمْ عَدُولٌ

فَمُنْكَرُهُمْ زُنْدِيقٌ جَهْلُولٌ

محمدؐ از تو میخواهم خدا را

خدایا از تو عشق مصطفیؐ را

محمدؐ را خدا داد لشکر
 ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
 ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
 اسلام ما محبت آل محمدؐ است
 زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
 اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
 ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں
 تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰ میں بہار آئے
 عمرؓ قابل ہے عمرؓ ہے مقبول
 عمرؓ ہے دعائے پیغمبر عمرؓ ہے مراد رسول
 خالی ہے تیرا دل ادب و شرم و حیا سے
 نادان تجھے کیوں بغض ہے ارباب وفا سے
 اے شاتمِ فاروقؓ تجھے اتنی بھی خبر ہے
 فاروقؓ کو مانگا ہے محمد ﷺ نے خدا سے

معزز سامعین کرام!

تمہید: بزرگو، نوجوانو، اور میری معززہ موقرہ ماؤ، بہنو، بیٹیو آج کے خطبہ کا موضوع
 خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمرؓ کے فضائل کا تذکرہ ہے۔ اس مناسبت سے ایک

آیت اور چند احادیث پڑھی ہیں۔ پہلے نمبر پر تلاوت کردہ آیت واحادیث مبارکہ کا مختصر مفہوم سمجھ لیں پھر دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ کے حالات پر تفصیلی بات ہوگی

آیت کا مطلب

تلاوت کردہ آیت سورۃ نساء کے نویں رکوع اور پانچویں پارے کے چھٹے رکوع میں ہے اس پورے رکوع کا شان نزول یہ ہے جو تفسیر قرطبی میں ہے کہ ایک دفعہ بشر نامی منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ یہودی حق پر تھا، وہ چاہتا تھا کہ کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرائیں لیکن یہودی نے اس کے پاس جانے سے انکار کیا تو بالآخر طے ہوا کہ حضور ﷺ سے فیصلہ کرایا جائے تو دونوں حضور کے پاس گئے حضور نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا مگر منافق راضی نہ ہوا۔ اس نے یہودی سے کہا کہ فیصلہ عمرؓ سے کرایا جائے تو پھر یہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے حضرت عمرؓ کو بتا دیا کہ حضور ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے مگر یہ راضی نہیں ہوا۔ اور کہا کہ عمرؓ سے فیصلہ کرائیں تو حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ گھر گئے تلوار لے آئے اور اس منافق کو قتل کر دیا۔ پھر منافق کے رشتہ دار حضور ﷺ کی خدمت میں آئے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ہمارا جانا تو اس لئے تھا کہ وہ صلح کرادیں گے اس لئے نہیں گئے تھے کہ ہم آپ کے فیصلہ پر راضی نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ پر قتل کا دعویٰ کر دیا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ یہ لوگ صرف زبانی اقرار کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ ایمان نہیں رکھتے اور اللہ نے فرمایا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ - یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ - یہاں تک کہ آپ کو اپنے جھگڑے میں حکم مانیں۔ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا - اور پھر آپ کے فیصلہ کے بعد اپنے دلوں میں تھوڑی سی تنگی بھی نہ پائیں اور بغیر چون و چرا تسلیم کر لیں جب یہ آیات اتریں تو جبرائیل آئے اور کہا۔ اِنَّ عُمَرَ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَسُمِّيَ الْفَارُوْقَ - کہ عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔ اس لئے ان کا نام فاروق رکھا گیا ہے۔ تو پھر حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا اِنَّتَ الْفَارُوْقُ يَا عُمَرُ اے عمرؓ آج کے بعد تو فاروق ہے۔ تو ان آیات میں حضرت عمرؓ کی فضیلت کا ذکر ہوا ہے۔

آیت کے بعد احادیث کا مطلب سمجھیں۔

پہلی حدیث

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ سے دعاء کی یا اللہ ان دو مردوں میں سے یعنی ابو جہل اور عمرؓ میں جو تجھ کو محبوب ہو اس کے ذریعہ اسلام کو عزت اور سرفرازی اور بلندی عطا فرما تو اس میں حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے کہ وہ اللہ کو پسند تھے۔ اس لئے حضور کی دعاء کے بعد وہ اسلام لائے اور ان کے ذریعہ اسلام کو غلبہ ہوا۔

دوسری حدیث

ترمذی میں حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے

بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔ اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے۔ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے مگر نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر مکمل کر دیا گیا اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

تیسری حدیث

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں وہ لوگ ہوتے تھے جن پر اللہ کی طرف سے الھام ہوتا تھا اگر میری امت میں کوئی سچا صاحب الھام ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے کہ جس کی زبان سے فرشتے کلام کرتے ہوں اور الھامی بات کرتے ہوں۔

چوتھی حدیث

بخاری اور مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ اگر تم ایک راستہ پر چلو تو شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اب اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے کہ شیاطین بھی عمرؓ سے ڈرتے ہیں۔

پانچویں حدیث

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن حطبؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس طرح کان اور آنکھ اہم اجزاء ہیں۔ اسی طرح ابو بکرؓ و عمرؓ میرے کان و آنکھ ہیں

اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

اب دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ کے احوال کا تذکرہ ہے۔

آپ کی پیدائش واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد ہوئی ہے۔ جب آپ کی عمر چھبیس سال کی تھی تو آپ نبوت کے چھٹے سال میں اسلام لائے۔ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد آپ اسلام لائے۔ آپ کی کنیت ابو حفصؓ ہے، آپ کا نام عمر بن خطاب ہے۔ آپ نویں پشت میں کعب پر حضور ﷺ کے ساتھ ملتے ہیں۔ کعب کے دو بیٹے تھے۔ (۱) مرہ (۲) عدی۔ مرہ کی اولاد سے حضور ﷺ ہیں اور عدی کی اولاد سے حضرت عمرؓ تھے۔ آپ کا لقب فاروق ہے۔ اس کی وجہ حضرت ابن عباسؓ ذکر فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت عمرؓ سے اس لقب کی وجہ پوچھی تو آپ نے اپنے اسلام لانے کا مکمل قصہ ذکر فرمایا کہ حضرت حمزہؓ مجھ سے تین دن پہلے اسلام لا چکے تھے اور ان کے علم میں تھا کہ ابو جہل حضور ﷺ کو گالیاں دیتا ہے تو وہ اسلام لانے کے بعد کمان لیکر بیت اللہ میں چلے گئے۔ ابو جہل سامنے بیٹھا تھا تو اس نے حضرت حمزہؓ سے کہا کہ آج تیرے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ گھور گھور کر مجھ کو دیکھ رہا ہے تو اس پر حضرت حمزہؓ نے اس کی کمر میں کمان ماری اس کے بدن سے خون بہنے لگا تو اس پر شور مچ گیا مگر بیچ بچاؤ ہو گیا۔ زیادہ فساد نہ ہوا۔ تو حضرت حمزہؓ نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔ حضور ﷺ اس وقت دار ارقم میں تھے۔ ادھر کفار کی میٹنگ ہوئی تو ابو جہل نے

کہا جو اس نبی کو قتل کریگا اس کو انعام ملیگا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں اس کام کے لئے تیار ہو گیا اور مسلح ہو کر چل پڑا۔ راستہ میں بنو زہرہ کے ایک جوان سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور مصطفیٰ کا تابعدار بن گیا ہے۔ مجھے اس پر تعجب ہے تو اس نے کہا اس وقت تم کدھر جا رہے ہو، میں نے کہا میں اس نبی کو قتل کرنے جا رہا ہوں تو اس نے کہا تو مجھ پر تعجب کیوں کرتا ہے۔ اور اس نبی کے قتل کے لئے کیوں جا رہا ہے۔ جس بات کی نبی دعوت دیتا ہے اس دعوت اسلام کو تیری بہن اور بہنوئی بھی قبول کر چکے ہیں۔ پہلے آپ ان کا حال معلوم کریں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں سیدھا اپنی بہن کے گھر گیا۔ میں نے آواز دی۔ بہن نے دروازہ کھولا ادھر میرے کانوں میں کچھ پڑھنے کی آواز آرہی تھی تو میں نے کہا یہ کیا پڑھ رہے تھے کہا کہ یہ اللہ کے قرآن کی آیات پڑھ رہے تھے۔ حضرت خباب پڑھا رہے تھے۔ وہ تو عمرؓ کی آواز معلوم کر کے گھر کے ایک کونے میں چھپ گئے حضرت عمرؓ نے اپنی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعید بن زید سے کہا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو اور اسلام لا چکے ہو، انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت عمرؓ کو غصہ آیا۔ پہلے بہنوئی کو مارا، ان کے سر بدن سے خون بہنے لگا تو بہن آگے بڑھی تو پھر بہن کو مارا، جس پر دونوں نے کہا کہ اے عمرؓ جان دے سکتے ہیں مگر قرآن اور نبی آخر الزمان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی کو کسی نے کہا ہے۔

کہا تم کیا پڑھ رہے تھے وہ بولے تم کو کیا مطلب
 کہا اب مسلمان ہو چکے ہو جانتا ہوں سب
 بہن بہنوئی کو عمرؓ نے اس قدر مارا
 کہ زخموں سے بہنے لگی خون کی دھارا
 بہن بولی عمرؓ گر ہم کو تو مار بھی ڈالے
 شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے
 مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
 بلندی معرفت کی مل گئی ہے اب گر نہیں سکتے
 زبان سے نام حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خون جاری
 عمرؓ کے دل پر اس نقشہ سے ہو گئی ہیبت طاری
 جب حضرت عمرؓ نے اتنا مارا مگر ان کے عشق کی آگ اور تیز ہوئی تو حضرت
 عمرؓ نادم ہوئے اور دل پر چوٹ لگی تو کہنے لگے۔

کہا اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیات قرآنی

سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشادات ربانی

بہن نے کہا انک رِجْسٌ تو ناپاک ہے اور قرآن پاک ہے۔ لَا يَمَسُّهُ
 إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔ اس کو پاکیزہ لوگ ہاتھ لگا سکتے ہیں تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں
 نے غسل کیا پھر بہن نے مجھے قرآن دیا۔ میں نے اس کو دیکھا تو لکھا ہوا تھا بِسْمِ اللّٰهِ

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. طه مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى إِلَّا تَذَكْرَةً لِمَنْ يَخْشَى۔ جب یہ آیات پڑھیں اور اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاَعْبُدْنِیْ۔ پر پہنچے تو بس قرآن مجید کی عظمت و محبت دل میں گھر کر گئی میں نے بہن بہنوئی سے کہا کہ مجھے بھی اپنے نبی کے پاس لے جاؤ۔ جس سے تم نے یہ فیض حاصل کر رکھا ہے۔ اور حضور اُس وقت دار ارقم میں تھے اور وہاں حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ جب میں نے وہاں دروازہ کو دستک دی تو مجھے دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عمرؓ مسلح ہے۔ اور دروازہ پر آیا ہے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا کہ دروازہ کھول دو اور عمرؓ کو آنے دو۔

کہا حمزہؓ نے لاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
اسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ ہم اس کو خلق محمد ﷺ کا دکھلائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پر دھردوں گا

بس یہ گفتگو ہو رہی تھی اور حضور ﷺ سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا حمزہؓ کیا بات ہے کہا کہ عمرؓ مسلح دروازہ پر آ گیا ہے۔ خطرہ ہے فرمایا مجھے رب نے وحی کے ذریعہ بتلا دیا ہے کہ عمرؓ دشمن بن کر نہیں آ رہا بلکہ تیری مراد دعا کا نتیجہ بن کر آ رہا ہے۔ اس لئے

دروازہ کھول دو اور کوئی فکر نہ کرو۔ بس دروازہ کھولا گیا میری نگاہ حضور ﷺ کے نورانی چہرہ پر پڑی۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ کیسے آئے تھے۔ میں نے کہا کہ حضرت ارادہ غلط تھا مگر رب کریم نے مہربانی کر دی اب تو آپ کا غلام ہو گیا ہوں۔

سودے کے لئے بازار گئے ہم

ہاتھ اس کے بلکہ جس کے خریدار گئے ہم

فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کعبہ میں کھڑے ہو کر حبیب اللہ کو مانگا اور فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ

اور اسی جگہ حبیب اللہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ کو مانگا اور فرمایا:

اللَّهُمَّ اعِزَّنَا لِإِسْلَامِ بِعُمَرَ أَوْ بِأَبِي جَهْلٍ

یا اللہ اسلام کی عزت کے لئے دو سے ایک عطا فرمایا خطاب کا بیٹا یا ہشام کا بیٹا جو تجھ کو پسند ہو۔ اللہ نے کہا میرے حبیب یہ تو میں جانتا ہوں کہ قیمتی متاع، قابل فخر، جو اہرات کا خزینہ، انوارات سے بھر پور جس کا سینہ ہے وہ کون ہے بس وہ خطاب کا بیٹا ہے۔ اب دعا مانگ کر چہرے پر ہاتھ پھیرنا تیرا کام ہے اور اس کے دل میں ایمان کی محبت ڈال کر مسلمان بنانا میرا کام ہے۔ خلیل اللہ کی جھولی میں محمد کو ڈال دیا اور محمد کی جھولی میں عمر کو ڈال دیا۔ اللہ نے کہا خلیل میرے خزانہ میں ایک ہی محمد ﷺ ہے وہ میں

نے تجھے دیا۔ اور اللہ نے کہا اے محبوب محمد ﷺ میرے خزانہ میں ایک ہی عمرؓ ہے جو میں نے تجھے دے دیا۔ سب کہہ دو سبحان اللہ!

خلیل علیہ السلام کو محمد ﷺ ملا، محمد ﷺ کو عمرؓ ملا محمد ﷺ بھی خدا کے خزانہ میں ایک تھا اور عمرؓ بھی خدا کے خزانہ میں ایک تھا۔ مگر دعا کے نتیجہ میں فرق ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگا وہ پانچ ہزار سال بعد آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو دعا کا ثمرہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور جس کو محمد ﷺ مصطفیٰ نے مانگا وہ مقصود و مطلوب و دعاؤں کا ثمرہ ان کو زندگی میں ملا اور اس کو حضور ﷺ نے دیکھا۔ اور محمد کو ایسا مقصود ملا جو قیامت تک جدا نہ ہوا۔ آج مزار میں ساتھ ہے۔ کل جنت میں ساتھ ہوگا۔ پھر پیغمبر کی دعا کا نتیجہ ہے باقی صحابہ کرام اسلام میں خود آئے ہیں اور عمرؓ کو حضور ﷺ نے مانگا ہے جمعرات کی شام کو دعا مانگی تو صبح کو حضرت عمرؓ حضور کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں چونکہ حضرت عمرؓ کو حضور نے مانگا وہ رسول اللہ کی دعا کا ثمرہ اور نتیجہ ہوئے تو اس لئے تمام صحابہؓ مرید مصطفیٰ ہوئے اور حضرت عمرؓ مراد مصطفیٰ ہوئے تو جب حضرت عمرؓ اسلام لائے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

فَكَبَّرَ النَّبِيُّ وَأَهْلُ الْبَيْتِ تَكْبِيرَةً.

حضور ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور دار ارقم میں جتنے صحابہؓ تھے انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اتنی بلند آواز سے کہ بیت اللہ میں اس آواز کو لوگوں نے سنا۔ یہاں تک کہ مکہ کے پہاڑوں میں آواز گونجنے لگی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فوراً

جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا مُحَمَّدُ لَقَدْ اِسْتَبَشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ
عُمَرَ۔ اے محمد ﷺ جس طرح فرش والے عمرؓ کے اسلام پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں اسی
طرح آسمان والے بھی خوش ہو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ جب اسلام لائے تو کہنے لگے
حضرت میرے اسلام لانے کے بعد اب نماز چھپ کر دار ارقم میں نہ پڑھیں۔ بلکہ
اعلانیہ کعبہ میں پڑھیں۔ چنانچہ مکہ میں اعلانیہ نماز پڑھی گئی اور اعلانیہ بر ملا اسلام کی
دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا اور کھلے بندوں کعبہ کا طواف ہونے لگا۔ حضور ﷺ
نے بھی یہی دعا مانگی تھی یا اللہ عمرؓ کے اسلام لانے کے ساتھ اسلام کو عزت و غلبہ عطا فرما
تو جیسے مانگا ویسے اللہ نے دعا قبول کی۔ عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان کمزور
تھے، مظلوم تھے۔ اسلام کی دعوت کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ نماز چھپ کر پڑھتے تھے طواف
اعلانیہ نہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ آئے تو مسلمانوں کو قوت مل گئی۔ حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ سے کہا کہ جب ہم حق پر
ہیں تو پھر نماز خفیہ کیوں ہو۔ اللہ کی قسم ہم آپ کو دار ارقم سے باہر لے جائیں گے۔ ہم
اعلانیہ مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ نماز پڑھیں گے۔ طواف کریں گے اور اسلام کو
ظاہر کریں گے تو اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ تو فاروق ہے تیرے ذریعہ اللہ نے
حق و باطل میں فرق کیا ہے۔ جب حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ مَنْ سَمِيَ عُمَرَ
الْفَارُوقِ کہ عمرؓ کا لقب فاروق کس نے رکھا تو حضرت عائشہؓ نے کہا سَمَّاهُ النَّبِيُّ
حضور ﷺ نے ان کا لقب فاروق رکھا۔ حضرت علیؓ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا

سَمَاءُ اللَّهِ الْفَارُوقِ - اللہ نے عمرؓ کا لقب فاروق رکھا ہے۔ حقیقت میں لقب اللہ نے دیا اور اعلان رسول اللہ نے کیا۔ حضرت عمرؓ کے آنے سے اسلام کو تقویت ملی اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

كَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَكَانَ هِجْرَتُهُ نَصْرًا وَكَانَ خِلَافَتُهُ رَحْمًا
حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اور آپ کی ہجرت کرنے سے اللہ کی مدد ہوئی۔ اور آپ کی خلافت رحمت خداوندی تھی حضور نے فرمایا
أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ جَهْرًا عُمَرُ أَوَّلُ مَنْ فَتَحَ بَابَ الْكُفَّةِ عُمَرُ أَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ
عَلَانِيَةً عُمَرُ۔

جو اعلانیہ اسلام لایا وہ عمرؓ تھا۔ جس نے پہلے کعبہ کا دروازہ کھولا عمرؓ تھا۔ جس نے اعلانیہ ہجرت کی وہ عمرؓ تھا، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کی تو تلوار اور نیزہ سے مسلح ہو کر بیت اللہ گئے۔ بڑے وقار اور سکون سے طواف کیا مقام ابراہیم پر نماز نفل پڑھی پھر قریش کی ایک جماعت وہاں بیٹھی تھی ان کے پاس گئے اور فرمایا آج عمرؓ محمد ﷺ کا غلام بن گیا ہے۔ کسی میں جرات طاقت ہے تو میرا راستہ روک کر دکھائے۔ جس نے اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی عورتوں کو بیوہ، اپنی اولاد کو یتیم کرنا ہے تو آج میرے مقابلہ میں آئے۔ لیکن حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کی آواز کا دبدبہ اتنا تھا کہ سب مرعوب ہو گئے۔ کسی نے آپ کا پیچھا نہ کیا اور حضرت عمرؓ اعلانیہ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ چونکہ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ نے مانگا اس لئے اللہ

نے ان کی شان بڑھائی۔ اگر حضرت عمرؓ کا جنتی ہونا معلوم کرنا ہے تو حضرت انسؓ کی روایت دیکھیں کہ حضور فرماتے ہیں کہ وَدَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرِ مِنْ ذَهَبٍ کہ میں نے خواب میں جنت میں ایک سونے کا محل دیکھا تو میں نے کہا لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ یہ محل کس کا ہے۔ تو فرشتوں نے کہا یہ عمرؓ بن خطاب کا ہے۔ حضور فرماتے ہیں عمرؓ میں تیری غیرت کی وجہ سے اس میں داخل نہیں ہوا تو حضرت عمرؓ نے رو کر کہا یا رسول اللہ آپ پر میں کس طرح غیرت کرتا اگر آپ حضرت عمرؓ کے دین و ایمان میں کمال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمْصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ . میں نے خواب میں چند لوگوں کو دیکھا جنہوں نے قمیص پہنی ہوئی تھی کسی کی قمیص سینے تک تھی۔ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ کسی کی قمیص اس سے نیچے وَعَرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُهُ . لیکن عمرؓ کی قمیص اتنی نیچی تھی کہ زمین پر گھسٹ رہی تھی تو صحابہؓ نے کہا فَمَا أَوْلَتْ اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین ہے یعنی اللہ نے حضرت عمرؓ کو دین کامل عطا فرمایا ہے۔ اگر حضرت عمرؓ کے علم کا کمال معلوم کرنا ہے تو بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ أُتِيتُ بِقَدْحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ وَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرُ ابْنَ الْخَطَّابِ میں نے اس دودھ سے پیا اور اس کا بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دیا تو صحابہؓ نے کہا فَمَا أَوْلَتْه! يَا رَسُولَ اللَّهِ حضرت اس کی تعبیر کیا ہے

تو حضور نے فرمایا علم ہے۔ حضرت عمرؓ کو اللہ نے پیغمبر کا علم عطا فرمایا۔ اگر حضرت عمرؓ کا حق بولنا معلوم کرنا ہے تو ابوداؤد میں حضرت ابوذرؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَؓ.

کہ اللہ نے حضرت عمرؓ کی زبان پر حق کو جاری کر دیا ہے کہ وہ ہمیشہ حق کہتا ہے۔

موافقات عمرؓ

اگر حضرت عمرؓ کی وحی خداوندی سے موافقت دیکھنی ہے تو حضرت ابن عمرؓ کی

روایت پڑھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَسَأَلُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُؓ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُؓ.

یعنی اگر انسانوں میں کوئی واقعہ پیش آیا اور انہوں نے اس کے متعلق سوال

کیا۔ اور اس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے اپنی رائے پیش کر دی تو اللہ نے اس کے

موافق قرآن کو اتار دیا یہ حضرت عمرؓ کی شان تھی کہ جو فیصلہ عمرؓ کا زمین پر ہوا، وہی فیصلہ

عرش پر ہوا۔ جو فیصلہ عمرؓ کا فرش پر ہوا اسے اللہ نے عرش سے قرآن بنا کر اتار دیا۔ چنانچہ

حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ پچیس مقامات ایسے ہیں جہاں آیات قرآنی

حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہیں۔ چھ مقامات سن لیں۔

پہلا مقام

ان میں سے ایک مقام حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے بیت اللہ کا

طواف کیا تو میں نے کہا کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز پڑھنی چاہئے تو فوراً یہ آیت اتری۔ **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى**۔ تو اس دن سے حکم ہوا کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔

دوسرا مقام

پہلے قضاء حاجت کے لئے گھر میں جگہ نہیں ہوتی تھی۔ مرد و عورت باہر جنگل میں نکل جاتے تو ایک مرتبہ حضرت زینبؓ جنگل کی طرف جا رہی تھی تو کفار غلط اشارے کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ کی بیوی جا رہی ہے اور اس کا بڑا اقد ہے ادھر حضرت عمرؓ کی غیرت نے برداشت نہ کیا اور کہا میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کافر میرے محمد ﷺ کی عزت پر اشارے کریں۔ آپ واپس لوٹ جائیں۔ حضرت عمرؓ کی تمنا تھی کہ پردہ کا حکم نازل ہو تو ادھر عرش سے اللہ نے پردہ کا حکم اتار دیا۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَّا زُورَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ**۔ اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور تمام مومنین کی عورتوں سے کہہ دیں کہ پردہ کریں۔ بغیر پردہ باہر نہ نکلیں۔

تیسرا مقام

حضرت عمرؓ نے دعا فرمائی یا اللہ شراب کے متعلق کافی وافی تفصیلی حکم صادر فرما تو اللہ نے شراب کی حرمت کا واضح حکم اتارا اور فرمایا۔

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

تو پھر سب شراب پینے سے رک گئے۔

چوتھا مقام

جب لوگوں نے عبداللہ بن ابی ربیع المنافقین کا جنازہ پڑھنے کے لئے حضور ﷺ کو کہا اور آپ تیار بھی ہو گئے تو میرے دل میں یہ بات آئی اور میں نے کہا کہ اس کا آپ جنازہ کیسے پڑھتے ہیں۔ جس نے مسلمانوں کے خلاف زندگی بھر سازشیں کی ہیں۔ کفر کی حمایت کرتا رہا تو اس پر آیت اتری۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِي وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ۔ کہ آپ ان مشرکین منافقین کا جنازہ نہ پڑھیں۔

پانچواں مقام

بدر کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں جو رائے حضرت عمرؓ کی تھی اس کے موافق قرآن اترا۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے تو وحی اتری لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ الْخ.

چھٹا مقام

جب حضرت عائشہؓ پر بہتان لگا تو حضور ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کیا پھر حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت مجھے ایک سوال کا جواب دیں کہ عائشہ کے ساتھ نکاح آپ نے خود کیا ہے۔ یا اللہ نے کرایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

عمرؓ میرا نکاح کسی سے یا میری بیٹی کا نکاح کسی سے اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوا تو اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا جب نکاح اللہ نے کرایا ہے۔ تو یہ نہیں ہو سکتا کہ محمد ﷺ پاک ہوں اور بیوی ناپاک ہو۔ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ یہ سراسر بہتان ہے تو اللہ نے کہا جبریل جو فیصلہ عمرؓ کا فرش پر ہے وہی فیصلہ رب اکبر کا عرش پر ہے۔ تو سورۃ نور کی سترہ آیات اتریں۔ جن میں حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اعلان ہوا اور اللہ نے فرمایا:

سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

حضرت عمرؓ کی خلافت

حضرت عمرؓ ۱۳ھ کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ صدیق نے مہاجرین و انصار کے مشورہ سے آپ کو خلیفہ منتخب کیا۔ تمام صحابہ آپ کی خلافت پر راضی تھے۔ حضرت علیؓ نے بھی فرمایا کہ ہم بھی آپ کے خلیفہ ہونے پر راضی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

پھر ۲۳ھ میں آپ کی شہادت اور وفات ہے تو آپ کی خلافت کی مدت دس سال چھ مہینے پانچ دن ہے اس مدت میں حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی پیروی کرتے ہوئے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے اور اسلامی عظمت کا جھنڈا لہرایا۔

حضرت عمرؓ کی عظمت کا اجمالی نقشہ

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کو اسلام کی سر بلندی کے لئے رسول اللہ نے اللہ سے مانگا

اور اللہ نے اسلام کے غلبہ کے لئے عمرؓ کو اسلام کی دولت دے کر حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔
حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے پر رسول اللہ ﷺ نے اور اصحاب
رسول اللہ نے اور ملائکہ اللہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے پر فرشیوں اور عرشیوں نے خوشی منائی
حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے کے وقت کعبہ کا در کھلا۔
حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے کے بعد کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھی گئی
حضرت عمرؓ وہ ہے جس پر اللہ کو بھی اعتماد تھا۔ رسول اللہ کو بھی اعتماد تھا۔ کیونکہ
جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اسلام لاؤں اور پھر بھی نماز چھپ کر گھر میں ہو یہ نہیں
ہو سکتا۔ نماز اعلانیہ کعبہ میں پڑھیں گے تو حضور ﷺ ساتھ گئے اور کعبہ میں نماز صحابہؓ
کے ساتھ پڑھی اگر اللہ کو عمرؓ پر اعتماد نہ ہوتا تو اللہ اپنے رسول کو عمرؓ کے ساتھ نہ جانے
دیتے اور اگر رسول کو عمرؓ پر اعتماد نہ ہوتا تو حضور ﷺ عمرؓ کے ساتھ نہ جاتے۔
حضرت عمرؓ وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے فاروق کا لقب ملا اور رسول اللہ
نے اعلان کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جن کو حضور نے کہا لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُؤَ۔
حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے پچیس مقامات پر جو فرش پر کہا اللہ نے اس کو
عرش سے وحی بنا کر اتا دیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جنہوں نے باقاعدہ ۱۶ھ ربیع الاول میں حضرت علیؓ کے

مشورہ سے کاغذات میں۔ سنہ ہجری لکھنے کی ابتداء کی
 حضرت عمرؓ وہ ہے جنہوں نے رمضان میں باجماعت تراویح کا اہتمام کیا
 حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے مساجد میں تراویح کی یہ کیفیت
 دیکھی اور مسجدوں کو روشن دیکھا تو فرمایا۔ نَوَّرَ اللهُ عَلٰی عُمَرَ فِي قَبْرِهِ كَمَا نَوَّرَ
 عَلَيْنَا مَسَاجِدَنَا.

اللہ عمر کی قبر کو اس طرح روشن کرے جس طرح اس نے ہماری مساجد کو روشن
 کیا ہے۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس نے بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کی ہے۔ اور
 بہت بڑی فتوحات ہوئیں۔ کفر مغلوب ہوا، مسلمانوں کو غلبہ ہوا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے یہود و نصاریٰ و مشرکین و کفار کی سرکوبی کی قیصر و
 کسریٰ کا خاتمہ کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے ایشیاء و یورپ و افریقہ کے براعظموں میں اسلام
 کا جھنڈا لہرایا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے ایران، عراق، مصر، شام کے ایک ہزار چھتیس
 شہر فتح کئے۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے نو سو جامع مسجدیں اور چار ہزار عام
 مسجدیں بنوائیں۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے باقاعدہ ملکوں کی مساجد میں معلمین و موزنین و امام تنخواہ پر مقرر فرمائے اور اس طرح تعلیم قرآن اور مساجد کی آبادی کا انتظام فرمایا۔
 حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے باقاعدہ بیت المال کا نظام قائم کیا۔
 حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے باقاعدہ فوج کی چھاؤنیاں قائم کیں۔
 حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے مسجد نبوی کی توسیع کرائی۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے خواب میں یہ اذان سنی پھر حضور ﷺ سے کہا پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال سے کہا بلال یہی اذان دو جو عمرؓ نے رات کو خواب میں سنی ہے۔ قیامت تک جو اذان ہو رہی ہے یہ عمرؓ کا فیض ہے۔ حضرت عمرؓ وہ ہے جو حضرت ابو بکرؓ کے بعد افضل الصحابہؓ ٹھہرے۔

عمرؓ وہ ہے جو حضرت ابو بکرؓ کے بعد پیغمبر کے روضہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مزار میں پہنچے۔ اس لئے حضور ﷺ کو حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں پر اعتماد تھا جیسا کہ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک جگہ چرواہا بکریاں چرا رہا تھا فجاء الذئب فأخذ الشاة۔ بھڑیئے نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے نے اس سے اپنی بکری چھڑ والی تو بھڑیئے نے کہا کہ اس دن تو کیسے کرے گا جب ان کے لئے چرواہا میرے سوا کوئی اور نہ ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھڑیا کیسے بات کرتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا امنتُ بذلك انا و ابو بکرؓ و عمرؓ۔ کہ اس بات کی تصدیق میں ۲ ہوں اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تصدیق کرتے ہیں۔

حالاتکہ وما همنا فی القوم یومئذ ابو بکرؓ و عمرؓ حالاتکہ ابو بکرؓ و عمرؓ اس وقت مجلس میں نہ تھے۔ معلوم ہوا حضور کو ابو بکرؓ و عمرؓ پر پورا اعتماد تھا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا جو عمرؓ سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اور جو عمرؓ سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔

حضرت عمرؓ کی کرامت عناصر اربعہ پر

حضرت عمرؓ جس کو اللہ نے عظمت عطا فرمائی کہ آپ کی کرامت عناصر اربعہ یعنی ہوا، پانی، مٹی اور آگ میں نظر آتی ہے۔

پہلی کرامت ہوا میں نظر آتی ہے

روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ساریہ کو فوج کا سالار بنایا اور بھیجا حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ اس فوج پر پہاڑ کے پیچھے دشمن حملہ کرنے والا ہے تو آپ نے دوران خطبہ کہا یا ساریہ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو تو اللہ نے سینکڑوں میل پر تین مرتبہ حضرت عمرؓ کی آواز پہنچادی تو واپسی پر لشکر نے بتایا کہ ایک مرتبہ ہم کو شکست ہو رہی تھی مگر ہم نے یہ آواز تین مرتبہ سنی تو پہاڑ کی طرف رخ کر لیا اور دشمن مرعوب ہو کر بھاگ نکلا۔ اور ہمیں فتح حاصل ہو گئی۔

دوسری کرامت پانی میں نظر آتی ہے

حضرت عمرؓ و بن عاص نے مصر فتح کیا۔ تو ان لوگوں میں دریائے نیل کے

جاری کرنے کے لئے ایک رسم تھی کہ حسین و جمیل لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر چاند کی گیارہویں تاریخ کو دریائے نیل میں ڈالتے تھے۔ اب دریا نیل خشک ہو گیا لوگوں نے حضرت عمرؓ بن عاص سے کہا کہ ہمارے ہاں پہلے یہ طریقہ ہوتا تھا مگر آپ نے کہا کہ اسلام میں یہ رسم جائز نہیں ہے۔ اسلام تو ان رسموں کے مٹانے کے لئے آیا ہے تو آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ لوگوں میں یہ رسم تھی۔ اب دریا خشک ہو گیا ہے بڑی پریشانی ہے تو حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا کہ یہ رسم غیر شرعی ہے اور میرا یہ خط دریا نیل میں ڈال دو۔ خط میں یہ لکھا تھا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرُ إِلَى بَحْرِ النَّيْلِ - اللہ کے بندے عمرؓ کی طرف سے دریا نیل کے نام۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تَجْرِي مِنْ قَبْلِكَ مِنْ أَمْرِكَ فَلَا تَجْرِي فَلَا حَاجَةَ لَنَا فَيْكَ وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تَجْرِي بِأَمْرِ اللَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَهُوَ الَّذِي يَجْرِيكَ فَسَأَلَ اللَّهُ أَنْ يَجْرِيكَ.

اگر تو اپنے اختیار سے چلتا تھا تو نہ جاری ہو۔ ہمیں تیری ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر تو اللہ کے حکم و اختیار سے چلتا تھا تو اب بھی اللہ کے حکم سے جاری ہو جا۔ میں اللہ سے مانگتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کر دے۔

پس محمد ﷺ کے غلام عمرؓ کا خط دریا نیل کو پہنچا تو فوراً جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک خشک نہیں ہوا اور لوگوں کی غیر شرعی رسم بھی ختم ہو گئی۔

تیسری کرامت آگ میں نظر آتی ہے

کہ ایک پہاڑ کے سوراخ سے آگ نکلی لوگ پریشان ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری چادر لے جاؤ اس سوراخ میں دے دو اور آگ کو میرا سلام دے دو اور کہہ دو کہ محمد کے غلام کا سلام ہے اور چادر ہے اور محمد ﷺ کے غلام نے کہا ہے کہ محمد ﷺ کے غلاموں کو جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔ تو تو کس طرح آگئی اور پریشان کر رہی ہے۔ پس حضرت عمرؓ کی چادر کو ڈالا اور سلام کہا تو آگ اس سوراخ میں اس طرح چلی گئی جیسے سوراخوں سے نکلنے والے جانور اپنے سوراخ میں واپس جاتے ہیں۔

چوتھی کرامت زمین میں نظر آتی ہے

ایک مرتبہ زمین پر زلزلہ آنے لگا تو حضرت عمرؓ نے ایک درہ زمین پر مار کر فرمایا کہ کیا عمرؓ نے تجھ پر عدل و انصاف نہیں کیا کہ تو حرکت کر رہی ہے۔ بس درہ مارتا تھا کہ زمین کا زلزلہ ختم ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی زندگی ہر مرحلہ پر ہماری راہنمائی کرتی ہے۔

حضرت عمرؓ کا عقیدہ

حضرت عمرؓ کا عقیدہ توحید اور شرک سے نفرت ملاحظہ ہو۔ جب آپ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا۔

إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا إِيَّيْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

اے حجر اسود تو پتھر ہے نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ یہ توحید کا عقیدہ واضح کیا کہ کہیں بوسہ دینے کی وجہ سے کوئی اس کو نفع نقصان کا مالک نہ سمجھ لے بلکہ اتباع سنت میں اس کو بوسہ دیا ہے۔ اسی طرح جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تو بعض لوگ اسکو تبرک سمجھنے لگے۔ اسکے قریب نمازیں پڑھنے لگے۔ پھر خطرہ ہوا کہ اس کی تعظیم اتنی حد سے نہ بڑھ جائے کہ کوئی اس کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنے لگے تو اس کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے اس درخت کو کٹوا دیا۔ جڑ سے اکھاڑ دیا تا کہ شرک کی بیخ کنی کی جائے۔

حضرت عمرؓ کا ذوق قرآن

حضرت عمرؓ کا تعلیم قرآن و سنت کا ذوق ملاحظہ ہو کہ تمام صوبوں کے گورنروں کو حکم بھیجا کہ اپنے اپنے صوبہ میں قرآن و حدیث کی تعلیم کا انتظام کریں اور ہر سال کی رپورٹ بھیجیں۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ سے ایک سال میں دس ہزار حفاظ کی فہرست بھیجی اور پھر تمام حکام کو لکھا کہ نماز سب سے زیادہ اہم ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اس نے دین کی حفاظت کی اور جس نے اس کو ضائع کر دیا اس نے دین کو ضائع کر دیا تو تمام حکام نے حکم دے دیا کہ دکان وہ کھولے گا جو دین کے ضروری مسائل حاصل کرے گا۔

حضرت عمرؓ کی عبادت

حضرت عمرؓ کی عبادت ملاحظہ ہو کہ ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے زہر آلود خنجر سے

آپ کو زخمی کر دیا۔ آپ بے ہوش ہو گئے لوگوں نے کہا نماز کا ذکر کرو اگر زندہ ہیں تو ہوش آ جائے گا۔ تو لوگوں نے کہا الصَّلَاةُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ تو آپ ہوش میں آ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمنؓ کو کہا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ آپ کو کس قدر نماز سے تعلق تھا۔ اسی طرح ایام منہیہ کے علاوہ اکثر آپ روزہ دار رہتے تھے۔ اسی طرح ہر سال حج کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا خوف خدا

حضرت عمرؓ کا خوف خدا ملاحظہ ہو فرماتے ہیں اگر دریا فرات کے کنارے کوئی کتابیا سا مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اس کے بارے مجھ سے پوچھا جائے گا کبھی فرماتے کاش میں تنکا ہوتا، کاش مجھے ماں نہ جنتی، حساب و کتاب کا دن سخت ہے۔ جس میں اتنا خوف ہے جانوروں کی فکر ہے۔ رافضی اس کے متعلق کہتا ہے کہ وہ اہل بیت کا حق کھا گئے۔ اہل بیت کو ان کا حق نہیں دیا کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

حضرت عمرؓ کا عدل و انصاف

حضرت عمرؓ کا عدل و انصاف ملاحظہ ہو کہ جبکہ جو شام کا نصرانی رئیس سردار تھا مسلمان ہوا مکہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ کسی آدمی کا پاؤں اس کے جبہ پر آ گیا تو اس نے غصہ کی وجہ سے اس کو طمانچہ مارا تو اس غریب نے حضرت عمرؓ کے پاس شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے اس کو بلایا اور کہا اسلام میں عدل ہے جیسے تو نے طمانچہ لگایا ہے۔ اسی طرح غریب تجھ کو مارے گا۔ کہنے لگا میں حاکم ہوں یہ ایک عام آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ

نے کہا اسلام میں عدل ہے، کہا مجھے مہلت دو تو وہ رات و رات نکل گیا اور مرتد ہو گیا مگر عدل فاروقی نے فرق نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ سے حضور ﷺ کی شفقت

حضرت عمرؓ سے حضور ﷺ کا شفقت والا معاملہ ملاحظہ ہو۔ ایک مرتبہ

حضرت عمرؓ عمرہ پر جا رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

أَشْرِكُنَا يَا أَخِيَّ فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا

اے میرے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں یاد رکھنا۔ حضور ﷺ نے کس طرح

حضرت عمرؓ کو اپنا بھائی کہا پھر دعاء کے لئے کہا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ حضور کے اس

جملہ کے بدلے مجھے ساری دنیا مل جائے تو مجھے اتنی پسند نہیں جتنا یہ جملہ مجھے محبوب ہے

حضرت عمرؓ کی اہل بیت سے محبت

حضرت عمرؓ کا اہل بیت سے محبت کا معاملہ ملاحظہ ہو، جب مدائن کا مال بطور فتح

حاصل ہوا تو آپ نے مسجد میں اس کو تقسیم کیا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ہزار ہزار

درہم دیئے اور حضرت ابن عمرؓ کو پانچ سو درہم دیئے تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا اے امیر المؤمنین

میں تلوار لے کر کفار کے مقابلہ میں لڑتا تھا اور یہ اس وقت بچے مدینہ کی گلیوں میں کھیلتے تھے

آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم دیا اور مجھے پانچ سو درہم دیئے۔ فرمایا بیٹا تو اپنا باپ ان کے

باپ جیسا لا تو اپنی ماں ان کی ماں جیسی لا تو اپنا نانا ان کے نانا جیسا لا، ان کا باپ علی الرضیٰ

ہے، ان کی ماں فاطمہ الزہراء ہے، ان کا نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حضرت عمرؓ کا حب رسول ﷺ

حضرت عمرؓ کا حب رسول کا معاملہ ملاحظہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی جان کے سوا تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ سوچ لے ایمان کامل ہوتا ہے جب میں انسان کو جان سے بھی زیادہ پیارا ہوں تو حضرت عمرؓ نے کہا وَاللّٰهِ لَآنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ۔ اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آپ کے سامنے نہ دنیا کونہ جان کو ترجیح دوں گا۔

حضرت عمرؓ کا خلق خدا کے ساتھ شفقت والا معاملہ

جب آپ کسی کو اہم عہدہ پر متعین کرتے تو فرماتے ضرورت مند لوگوں کے لئے اپنا دروازہ بند نہ کرنا۔ لوگوں پر ظلم نہ کرنا عدل و انصاف کرنا، یہاں تک کہ اگر کوئی حاکم بیماروں کی طبع پرسی نہ کرتا ان کے علاج معالجہ کا انتظام نہ کرتا تو اس کو معزول کر دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا زہد

ایک مرتبہ ایک داماد نے کہا کہ مجھے بیت المال سے مال دیں تو آپ نے اس کو جھڑکا اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ میں خائن بادشاہ ہو کر اللہ سے ملوں پھر اس کو اپنے مال سے دیا۔ ایک مرتبہ عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ ایک بہترین چادر بیچ گئی تو کسی نے کہا امیر المؤمنین یہ آپ اپنی بیوی ام کلثوم کو دے دیں جو حضور ﷺ کی نواسی ہے تو حضرت عمرؓ نے

کہا نہیں بلکہ ام سلیط جو انصاریہ عورت ہے جو احد میں زخمیوں کو پانی پلاتی تھی وہ زیادہ
 حقدار ہے پھر وہ چادر اس کو دے دی یعنی دنیا کی حرص نہ تھی، اقرباء پروری نہ تھی بلکہ
 آخرت کی طرف رغبت تھی۔

حضرت عمرؓ کی اہلیت سے رشتہ داری

حضرت عمرؓ کا حضور ﷺ اور اہلیت سے رشتہ داری کا تعلق ملاحظہ ہو حضرت عمرؓ
 نے اپنی لڑکی حضرت حفصہؓ کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ کیا۔ اور خود حضرت عمرؓ نے
 حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جو حضور ﷺ کی نواسی تھی۔ اور حضرت
 فاطمہؓ کی صاحبزادی تھی۔

حضرت عمرؓ کی سادگی

حضرت عمرؓ کی سادگی و جفاکشی و عاجزی ملاحظہ ہو۔ کھانے کا معیار یہ تھا کہ
 لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اور جب قحط پڑا تو لوگوں کا احساس کرتے ہوئے پورا
 قحط کا زمانہ ایک سال نہ گوشت استعمال کیا، نہ گھی اور قسم کھائی کہ جب تک لوگ خوشحال
 نہ ہونگے میں نے گوشت نہیں کھانا آپ کی غذا بھی سادہ تھی۔

حضرت عمرؓ کے لباس کا معیار

لباس کا معیار یہ تھا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آپ کے قمیص پر چار پیوند
 اور چادر پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ آج ہم نے عزت کا معیار مختلف قسم کے کھانے

پر تکلف کھانے اور پر تکلف لباس کو بنا رکھا ہے کہ بکسوں میں کئی جوڑے سوٹ بوٹ کے ہوں مگر حضرت عمرؓ مٹاتے تھے۔

أَعَزَّنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ - اللہ نے ہمیں عزت اسلام کے ساتھ دی ہے۔

حضرت عمرؓ کی مساوات

حضرت عمرؓ کی مساوات ملاحظہ ہو۔ کہ سفر میں غلام ساتھ ہے آدھا سفر آپ سوار ہوئے۔ غلام نے مہار تھامی پھر باقی آدھا تو غلام کو کہا کہ تم سوار ہو جاؤ میں مہار پکڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے مہار کو لیا اور چل رہے ہیں جب منزل پر پہنچے تو پوچھنے والوں نے پوچھا کہ امیر المومنین وہ ہے جو سوار ہے۔ فرمایا نہیں۔ امیر المومنین وہ ہے جس کے کندھے پر مہار ہے۔ یہ عدل فاروقی تھا کہ آقا و غلام میں بھی انصاف کا منظر نظر آئے۔

حضرت عمرؓ کا رعب و دبدبہ

حضرت عمرؓ کی ہیبت ملاحظہ ہو کہ آپ کے درہ کار رعب کفار پر سخت تھا۔ کافر آپ سے ڈرتے تھے اور آپ کی ہیبت شیطانوں پر بھی ہے کہ آپ سے شیاطین بھی ڈرتے تھے۔ اس لئے بزرگوں نے تجربات میں لکھا کہ جس کو گندے اور شیطانی خواب آتے ہوں تو وہ سوتے وقت انگلی سے اپنے سینہ پر عمرؓ کا نام لکھ دے انشاء اللہ برے خواب نہیں آئیں گے۔

حضرت عمرؓ کی رعایا کی خبر گیری

حضرت عمرؓ کی رعایا کی خبر گیری کے حالات ملاحظہ ہوں۔ امیر المومنین اور صدر ایسا ہو جو اپنی رعایا کے دکھ سکھ کا حال معلوم کرے اور ان کی ضروریات کا انتظام کرے اس کے لئے تین واقعات ذکر کرتا ہوں۔

پہلا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رات کو گشت کر رہے تھے تو جھونپڑی کے اندر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے کان لگایا تو بچے ماں کو کہہ رہے تھے امی بھوک لگی ہے۔ کھانا دے، پانی دے، ہمیں بھوک نے ہلاک کر دیا تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر آواز دی دروازہ کھلا تو دیکھا کہ عورت نے ہانڈی چولہے پر رکھی ہے کہا یہ کیا ہے؟ کہنے لگی ہم غریب ہیں۔ گھر میں کچھ نہیں اپنے بچوں کو بہلانے کے لئے خالی ہانڈی جس میں پتھر ہیں آگ پر چڑھا رکھی ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ کیفیت دیکھی کہ بچے بھوک سے بلبلارہے ہیں۔ تو عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے کہا بیت المال میں جاؤ اور یہ حال بتاؤ اور وہاں سے وظیفہ لو کہنے لگی جو امیر المومنین ہے خود اس کا حق ہے کہ وہ رعایا کی دیکھ بھال کرے۔ پھر کہنے لگی کہ قیامت کا دن ہوگا میرا دوپٹہ ہوگا۔ عمرؓ کی گردن ہوگی۔ خدا کی عدالت ہوگی۔ رب قہار کا فیصلہ ہوگا عمرؓ کو جواب دینا ہوگا اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً بیت المال گئے ایک تھیلا آئے، کھجور، گھی سے بھرا اور اپنے غلام سے کہا کہ یہ مجھے اٹھوادے۔ اس نے

کہا حضرت آپ تکلیف نہ کریں میں ساتھ چلتا ہوں اس کو اٹھاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا عورت کی بات بڑی سخت تھی۔ قیامت میں میں جواب دوں گا مجھ سے یہ پوچھا جائے گا اس لئے یہ بوجھ میں خود اٹھاتا ہوں۔ رات کو گئے دروازہ کھٹکھٹایا کہا میں رعایا کا خادم ہوں۔ خود آگ جلائی اور پکایا اور روتے بچوں کو کھلایا۔ جب دھواں داڑھی میں لگا تو داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ عمرؓ آج کا دھواں برداشت کر لے تاکہ قیامت کے دن کی آگ کے دھوئیں سے بچ جائے پھر اس عورت سے کہا میں وہی عمرؓ ہوں جس کے متعلق بات کر رہی تھی کہ میرا دوپٹہ اس کی گردن میں ہوگا۔ اور خدا کی عدالت ہوگی اور رب کا فیصلہ ہوگا۔ فرمایا مجھے قیامت کے دن شرمسار نہ کرنا اٹھو خود بھی کھاؤ، بچوں کو بھی کھاؤ۔ عورت نے رونا شروع کر دیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ آپ تو ہمارے والد ہیں، اجڑے گھر کورات کے اندھیرے میں آباد کیا۔ یتیموں کی خبر گیری کی، قیامت کے دن گواہی دوں گی۔ یا اللہ عمرؓ وہ امیر المؤمنین تھا جو رات کی تاریکی میں یتیموں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ عمرؓ کو جنت عطا فرما۔

دوسرا واقعہ

آپ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر سے آواز آئی کہ اے بیٹی دودھ میں پانی ملا دے۔ دودھ بڑھ جائے گا۔ کچھ رقم زیادہ مل جائے گی۔ گھر کے ضروریات کی چیزیں لیں گے۔ کیونکہ گھر میں اتنے پیسے نہیں ہیں تو بیٹی نے کہا امی حضرت عمرؓ رات کو گشت کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے سن لیا تو ان کا درہ سخت ہے۔ پھر وہ سزا دیں

گے۔ ماں نے کہا بیٹی عمر تو اس وقت نہیں دیکھ رہے کوئی فکر نہ کر، میں نے ایک جملہ کہا کہ اماں اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ بس حضرت عمرؓ نے اس کمال والی بیٹی کا یہ جملہ سنا اور تڑپ گئے اور اللہ سے مانگنا شروع کر دیا یا اللہ ایسی بچی عطا فرما۔ جو آدھی رات میں تجھ سے ڈر رہی ہے تیرا حیا کر رہی ہے۔ صبح کو حضرت عمرؓ نے اس گھر کے دروازہ کو کھٹکھٹایا عورت باہر نکلی کہا اس بچی کی زیارت کراؤ جس نے رات کو یہ کہا تو عورت ڈر گئی۔ کہ رات کی بات کی سزا ملے گی عمر آگئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اماں آج سزا نہیں دیتا۔ اس بچی کی برکت کی وجہ سے تجھ کو معاف کرتا ہوں۔ بدلہ نہیں لیتا صرف اس کی زیارت کراؤ۔ بچی باہر آئی حضرت عمرؓ نے کہا وہ جملہ پھر زبان سے ادا کرو تو اس نے کہا کہ عمر تو نہیں دیکھ رہا لیکن اس کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ جھوم گئے اور اس عورت سے کہا کہ اس کا رشتہ میرے لڑکے عاصم سے کر دے۔ اس نے نکاح کر دیا۔ جب وہ بچی حضرت عاصمؓ کے گھر آئی تو حضرت عمرؓ جب صبح کو عدالت جاتے تو اس بچی سے کہتے کہ وہ جملہ کہہ جو رات کو گھر میں کہا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ رونا شروع کرتے اور فرماتے بچی کے اس جملہ نے عمر کو عدالت کا سبق سکھا دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ اسی لڑکی کی نسل سے ہوئے۔

تیسرا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ گشت کر رہے تھے کہ ایک شخص پریشان نظر آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میری بیوی کو وضع حمل کی تکلیف ہے اور کوئی دائی

نہیں ہے۔ اور میں یہ کام نہیں جانتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی فکر نہ کرو انتظام ہو جائے گا۔ گھر تشریف لائے تو حضرت ام کلثوم کو کہا جلدی کرو۔ ایک مسافر پریشان تھا اور اس کی بیوی کو زچگی کی تکلیف تھی۔ نبی کی نواسی، نبی کی امت کی خدمت کرو تو آپ ام کلثوم کو لے آئے۔ اور گھر بھیج دیا۔ اور خود اس اعرابی کے ساتھ بیٹھ گئے اور کہا بتا عمرؓ امیر المؤمنین کیسا ہے اس نے کہا بڑا سخت ہے۔ مگر امیر المؤمنین وہ ہو جو رعایا کا حال معلوم کرے اتنے میں اندر سے آواز آئی۔ اے امیر المؤمنین! اپنے بھائی کو خوشخبری سنا دو کہ اللہ نے اس کے گھر بچہ دیا ہے۔ بس امیر المؤمنین کا لفظ سنا تو بدو پریشان ہونے لگا کہنے لگا آپ امیر المؤمنین ہیں۔ فرمایا جب تو نے کہا کہ امیر المؤمنین وہ ہو جو رعایا کی دیکھ بھال، خلق خدا کی خدمت کرے تو میں نے یہ خدمت کی ہے کہ اللہ اس کی وجہ سے رحمت فرمادے۔ یہ حضرت عمرؓ ہیں جو رات کی تاریکی میں خلق خدا کی دیکھ بھال اور خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ملک کا صدر ایسا ہو تو ملک پر رحمت برتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی یاد تازہ کر دی جو عمرؓ اس قدر قیموں، بیواؤں، مسکینوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ایسا عدل کرتا ہے کیا وہ اہل بیت کا حق کھا سکتا ہے۔ رافضی کا جھوٹ ہے کہ باغ فدک کا حصہ نہ دیا۔ خلافت علیؓ سے چھین لی۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔

دعائے عمرؓ اور شہادت عمرؓ

حضرت عمرؓ جو جیسے حضور ﷺ سے محبت تھی ویسے حضور ﷺ کے شہر سے بھی محبت

تھی۔ اس لئے اکثر یہ دعا فرماتے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ حَبِيبِكَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یا اللہ مجھے موت شہادت کی عطا فرما مجھے موت مدینہ کی عطا فرما۔

آپ کی دونوں دعائیں منظور ہوئیں۔

۲۔ ذوالحجہ ۲۳ھ کو فجر کی نماز میں ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے جو حضرت مغیرہ کا

غلام تھا زہر آلود خنجر کے ساتھ کئی وار کئے جس سے یکم محرم کو آپ کی شہادت ہوئی۔

دوسری دعا بھی منظور ہوئی کہ آپ کو دفن مدینہ میں حضور ﷺ کے روضہ میں ملا۔ حضرت

عمرؓ نے آخر میں ابن عمرؓ کو بھیجا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ میرا سلام کہو۔ اور کہو عمرؓ

درخواست کرتا ہے کہ مجھے اپنے صاحبین یعنی حضور ﷺ و ابوبکرؓ کے ساتھ دفن ہونے کی

اجازت دی جائے۔ فرمایا امیر المومنین نہ کہنا کہ آج میں امیر المومنین نہیں ہوں

حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضری دی اور پیغام پہنچایا تو

حضرت عائشہؓ نے کہا ارادہ تو میرا اپنا تھا مگر میں عمرؓ کا احسان نہیں بھول سکتی۔ کہ جب

مجھ پر بہتان باندھا گیا اور حضور ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو کسی نے کچھ کہا کسی نے

کچھ کہا مگر ایک عمرؓ تھے جنہوں نے کہا۔ سَبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ اور اس

کے مطابق قرآن اترا۔ اس لئے آج اجازت دیتی ہوں جب ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کو

کہا کہ اجازت مل گئی تو فرمایا یہ کام بہت اہم تھا جو ہو گیا لیکن فرمایا جب مر جاؤں تو میرا

جنازہ عائشہ کے حجرہ پر لے جانا اور کہنا تو حجرہ کی مالکہ حجرہ تیرا ہے تیرا بیٹا اپنی اماں سے اجازت طلب کرتا ہے۔ اور پھر اجازت مانگنا اگر اجازت دیں تو دفن کرنا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر جنات روئے تھے مالک بن دینار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر پہاڑوں سے رونے کی آواز آئی۔ آپ کی وفات پر حضرت علیؓ نے کہا اے عمرؓ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اس وقت روئے زمین پر آپ سے بہتر کسی کا نامہ اعمال نہیں۔ دوسری روایت میں ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کا جنازہ رکھا ہوا تھا کہ حضرت علیؓ آئے اور فرمایا عمرؓ اللہ تجھ پر رحم کرے میں یہی امید رکھتا تھا کہ اللہ آپ کو حضور ﷺ و ابو بکرؓ کے ساتھ کرے گا کیونکہ میں حضور ﷺ سے اکثر سنتا تھا آپ فرماتے تھے۔

كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ انْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ
دَخَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَرَجْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

آپ کی وفات پر حضرت سعید بن زید رونے لگے کسی نے وجہ پوچھی فرمایا اُبکی علی السلام۔ میں اسلام پر روتا ہوں کہ عمرؓ کے جانے سے اسلام کو دھچکا لگا ہے۔ اس لئے مورخین فرماتے ہیں کہ عمرؓ نہیں زخمی ہوا اسلام زخمی ہوا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ تیری وفات پر اسلام روئے گا۔

حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ عمرؓ کی وفات پر اسلام روئے گا۔ آپ کی وفات پر بیواؤں، یتیم بچوں،

مسکینوں کے رونے کی آوازیں آئیں۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تین سو سے زائد ایسے یتیم مسکین گھروں سے باہر آگئے جو کہتے تھے۔ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَاتَ أَبُوْنَا امیر المؤمنین کی وفات نہیں ہوئی ہمارے باپ کی وفات ہوئی۔ آج ہمارا پہرہ کون دے گا۔ آج ہمارے جانوروں کا دودھ کون نکالے گا۔ آج یتیموں کے ضروریات کا انتظام کون کرے گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالثَّوْبُ الْخَلْقِ۔

نیکی کا حکم کرنا برائی سے روکنا اور بوسیدہ کپڑے پہننا۔ حضرت عمرؓ کی زندگی سے ہمیں صحیح عقائد صحیح اعمال صحیح اخلاق کا درس ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہؓ کے نقش قدم پر چلائے۔

وظیفہ

آخر میں ایک وظیفہ سن لیں ہر نماز کے بعد حضرت عمرؓ والی دعا پڑھ لیں۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ حَبِيبِكَ
مُحَمَّدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے پڑھنے سے شہادت کا ذوق بھی ہوگا اور مدینہ منورہ کی محبت بڑھے گی اور دین کے کام کرنے کا جذبہ بڑھے گا اور حضور ﷺ کی غلامی کا شوق بڑھے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

شان حضرت عثمان غنی

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخو استی کے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن درخو استی نور اللہ
حضرت مولانا مرقدہ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شفیق الرحمن درخو استی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

Web: www.shakedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان امیر المؤمنین خلیفہ سوم
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خطبہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ لَأَنْبِيَّ بَعْدَهُ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ.

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي
قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً
يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا. (سورة فتح آیت نمبر ۱۸، ۱۹)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
كَانَ عُثْمَانُ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَبَايَعَ
النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَ
رَسُولِهِ فَضَرَبَ بِأُحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ لِعُثْمَانَ
خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنفُسِهِمْ (رواه الترمذی)

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ

وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ بَبْرُهَانَ

فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُ
 فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٍ
 وَلَا أَبَا حَفْصَةَ نِ الْفَارُوقَ صَاحِبَهُ
 وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ
 أَمَّا عَلِيُّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ
 وَالْبَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِهِ
 الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُولٌ
 فَمُنْكَرُهُمْ زُنْدِيقٌ جَهْلُولٌ

محمدؐ از تو میخوام ہم خدا را
 خدایا از تو عشق مصطفیؐ را
 محمدؐ را خدا داد لشکر
 ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
 اسلام ما محبت آل محمدؐ است
 راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
 اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چاریار آئے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں
تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰ میں بہار آئے
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

تمہید

محترم سامعین!

مکرم بزرگو، نوجوان ساتھیو، میری معززہ موقرہ دینی ماؤ بہنو، بیٹیو!
آج کے خطبہ کا موضوع حضرت عثمانؓ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ ہے
اس مناسبت سے دو آیتیں اور ایک حدیث پڑھی ہے۔ پہلے اس کا مختصر مفہوم و مطلب

سمجھ لیں۔ پھر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

آیات کا مطلب

یہ آیات چھبیسویں پارے کی ہیں۔ سورۃ فتح کی اٹھارویں اور انیسویں آیت ہے سورۃ فتح کا شان نزول یہ ہے۔

ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور صلح حدیبیہ ہو چکی تھی جو ظاہراً مظلومانہ صلح نظر آتی تھی جس وجہ سے صحابہؓ پر طبعی طور پر غم و اضطراب کی کیفیت تھی تو اللہ نے دوران سفر یہ سورۃ فتح نازل فرمائی۔ جس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے کہ وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے اور وہ سورۃ فتح ہے جس میں صلح حدیبیہ کو فتح کہا گیا ہے کیونکہ یہ صلح فتح خیبر و فتح مکہ و دیگر فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ پھر ان تلاوت کردہ آیات میں بیعت الرضوان کا ذکر ہے جو حدیبیہ میں ہوئی تفصیل اس طرح ہے۔

حضور ﷺ کا شان والا خواب کہ حضور ﷺ نے ۶ھ کی ابتداء میں مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ ہم امن و امان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں اور وہاں پہنچ کر عمرہ ادا کیا ہے۔ بعض نے حلق کیا یعنی سر کے بال منڈوائے ہیں اور بعض نے قصر کیا ہے یعنی سر کے بال کم کرائے ہیں اور کٹوائے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ خواب صحابہ کرام کو بتلایا صحابہؓ نے شدت شوق کی وجہ سے یہ سمجھا کہ اس سال عمرہ کریں گے اور مکہ

مکرمہ جانیں گے۔ کعبہ کا منظر دیکھیں گے، پرانی یادیں تازہ کریں گے۔ طواف کریں گے، حجر اسود کو بوسہ دیں گے اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دوگانہ پڑھیں گے۔ حضور ﷺ نے وقت کا تعین نہیں فرمایا تھا البتہ آپ نے عمرہ کا ارادہ کر لیا اور ۶ھ ذوالقعدة پندرہ سو صحابہ کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے جب عسفان کی جگہ پہنچے تو بشر بن سفیان نے آپ کو خبر دی کہ قریشی چیتے کی کھالیں پہن کر ذی طویٰ کی جگہ آگئے ہیں اور وہ طے کر چکے ہیں کہ آپ کو مکہ میں نہ آنے دیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کعبہ کے وارث کو کیسے روک سکتے ہیں۔ فرمایا **اللَّهُ لَا آزَالَ** **أُجَاهِدُ عَلَى الَّذِي بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ أَوْ تَنْفِرَ مَا هَذِهِ السَّالِفَةُ** اللہ کی قسم جس مقصد کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس کے لئے جہاد کروں گا یہاں تک کہ اللہ اس اسلام کو غالب کرے یا میری گردن بدن سے جدا ہو جائے۔

حضور ﷺ جب حدیبیہ پہنچے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ صحابہ نے حل حل کہا اٹھانے کی بڑی کوشش کی مگر اونٹنی اٹھتی نہیں۔ صحابہ نے کہا **خَالَاتِ الْقَصْوَى** **خَالَاتِ الْقَصْوَى** کہ آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا **مَا خَالَاتِ الْقَصْوَى** **وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ**۔ یہ اس کی عادت نہیں ہے بلکہ حبسہا حابس الفیل۔ جس ذات نے ہاتھیوں کو روکا تھا اسی نے اسکو روک دیا ہے۔ یعنی یہ خود نہیں بیٹھی بلکہ اس کو اللہ نے روک دیا ہے۔ معلوم ہوا حضور ﷺ کی سواری اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ وہ اللہ کے حکم کے مطابق چلے گی۔ جس طرح پیغمبر کی شان نزالی ہے اس طرح پیغمبر کی سواری

کا شان بھی نرالا ہے۔ سب کہہ دو سبحان اللہ!

پھر حضور ﷺ نے اونٹنی کو اٹھایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر آپ نے حدیبیہ کے

کنویں کے قریب قیام فرمایا۔

حضور ﷺ کا معجزہ

بخاری شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ
الْحُدَيْبِيَّةِ - حدیبیہ کے دن لوگ پیاس کی تنگی میں تھے کیونکہ کنویں کا پانی ختم ہو گیا اب
نہ پینے کے لئے پانی ہے نہ جانوروں کے پلانے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے پانی
ہے، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكُوعَةٌ يَتَوَضَّأُ - حضور ﷺ کے
آگے صرف ایک برتن ہے جس سے آپ وضو کر رہے ہیں۔ ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ
نَحْوَهُ - تو لوگ حضور ﷺ کی طرف دوڑنے لگے آپ نے فرمایا مَا لَكُمْ كَيْبَاتٍ هِيَ
كَسْ لِيءٍ بِرِيشَانٍ هُوَ كَهْنِيءٍ لَكَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا
بَيْنَ يَدَيْكَ - حضرت پانی نہیں ہے۔ نہ پینے کے لئے نہ وضو کرنے کے لئے صرف
یہی پانی ہے جو آپ کے پاس ہے۔

حدیث میں آتا ہے فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكُوعَةِ حَضْرًا ﷺ نے رحمت والا

ہاتھ اس برتن میں رکھا فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ - جس

طرح پانی کے چشمے بہتے ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی انگلیوں مبارک سے پانی نکل رہا

تھا۔ صحابہؓ مڑتے ہیں۔ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا - ہم نے پانی سیر ہو کر پیا اور وضو بھی کیا

جب پوچھا گیا کہ تم کتنی تعداد میں تھے کہنے لگے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہو جاتا مگر اس وقت ہم پندرہ سو صحابہؓ تھے اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا تیر دیا اور فرمایا اس کو کنویں میں گاڑ دو۔ صحابہؓ فرماتے ہیں جب تیر کنویں میں گاڑا گیا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ صحابہؓ نے جانوروں کو پانی پلایا خود بھی پانی پیا، وضو بھی کیا۔

قریش کا ظلم

اب حضور ﷺ کو خبر دے دی گئی کہ قریش آپ کو مکہ نہیں آنے دیں گے کیونکہ انہوں نے جمع ہو کر فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اگرچہ وہ حج و عمرہ کے لئے اپنے دشمن کو بھی نہ روکتے تھے لیکن ادھر یہ پروگرام بنا لیا جس سے حضور ﷺ سمجھ گئے کہ اب وہ کچھ باتیں منوائیں گے۔ تب آنے دیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرما دیا کہ قریشی اگر کچھ اپنے مطالبات رکھیں گے تو ہم ضرور مانیں گے۔ مگر اس شرط پر کہ وہ شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کریں۔ شعائر اللہ کی تعظیم باقی رکھیں۔

حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا

جب حضور ﷺ نے دیکھ لیا کہ قریش مرنے مارنے پر قتال پر تل آئے ہیں تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے کفار مکہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا اور دو پیغام دیئے ایک پیغام قریشیوں کے نام دوسرا مظلوم مسلمانوں کے نام قریشیوں کو کہو کہ ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ ہمارا ارادہ صرف عمرہ کرنا

ہے۔ ہم عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے۔ اس لئے ان کو اس بات پر آمادہ کریں تاکہ وہ ہمیں عمرہ کرنے کی اجازت دے دیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو وہاں مظلوم مسلمان مرد اور عورتیں ہیں ان کو بھی بشارت و خوشخبری سنانا کہ عنقریب مکہ مکرمہ فتح ہوگا۔ اسلام کو غلبہ ہوگا۔ اب حضرت عثمانؓ روانہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ مکہ مکرمہ میں اپنے تعلق دار ابا بن سعید کی امان میں مکہ مکرمہ پہنچے اور قریشیوں کے سردار ابوسفیان سے ملاقات کی۔ اور حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا کہ حضور ﷺ اور مسلمانوں کا ارادہ صرف عمرہ کرنے کا ہے۔ اس لئے تم رکاوٹ نہ بنو۔ اجازت دے دو۔

حضرت عثمانؓ کی رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت

ابوسفیان نے کہا اے عثمان اگر تو طواف کرے تو تجھ کو اجازت ہے مگر ہم محمد ﷺ کو اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا وہ مقتدی کیا جو بغیر امام کے طواف کرے۔ وہ محبت کیا جو بغیر محبوب کے طواف کرے، وہ عبادت کیسی جو بغیر حضور ﷺ کی رضا و منشا ہو۔ لہذا عثمان کٹ تو سکتا ہے مگر حضور ﷺ کے بغیر طواف نہیں کر سکتا یہ عثمانؓ ہے جو حضور ﷺ کی منشا پر جان دے رہا ہے۔ عثمانؓ حضور ﷺ کی منشا کے خلاف کیسے کر سکتا ہے اگر حضور ﷺ کی منشا حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل تھی تو حضرت عثمانؓ، حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر کیسے بیعت کرتے۔ عثمانؓ کا یہ عمل بتلا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی منشا حضرت ابو بکرؓ کی خلافت بلا فصل تھی اس لئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عثمانؓ کو اس انکار پر ابوسفیان اور رؤساء مکہ نے قید کر دیا۔ اس لئے

آپ کو واپسی میں دیر ہوگئی۔ فروع کافی ج ۳ ص ۱۵۱ پر بھی اسی طرح لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ نے طواف کر لیا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا تو جب عثمانؓ واپس ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تو عثمانؓ نے کہا۔ مَا كُنْتُ لِأَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَرَسُولُ اللَّهِ لَمْ يَطْفُ - یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حضور ﷺ طواف نہ کریں اور میں طواف کروں میری غیرت یہ کیسے برداشت کر سکتی تھی۔

بیعت رضوان

اب حضور ﷺ کی حضرت عثمانؓ سے محبت ملاحظہ فرمائیں۔

جب حضرت عثمانؓ کے آنے میں دیر ہوئی تو غلط خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے پندرہ سو صحابہؓ کو ایک کیکر کے درخت کے نیچے جمع کیا اور فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میرا سفیر حضرت عثمانؓ شہید کر دیا گیا ہے۔ پہلے ہمارا ارادہ لڑائی کا نہ تھا صرف عمرہ کا تھا اب اگر وہ لڑیں گے تو میں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لوں گا۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے بیعت علی الموت لی جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے۔ فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ لَام تَاكِيدُ كِي هَيْ قَدْ تَحْتَقِقُ كَا هَيْ رَضِيَ مَاضِي كَا صَيْغَه هَيْ۔ فرمایا کئی بات ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے صحابہؓ سے راضی ہو چکا ہے۔ یہ رضاء کا سرٹیفکیٹ کس وقت ملا فرمایا اِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتِ الشَّجَرَةِ۔ جبکہ وہ صحابہؓ کیکر کے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ۔ اللہ

نے ان کے اخلاص نیت کو جان لیا اور ان پر جو ظاہری غم تھا وہ بھی جان لیا۔ فَأَنْزَلَ
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ تَوَالَّدَ فِيهِمْ تَوَالَّدَ فِيهِمْ تَوَالَّدَ فِيهِمْ تَوَالَّدَ فِيهِمْ تَوَالَّدَ فِيهِمْ
نزدیک کی فتح عطا فرمائی۔ اس میں فتح خیبر بھی ہے فتح مکہ بھی ہے۔ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً
يَأْخُذُونَهَا۔ مزید تسلی کے لئے فرمایا کہ دیگر فتوحات بھی ہوتی رہیں گی کیونکہ صلح
حدیبیہ سے فتوحات کے دروازے کھل گئے تھے باقی ہم کمزور ہیں۔ یہ فتوحات کیسے
ہوں گی تو فرمایا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ اللہ غالب ہے وہ فتح دے گا۔ باقی صلح
حدیبیہ میں جو شرائط رکھی گئی ہیں وہ اللہ کے حکم سے ہیں۔ وہ حکیم ہے اس میں بھی
حکمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی اس وسعت ظرفی کو دیکھ کر کافی لوگ اسلام
میں داخل ہوئے پھر خیبر کی فتح ہوئی۔ پھر دو سال کی مدت میں حضور ﷺ کی جماعت
دس ہزار کو پہنچی۔ اور آپ نے ان کو لے کر مکہ کو فتح کیا تو اللہ سکت والا ہے۔ جب چاہے
فتح عطا کرے۔ اب اس آیت میں حضرت عثمانؓ کی منقبت و فضیلت پر نگاہ ڈالیں۔

پہلی فضیلت

حضرت عثمانؓ کا خون کتنا قیمتی تھا کہ جس کے بدلہ لینے کے لئے حضور ﷺ
نے پندرہ سو صحابہ کو کہا جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ بھی ہیں کہ اے
صحابہؓ جان دے دینا مگر عثمانؓ کے خون کا بدلہ ضرور لینا۔

دوسری فضیلت

جن صحابہ نے حضرت عثمانؓ کی اس عظمت پر جان دینے کا فیصلہ کیا۔ اور

حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ نے قرآن مجید میں ان کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔

تیسری فضیلت

حدیث میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے صحابہؓ سے بیعت لی تو اس وقت حضرت عثمانؓ موجود نہ تھے تو آپ نے فرمایا حضرت عثمانؓ تو اللہ و رسول کے پیغام کو پہنچانے گئے ہیں اس لئے ان کی طرف سے میں خود بیعت کرتا ہوں فرمایا۔ هَذَا يَدِي وَهَذَا يَدُ عُثْمَانَ. یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ عثمان کا ہے۔ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ اس لئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے حضور ﷺ کا ہاتھ افضل ہے جس کو آپ نے عثمانؓ کا ہاتھ کہا اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ کہا ہے۔

صحابہؓ کی عظمت

اب ذرا صحابہؓ کی عظمت ملاحظہ ہو کہ اس جگہ ہے اِذْ يُبَايِعُونَكَ اور دوسری جگہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کہ اے پیغمبر جو تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے اوپر ہے اب صحابہؓ کی شان دیکھیں کہ نیچے رسول اللہ کا ہاتھ اوپر اللہ کا ہاتھ ہے درمیان میں اصحاب رسول اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو ان کی شان کو کون مٹا سکتا ہے جب

تک اللہ ورسول کی عظمت کا اعلان رہے گا تب تک صحابہ کی عظمت کا اعلان رہے گا یہ کیوں نہ ہو کہ وہ کیکر کا درخت جس کے نیچے حضور ﷺ نے بیٹھ کر صحابہ سے بیعت لی اللہ نے اس کا ذکر بھی قرآن میں کر دیا اور اشارہ کیا کہ جس کی نسبت رسول اللہ سے ہوگی اس کا شان بڑھے گا۔

پیغمبر کے پیدائش کی جگہ مکہ تھی نسبت ہوئی مکرمہ ہو گیا۔ حضور ﷺ کی ہجرت کی جگہ مدینہ تھی نسبت ہوئی تو منورہ ہو گیا۔ حضور ﷺ کے دفن کی جگہ حضرت عائشہ کا حجرہ تھا نسبت ہوئی تو روضہ مطہرہ ہو گیا۔ براق کی نسبت حضور ﷺ سے ہوئی تو سب سواریوں سے بڑھ گئی تو جن صحابہ کی نسبت حضور ﷺ سے ہو گئی۔ وہ بھی شان والے بن گئے جب تک مساجد میں، مدارس میں، منبر پر، محراب میں، زمین پر قرآن پڑھا جائے گا تو صحابہ کی شان کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ ان کے لئے اللہ کی رضا کا اعلان ہوتا رہے گا۔ رافضی خارجی مرتا رہے جلتا رہے مگر صحابہ کی عظمت کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ اب اس آیت نے عقیدہ توحید کو بھی اجاگر کر دیا۔ کہ عالم الغیب یعنی پوشیدہ چیزوں کے جاننے والا اور حاضر و ناظر یعنی ہر جگہ موجود ہونا ہر ایک کا حال دیکھنا اور مختار کل یعنی تمام چیزوں پر اختیار و تصرف و قبضہ رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ حضور ﷺ کا شان مانتے ہیں مگر اللہ کی صفات میں ان کو شریک نہیں کرتے۔ حضور ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ کو پتا ہوتا کہ حضرت عثمان شہید نہیں ہوئے۔ پھر صحابہ سے بیعت رضوان کیوں لیتے اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے ہر جگہ موجود ہوتے تو

آپ مکہ میں بھی ہوتے اور دیکھ رہے ہوتے کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے۔ پھر بیعت کیوں لیتے اگر آپ مختار کل تھے تو عثمان قید کیوں ہوتے۔ اگر آپ کو کلی اختیار تھا تو پھر کفار کا قبضہ مکہ سے ختم کر کے خود مکہ کا کنٹرول سنبھال لیتے۔ مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی آپ کو ہجرت نہ کرنی پڑتی پھر مکہ میں عمرہ کے لئے طواف کے لئے کفار سے کیوں اجازت طلب کرتے۔ حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر پیغام کیوں بھیجتے۔ معلوم ہوا عالم الغیب صرف اللہ ہے۔ حاضر و ناظر صرف اللہ ہے۔ مختار کل صرف اللہ ہے جب چاہے حکومت عطا کرے فتح عطا کرے۔

صلح حدیبیہ

اب عمائدین و رؤساء مکہ کی آمد شروع ہوئی۔

جب کفار مکہ کو اس بیعت کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو رہا کر دیا اور اب صلح کی فکر ان کو دامن گیر ہوئی کہ اگر لڑائی ہوئی تو ہمیں نقصان ہوگا۔ کسی طرح صلح ہونی چاہئے۔ چنانچہ پہلے نمبر پر بدیل بن ورقاء کو سفیر بنا کر بھیجا وہ آیا تو حضور ﷺ نے اس سے کہا کہ قریشیوں کو جا کر کہو میں صرف عمرہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میرا ارادہ لڑنے کا نہیں ہے۔ اگر عمرہ کرنے دیں تو بہتر ہے اور اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں ورنہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے پھر میں ان سے جہاد کروں گا۔ اگر چہ میری گردن ہی کیوں نہ جدا ہو جائے۔ بدیل نے مکہ مکرمہ جا کر اپنے ساتھیوں کو تمام حال سنایا تو ان میں جذباتی جوان تھے وہ کہنے لگے

کہ ہم ہرگز صلح نہیں کریں گے تو پھر دوسرے نمبر پر عروہ بن مسعود ثقفی سفیر بن کر آیا عروہ بن مسعود ان کا سردار تھا۔ اس نے کہا کہ مجھ پر تم کو اعتماد ہے کہنے لگے ہاں تو اس نے کہا میں خود جاتا ہوں اور مذاکرات کرتا ہوں۔ شاید کوئی راستہ نکل آئے تو عروہ آیا تو حضور ﷺ نے اس کو وہی کہا جو بدیل کو کہا تھا اس پر عروہ کا اطمینان نہ ہوا تو حضور ﷺ کو کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ اگر لڑائی ہوئی تو جو تیرے ارد گرد مختلف قبائل کے لوگ ہیں یہ سب بھاگ جائیں گے۔ تو عروہ کی اس گفتگو کا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سختی سے جواب دیا کہ اے عروہ تو یہ کیسی بات کر رہا ہے۔ ہم تو حضور ﷺ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اس پر عروہ خاموش ہو گیا پھر عرب کے دستور کے موافق وہ بات کرتے وقت اپنا ہاتھ حضور ﷺ کی داڑھی مبارک پر رکھتا تو حضرت مغیرہؓ نے اس کے ہاتھ کو ہٹایا اور کہا تیرا ہاتھ ناپاک ہے اور میرے محمد ﷺ کا چہرہ و داڑھی مبارک پاک ہے۔ اس لئے آئندہ پھر تیرا ہاتھ آگے نہ بڑھے ورنہ اس ہاتھ کی خیر نہ ہوگی عروہ نے حالات کا جائزہ لیا۔ صحابہؓ کی حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا اندازہ لگایا تو عروہ جب مکہ واپس گیا تو قریشیوں سے کہا کہ میں پیغمبر کے وفاداروں، جانثاروں، خدمت گزاروں، وفا شعاروں کا جو عقیدت و محبت کا جذبہ دیکھ کر آیا ہوں اس کے پیش نظر تم سے کہتا ہوں کہ ان سے نہ لڑو۔ ان کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ کیونکہ میں نے دوسرے بادشاہوں کے خادموں کو دیکھا ہے وہ اپنے بادشاہ کی اتنی عزت نہیں کرتے جتنے اب رسول اس پیغمبر کی عزت کرتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ اپنی تھوک

مبارک ڈالیں تو صحابہؓ اس کو ہاتھوں پر لے کر اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں اور اس تھوک مبارک کے لینے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔ اگر آپ وضو کرتے ہیں تو بچے ہوئے پانی سے برکت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں وہ پانی پیتے ہیں، چہروں پر، سینوں پر لگاتے ہیں۔ اس لئے جب وہ پیغمبر لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے تو تم بھی لڑائی نہ کرو۔ بلکہ صلح کی صورت اختیار کرو۔

اب تیسرے نمبر پر سہیل بن عمرو و سفیر بن کر آیا جب کفار مکہ کو معلوم ہو گیا کہ صحابہؓ اس قدر پیغمبر کے جان نثار ہیں اور حضور ﷺ ان سے بیعت علی الموت لے چکے ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ لڑائی میں ہمیں نقصان ہوگا۔ تو اب قریش کے خطیب سہیل کو بھیجا جب حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اب ہمارے لئے سہولت و آسانی ہوگئی۔ کیونکہ یہ سمجھدار تھا معاملہ سمجھنے والا تھا امید ہوگئی کہ بات بن جائے گی۔

اب مذاکرات کے بعد صلح کی بات طے ہوگئی۔

چنانچہ صلح نامہ لکھنے کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو مقرر کیا حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے صلح نامہ کا آغاز کرو پہلے بسم اللہ لکھو تو سہیل نے کہا میں نہیں جانتا کہ رحمان و رحیم کیا ہے۔ عرب کے پہلے دستور کے موافق بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ لکھو۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جیسے یہ کہتا ہے ویسے لکھو حضرت علیؓ نے لکھ دیا۔ پھر حضور ﷺ نے کہا لکھو هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے تو سہیل بگڑ گیا کہنے لگا اگر ہم تجھ

کو رسول اللہ مانتے تو مَا صَدَّ ذُنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتِلْنَاكَ نہ ہم تم کو بیت اللہ کے طواف سے روکتے نہ لڑائی لڑتے۔ سارا جھگڑا تو اسی پر ہے۔ لہذا لکھو محمد بن عبد اللہ تو حضور ﷺ نے فرمایا وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي - اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری نبوت کا انکار کرتے ہو۔ میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہوں میں محمد ﷺ بن عبد اللہ بھی ہوں۔ حضرت علیؓ سے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد بن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ حضرت یہ عشق نبوت کے خلاف ہے۔ میرا عشق اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں رسول اللہ کا لفظ مٹا دوں، نہ میرا قلم چلتا ہے، نہ میری انگلی۔ تو حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے صلح نامہ لیا اور خود محمد بن عبد اللہ لکھ دیا اور یہ آپ کا معجزہ تھا۔

اس واقعہ نے رافضی کی بھی تردید کر دی جو کہتا پھرتا ہے کہ وفات کے وقت حضور ﷺ نے کہا قلم دوات لے آؤ میں تم کو لکھ دوں تا کہ بعد میں خلافت کا جھگڑا نہ ہو مگر حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی۔ حکم عدولی کی اور کہا حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ بھی تو موجود تھے پھر وہ قلم دوات کیوں نہ لائے۔ اگر ان کے نہ لانے پر اعتراض نہیں تو حضرت عمرؓ پر کیوں اعتراض ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس صلح نامہ میں حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا اُمِّحُ یہ لفظ مٹا دے تو پھر حضرت علیؓ نے کہا میں نہیں مٹا سکتا۔ تو اب رافضی بتائے کہ کیا حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی تھی اگر یہ نافرمانی نہیں تو واقعہ قرطاس

میں حضرت عمرؓ کا حسنا کتاب اللہ کہنا بھی نافرمانی نہیں ہے۔ بلکہ اصل چیز عشق رسولؐ ہے، ادب رسولؐ ہے، حب رسولؐ ہے۔ حضرت علیؓ کو بھی حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا جذبہ تھا جس بناء پر وہ رسول اللہ کا لفظ نہ مٹانا چاہتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ میں بھی عقیدت و محبت رسولؐ کا جذبہ تھا کہ وہ وقت تکلیف کا تھا اور حضور ﷺ جس مقصد کے لئے فرما رہے تھے وہ مقصد یہی تھا کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو نہ چھوڑنا تو حضرت عمرؓ جو مزاج شناس نبوت تھے سمجھ گئے اور فرمایا **حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ حُضُورُهُ** کا مقصد یہی ہے اس لئے مزید تکلیف نہ دو اور اگر کوئی دوسری بات ضروری لکھوانی تھی تو حضور ﷺ ضرور فرماتے کہ قلم دوات لے آؤ۔ مگر حضرت عمرؓ کے اس جملہ کے بعد آپ نے کچھ نہ کہا معلوم ہوا یہ پیغمبر کی نافرمانی نہ تھی۔ اس لئے اہلسنت والجماعت حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ دونوں کو اپنی آنکھوں کا نور دل کا سرور سمجھتے ہیں۔ نہ ہم رافضی ہیں کہ حضرت عمرؓ کی تنقیص کریں اور نہ ہم خارجی ہیں کہ حضرت علیؓ کی تنقیص کریں۔ ہم اہلسنت ہیں ہم دونوں کو حضور کا صحابی اور جنتی مانتے ہیں۔

صلح نامہ کا مضمون

اب اس معاہدہ میں چند چیزیں صحابہؓ پر بھاری تھیں مگر جو بات حضور ﷺ فرماتے گئے صحابہؓ لبیک کہتے گئے مثلاً ایک شرط یہ تھی کہ اگر مکہ سے کوئی شخص آپ کے پاس مدینہ آئے گا۔ تو اس کو واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ آیا تو اس کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط ابھی لکھی جا رہی تھی کہ سہیل کا بیٹا ابو جندل آ گیا

ہاتھوں میں ہتھکڑی پاؤں میں جولان، بدن پر زخموں کے نشان اس مظلومانہ کیفیت کو دیکھ کر مسلمان جوش میں آ گئے۔ سہیل نے کہا اس کو واپس کر دو۔ حضور ﷺ نے کہا ابھی تو صلح نامہ مکمل نہیں ہوا اس نے کہا کہ اگر اس کو واپس نہ کرو گے تو صلح نہ ہوگی مسلمانوں میں ولولہ جذبہ ابھرا کہ ان قریشیوں کو ختم کر دیا جائے۔ اس مسلمان بھائی کو واپس نہ بھیجا جائے۔ مگر پیغمبر نے اس جگہ بھی وسعت ظرفی اور تحمل و بردباری کا ثبوت دیا اور اس کو واپس کر دیا۔ باپ سہیل کفر کا نمائندہ بن کر آیا ہے اور بیٹا ابو جندل محمد ﷺ کا غلام بنا ہوا ہے۔ مار کھائی، جسم زخمی کرایا، تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ اٹھائے مگر رسول اللہ کا دامن نہیں چھوڑا۔ عقیدہ توحید سے رخ نہیں موڑا۔ اللہ ہمیں بھی ایسا عشق رسول نصیب فرمائے اور عقیدہ توحید پر قائم رہنے کا ایسا جذبہ نصیب فرمائے جب صلح نامہ مکمل ہوا تو حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا قَوْمُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ اَحْلِقُوا۔ تو حضور ﷺ اور صحابہؓ نے قربانی کے جانور ذبح کئے اور سر کے بالوں کو حلق اور قصر کیا اور احرام کھول دیا اور واپس مدینہ تشریف لائے۔ واپسی کے سفر میں سورۃ فتح نازل ہوئی۔ جس میں صحابہؓ کو بشارت دی گئی اور تسلی دی گئی کہ صلح حدیبیہ دیگر فتوحات کا ذریعہ ہوگی اس لئے سن سات ہجری کی ابتداء میں خیبر فتح ہوا اور ذوالقعدہ سن سات ہجری میں آپ نے عمرۃ القضاء کیا پھر آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا

حضرت عثمانؓ کے حالات کا اجمالی جائزہ

اب آپ حضرت عثمانؓ کے احوال کا اجمالی جائزہ لیں۔ جس سے حضرت

عثمانؓ کے فضائل نکھر کر ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی پیدائش عام الفیل کے چھ سال بعد یعنی ۵۷۷ء میں ہوئی اور آپ کی وفات ۳۵ھ ۱۸ ذوالحجہ جمعہ کو آپ کی شہادت ہے۔ حضرت عمرؓ نے عشرہ مبشرہ سے چھ صحابہؓ کی کمیٹی بنائی۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جس کو یہ خلیفہ منتخب کریں تو سب نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کو فیصلہ کا اختیار دیا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ گویا حضرت عثمانؓ کی خلافت یہ عشرہ مبشرہ میں سے چھ افراد کا انتخاب تھا۔

۲۴ھ میں حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد تیسرے دن آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ بارہ دن کم بارہ سال آپ کی خلافت کی مدت ہے جس میں آپ نے ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع خطے پر اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرایا اور پہلے چھ سال میں وہ فتوحات ہوئیں کہ جس پر تاریخ اسلامی فخر کرتی رہے گی۔ خلافت اسلامیہ کے اس تیسرے تاجدار خلیفہ سوم کے زمانہ میں قبرص، فرانس، یورپ، ہندوستان، خراسان، افریقی ممالک سندھ میں اسلام کی شمعیں روشن ہوئیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

نسبی فضیلت

آپ کا نام عثمان ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت پر حضور ﷺ سے ملتا ہے

کیونکہ آپ کا نسب عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف ہے

حضرت عثمانؓ کی نانی کا نام ام حکیمؓ البیضاء بنت عبدالمطلب ہے جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہے اور حضور کے والد عبد اللہ کی جڑواں بہن تھی۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اروی بنت کریمہ ہے جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن کی بیٹی ہے تو حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کی پھوپھی کے نواسے ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی کنیت جاہلیت کے زمانہ میں ابو عمر تھی اسلام لانے کے بعد ابو عبد اللہ تھی۔

حضرت عثمانؓ کے چار لقب ہیں

(۱) پہلا لقب ذوالنورین دونور والا کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کے ساتھ اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کا نکاح کیا جب وہ فوت ہو گئیں تو دوسری لڑکی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی ان سے کیا۔ اسلئے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عثمان یہ تو دو لڑکیاں تھیں اگر چالیس لڑکیاں ہوتیں اور فوت ہوتی چلی جاتیں تو یکے بعد دیگرے وہ لڑکیاں محمد ﷺ تیرے نکاح میں دیتا جاتا اور ایک روایت میں سو لڑکیوں کا ذکر بھی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک کوئی ایسا شخص نہیں آیا جس کے حصہ میں کسی نبی کی دونور نظر لخت جگر نکاح میں آئی ہوں ایک حضرت عثمانؓ ہیں جن کو یہ مقام ملا ہے کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئی ہیں۔ نہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۵ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے عثمان تجھ کو حضور ﷺ سے قرابت کا سلسلہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ ہے کیونکہ تیرے نکاح میں حضور ﷺ کی دو بیٹیاں ہیں۔

(۲) دوسرا لقب ذوالحجرتین ہے۔ دو ہجرت والا کیونکہ آپ نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی تھی پھر دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

(۳) تیسرا لقب ذوالبیعتین ہے دو بیعت والا۔ ایک بیعت آپ نے حضور ﷺ کے ساتھ اپنی موجودگی میں کی اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے ہاتھ پر رکھا اور بیعت کی دوسری بیعت جبکہ حضرت عثمانؓ موجود نہ تھے اور حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی کیونکہ حضور ﷺ کو حضرت عثمانؓ پر اعتماد تھا۔

(۴) چوتھا لقب ذوالبشارتین ہے۔ دو بشارت والا کیونکہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت عثمانؓ نے دو مرتبہ جنت کو خریدا ہے ایک مرتبہ بیرومہ خرید کر جب مسلمانوں کیلئے وقف کیا۔ دوسری مرتبہ غزوہ تبوک میں تین سواونٹ مع ساز و سامان اور ایک ہزار دینار دے کر۔

حضرت عثمانؓ کا اسلام لانا

آپ بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت و تبلیغ پر اسلام میں داخل ہوئے۔ عمر چھتیس سال کی تھی جب اسلام لائے تو آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو قید کر دیا۔ زنجیروں سے جکڑا پکڑا باندھا دھوپ پر ڈال دیا اور علیحدہ مکان میں بند کر دیا اور کہا اسلام سے بیزار ہو جاؤ۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جان دے دوں گا قربان ہو جاؤں گا۔ مگر اب رسول اللہ ﷺ کا دامن نبوت نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت عثمانؓ کے اس

استقلال کو دیکھ کر بالآخر چچا نے آپ کو چھوڑ دیا۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل

حضرت عثمانؓ کے فضائل پر کتب و احادیث کا ذخیرہ بھرا پڑا ہے۔

حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ اور فرشتوں کا شرم کرنا

مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی چادر پنڈلی سے ہٹی ہوئی تھی تو پہلے نمبر پر حضرت ابوبکرؓ آئے اور اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے اجازت دی آپ نے اسی حال میں ان سے باتیں کیں وہ چلے گئے۔ دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ آئے اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی ان سے بھی اسی حال میں باتیں کرتے رہے پھر تیسرے نمبر پر حضرت عثمانؓ آئے فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ وَسَوَى ثِيَابِهِ حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا درست کیا تو میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آئے آپ لیٹے رہے پنڈلی کھلی رہی جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھے اور کپڑا بھی درست کیا آپ نے ارشاد فرمایا اَلَا اَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ۔ کہ جس سے اللہ کے فرشتے عرش پر شرم و حیا کرتے ہیں محمد ﷺ اس سے فرش پر کیوں نہ شرم و حیا کرے

حضرت عثمانؓ کو حضور ﷺ نے اپنا رفیق کہا

ترمذی میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَلِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي

فِي الْحَبْنَةِ عُثْمَانٌ - ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور میرا ساتھی جنت میں عثمانؓ ہوگا۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت

ترمذی میں حضرت عبدالرحمن بن خبابؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں
 شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُكُّ عَلَيَّ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِي
 حَضْرَةِ ﷺ كِي خد مت ميں حاضر ہوا تو حضور صحابہؓ کو غزوہ تبوک کے لئے ترغیب دے
 رہے تھے جس میں تیس ہزار صحابہؓ کا اڑھائی لاکھ رومی عیسائیوں سے مقابلہ تھا
 تو حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے کہنے لگے۔ عَلَيَّ مِائَةٌ بَعِيرٍ بِأَخْلَاسِهَا وَاقْتَا
 بِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ. ایک سواونٹ دوں گا مع ساز و سامان دوں گا۔ غلہ سے لدے
 ہوئے ہونگے۔ آپ نے دوسری مرتبہ ترغیب دی تو پھر حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے
 فرمایا۔ عَلَيَّ مِائَةٌ بَعِيرٍ بِأَخْلَاسِهَا وَاقْتَا بِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ. حضرت دو سواونٹ
 دوں گا مع ساز و سامان دوں گا۔ حضور ﷺ نے پھر تیسری مرتبہ ترغیب دی تو پھر
 حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةٍ بَعِيرٍ بِأَخْلَاسِهَا وَ
 اقْتَا بِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تین سواونٹ غلہ سے لدے ہوئے دوں گا۔ تو حضرت عبد
 الرحمنؓ کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ممبر سے نیچے اترے اور فرمایا
 مَا عَلَيَّ عُثْمَانٌ مَا عَمِلَ بَعْدَ . آج کے بعد اگر عثمانؓ سے خطا اجتہادی ہوئی تو یہ عمل
 اس کے لئے بھی کفارہ ہوگا۔ حضرت عثمانؓ کی سخاوت کے اس عمل سے رسول اللہ بھی
 راضی ہے اور اللہ بھی راضی ہے۔

حضرت عثمانؓ کا ذوق

آپ فرماتے ہیں حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ مجھے دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَ كِسْوَةُ الْعُرْيَانِ وَ اشْبَاعُ الْجِيعَانِ پہلی چیز:۔ قرآن کی تلاوت کرنا میری زبان ہو اللہ کا قرآن ہو سننے والا مسلمان ہو پھر راضی رب رحمان ہو اس لئے روایات میں آتا ہے کہ روزانہ حضرت عثمانؓ دو رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

دوسری چیز:۔ جو ضرورت مند ہیں ان کو کپڑے پہنانا، لباس دینا ابوداؤد شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ۔ جس نے کسی کے بدن کو ڈھانکا اور اس کی ضرورت پوری کی لباس پہنایا تو قیامت کے دن اللہ اس کو جنت کی سبز پوشاک عطا فرمائیں گے۔

تیسری چیز۔ بھوکے کو کھانا کھلانا۔ اسی روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا وَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَا مُسْلِمًا عَلَى ظَمَاءٍ سَقَاهُ اللَّهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ۔ جس نے کسی پیاسے کو پانی پلایا قیامت کے دن اللہ اس کو جنت کی خالص شراب کا پانی پلائیں گے۔ حقیقت میں حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ تو آپ کی سخاوت کا عکس حضرت عثمانؓ پر تھا۔

حضرت عثمانؓ کے عظیم کارنامے

۱۔ آپ نے تمام مصاحف کو ختم کیا اور قرآۃ قریش پر ایک مصحف لکھوایا اور تمام

مسلمانوں کو ایک قرأت پر مجتمع کیا تاکہ مسلمانوں میں اختلاف نہ رہے اس لئے آپ کو جامع قرآن کہا جاتا ہے۔

۲۔ آپ نے جمعہ کے دن کی پہلی آذان کا حکم فرمایا۔

۳۔ آپ نے مؤذنون کی تنخواہیں مقرر فرمائی۔

۴۔ آپ نے مختلف زمینیں خرید کر مسجد حرام میں شامل کر کے مسجد حرام کی توسیع کرائی

۵۔ آپ نے مسجد نبوی کی توسیع کرائی۔ ستون پتھر کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی اور بھی بہت کارنامے ہیں۔

روایت حدیث کا ذوق

روایت حدیث کا ذوق یہ تھا۔ کہ حضرت عثمانؓ سے ایک سو چھیالیس احادیث مروی ہیں۔ آپ کی انگوٹھی پر **آمَنْتُ بِاللّٰهِ خَلَقَ فَسَوّٰی كُنْدَه تَهَاتَا كِه اِيْمَان تَا زِه هُوْتَا** رہے اور اللہ کی خالقیت کا تصور سامنے رہے اور خالق کی یاد سے غفلت نہ ہو۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت

ساڑھے سات سو بلوائی بغاوت کا پروگرام بنا کر مدینہ منورہ پہنچے اور وقت وہ طے کیا کہ جب لوگ حج کے لئے چلے جائیں۔ بلوائیوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ حضرت عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور ہم من مانی کریں۔ اسلام کی مرکزیت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ باغیوں نے چالیس دن تک حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا نہ کھانا پہنچانے دیتے نہ پانی پہنچنے دیتے۔ کھانا بند پانی بند غلہ بند۔ باغیوں کو سمجھایا گیا مگر وہ اپنی ہٹ

دھرمی سے باز نہ آئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عثمان کی خدمت میں آئے کہ آپ امیر المؤمنین ہیں اور اس وقت یہ مصائب آپ کے سامنے ہیں۔ اس لئے میرے تین مشورے ہیں۔

پہلا مشورہ:- کہ آپ کے ساتھ عوام ہیں آپ ان باغیوں کے مقابلہ میں نکلیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ فتح ہماری ہوگی۔ ہم حق پر ہیں۔ ہمارے دشمن باطل پر ہیں دوسرا مشورہ:- کہ ایک دروازہ پر دشمن اکٹھے اور مسلح کھڑے ہیں ہم دوسری طرف سے دروازہ بنا دیتے ہیں آپ اس سے نکل کر مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں حرم کی وجہ سے وہاں یہ خون ریزی نہ کر سکیں گے۔

تیسرا مشورہ:- آپ شام کو چلے جائیں۔ وہاں حضرت معاویہ موجود ہیں ادھر حضرت معاویہ نے کہا بھیجا کہ آپ حکم دیں تو میں شام سے فوج لیکر آ جاؤں۔ حضرت زید بن ثابت نے پیغام بھیجا کہ اجازت ہو تو انصار کی فوج لے کر حاضر ہو جاؤں حضرت عبداللہ بن زبیر نے پیغام بھیجا کہ ہماری فوج کی تعداد بہت ہے۔ آپ اجازت دیں تاکہ باغیوں کا مقابلہ کیا جائے۔ ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت عثمان کا صبر و تحمل

حضرت عثمان نے سب کو جواب میں کہا کہ میں رسول اللہ کے شہر مدینہ کی عظمت کے پیش نظر حرم نبوی میں خون ریزی برداشت نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ حضور ﷺ کے شہر میں خون کی ندیاں بہ جائیں۔ مجھے اس سے مدینہ کی عظمت مانع ہے۔ اور میں مکہ کو بھی نہیں جاتا

اگر مکہ قتل گاہ بن گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس نے حرم مکہ میں خون ریزی کی اس پر سخت عذاب ہوگا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے حرم مکہ میں خون ریزی ہو اور میں شام کو بھی نہیں جاتا کیونکہ مدینہ دارالہجرت ہے۔ شام تو دارالہجرت نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کے محبوب شہر کو اور رسول اللہ کی مسائلی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اور میں محبوب شہر کو نہیں چھوڑ سکتا میں چاہتا ہوں جو شہر میرا دارالہجرت ہے۔ وہی میرا دفن ہو کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کی موت مدینہ میں آئی۔ *مَكَانَ فِي جَوَادِي وَهِيَ مِثْرَاهُ سَيَبُوءُ*۔ گنٹ لے شفیعا وشہیدا یوم القیامۃ۔ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرونگا۔ اور اس کے ایمان کی گواہی دوںگا۔ اس لئے میں مدینہ سے باہر نہ جاؤنگا۔ اور صبر کرونگا۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا *مَنْ صَبَرَ عَلَيَّ لَأَوْءَى الْمَدِينَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ*۔ جو مدینہ کی تکالیف پر صبر کریگا اس کے لئے جنت ہے۔

حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ سے محبت

جب حضرت علیؓ کو یہ علم ہوا کہ بلوائی حضرت عثمانؓ کے قتل کے درپے ہو چکے ہیں تو حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کو بلایا فرمایا تلواریں لیکر حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر پہرہ دو تا کہ کوئی باغی گھر کے اندر نہ داخل ہو سکے

حضرت عثمانؓ کی عظمت

جب حضرت عثمانؓ قید تھے۔ تو حضور ﷺ نے چودہ سو صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا حضرت عثمانؓ کی جان قیمتی ہے اس لئے ان کے خون کے بدلہ لینے کے لئے تم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرو۔ ادھر جب حضرت عثمانؓ محاصرہ میں تھے۔ تو حضرت علیؓ نے حسنؓ و حسینؓ سے کہا کہ عثمانؓ کی جان قیمتی ہے ان کے تحفظ کے لئے تم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرو سب کہدو سبحان اللہ

حضرت عثمان کے لئے اصحاب رسول اور نو مسلموں نے بھی قربانی دی۔ حضرت عثمان نے کہا میں خلافت سے دستبردار نہ ہوں گا کیونکہ ترمذی میں حضرت عائشہ کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يَقْمَصُكَ فَمِنْ صَبْرٍ فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلِيٌّ خَلَعَهُ فَلَا تَخْلَعُهُ لَهُمْ اے عثمان اللہ تجھ کو خلافت کی قمیص پہنائیگا۔ بلوائی، منافقین اگر اس کے اتارنے کی کوشش کریں تو اس کو نہ اتارنا۔ اس لئے حضرت ابی سہلہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان نے محاصرہ کے دن فرمایا۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَهْدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ . حضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی اور مجھ سے عہد لیا تھا۔ اس لئے میں اس پر قائم رہوں گا۔

حضرت عثمان کا خطبہ اور اپنے پندرہ فضائل کا تذکرہ

جب باغیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ تو حضرت عثمان مکان کی چھت پر چڑھ آئے اور باغیوں کو خطاب کیا اور سمجھایا جس میں پندرہ چیزیں ذکر کیں فرمایا اے باغیو! میری پندرہ خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کے پاس محفوظ ہیں مگر تم کو ان کا لحاظ نہیں ہے پہلی فضیلت۔ کہ میں چوتھے نمبر پر اسلام لایا ہوں۔

دوسری فضیلت۔ حضور ﷺ نے میرے نکاح میں اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ دی۔

تیسری فضیلت۔ جب وہ فوت ہو گئی تو آپ نے دوسری صاحبزادی

حضرت ام کلثومؓ میرے نکاح میں دی۔

چوتھی فضیلت۔ میں نے پوری زندگی میں کبھی گانا بجانا نہ سنا نہ اسکی مجلس میں شریک ہوا

پانچویں فضیلت۔ میں نے کبھی برائی کی تمنا و خواہش نہیں کی۔

چھٹی فضیلت - میں نے کبھی چوری نہیں کی۔

ساتویں فضیلت - میں نے کبھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔

آٹھویں فضیلت - اسلام لانے کے بعد ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتا تھا۔

اگر کسی جمعہ نہ ہوتا تو بعد میں غلام کو آزاد کرتا۔

نویں فضیلت - میں نے حضور ﷺ کے عبد کے موافق پورا قرآن کریم جمع کرایا۔

دسویں فضیلت - جس ہاتھ سے میں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی آج تک اس ہاتھ کو نجاست کی جگہ سے دور رکھا۔

گیارہویں فضیلت - میں نے کبھی غسل خانہ میں ننگے ہو کر غسل نہیں کیا۔

بارھویں فضیلت - فرمایا اے باغیو کیا تم جانتے ہو کہ جب حضور ﷺ مدینہ میں آئے اور پینے کے لئے میٹھا پانی نہ تھا۔ صرف بیر رومہ کا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ يَشْتَرِي بَيْرُومَةَ وَيَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. جو بیر رومہ کو خریدے گا اور مسلمانوں پر وقف کریگا۔ اس کے لئے جنت ہے تو میں نے بیر رومہ خریدا اور وقف کیا آج تم عثمانؓ کو اس سے پانی بھی نہیں پینے دیتے۔ بلکہ محاصرہ کے دوران حضرت عثمانؓ نے بالا خانہ کے اوپر کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت علیؓ سے جا کر کہہ دو کہ پانی بھیجیں تو حضرت علیؓ نے تین مشکیزے آپ کے گھر بھیجے مگر باغیوں نے مزاحمت کی۔ بنو امیہ، بنو ہاشم کے کئی غلام بھی زخمی ہوئے۔ پانی اندر گھر میں پہنچ گیا

جب حضرت حسینؓ نے پانی مانگا تو پلانے والے عباسؓ تھے جب حضرت عثمانؓ نے مانگا تو پلانے والے حضرت علیؓ تھے وہاں بھی مزاحمت ہوئی یہاں بھی مزاحمت ہوئی یہ صحابہؓ و اہل بیتؓ کا پیار و محبت تھا۔

تیرھویں فضیلت۔ فرمایا اے باغیو! کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبویؐ تنگ تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ اِلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ فَلَهُ الْجَنَّةُ. جو زمین خرید کر کے مسجد نبویؐ میں توسیع کر لگا اس کے لئے جنت ہے۔ تو میں نے اپنی گھر سے اپنے مال سے زمین خریدی۔ مسجد نبویؐ کو وسیع کیا۔ آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔

چودھویں فضیلت۔ فرمایا اے باغیو! کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ يُجْهَزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ جس نے غزوہ تبوک کے لئے سامان فراہم کیا اس کے لئے جنت ہے تو میں نے سامان فراہم کیا۔ آج تم غلہ کا ایک دانہ بھی مجھ تک نہیں پہنچنے دیتے۔

پندرھویں فضیلت۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ مکہ کے پہاڑ پر تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک پتھر بھی گر گیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اُسْكُنْ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِيْقٌ وَشَهِيدَانِ اے پہاڑ حرکت کرنے سے رک جا کیونکہ آج تیرے اوپر نبیؐ ہے اور صدیقؓ ہے اور دو شہید ہیں۔ ایک حضرت عمرؓ دوسرے حضرت عثمانؓ حضور ﷺ نے مجھے

جنت کی کئی مرتبہ بشارت دی ان خصائل و بشارات کو جانتے بھی ہو پھر بھی باز نہیں آتے

حضرت عثمانؓ کی شہادت

باغیوں کے دل سیاہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی عظمت کو نہ پہچانا بالآخر انہوں نے آپ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کی تدبیر سوچی چونکہ دروازہ پر حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عبداللہؓ بن زبیر، حضرت عبداللہؓ بن مسلمہ پہرہ دے رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے دوسری طرف سے دیوار پھاند کر حملہ کیا یہ تین آدمی تھے جو اندر گئے ایک محمد بن ابی بکر دوسرا کنانہ بن بشر تیسرا حمار نامی شخص تھا یا عمرو بن احمق تھا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ پہلے محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا بھتیجا اگر تیرا باپ ابو بکرؓ زندہ ہوتا تو تجھ کو یہ جرات نہ ہوتی تو اس پر اس کا ہاتھ کاپنے لگا اور اس نے ہاتھ ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اتنے میں دوسرا شخص کنانہ بڑھا اور اس نے لوہے کی سلاخ آپ کی پیشانی پر ماری جس سے آپ کا خون بہنے لگا۔ اور قرآن کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ پر خون کا پہلا قطرہ گرا کیونکہ اس دن حضرت عثمانؓ نے خواب میں دیکھا حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ تجھ پر امتحان آنے والا ہے۔ صبر کرنا روزہ کی نیت کی ہے تو افطار ہمارے پاس آ کر کرنا۔ اس لئے حضرت عثمانؓ نے بیوی سے کہہ دیا کہ مجھے پاجامہ

دے دو کہیں ننگا نہ ہو جاؤں۔ اور آج میں خوش ہوں کہ اپنے محبوب سے جا کر ملوں گا اس دن میں غلام آزاد کئے۔ اور پھر قرآن کھول کر پڑھنے لگ گئے۔ حضرت عثمانؓ بھی قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت حسینؓ بھی قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی صبر کیا۔ حضرت حسینؓ نے بھی صبر کیا۔ اسلام میں صبر کا حکم ہے۔ ماتم ونوحہ کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے جب لوہے کی سلاخ لگی تو حضرت عثمانؓ نے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ پڑھا اللہ تو ہی مددگار ہے۔ تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ سے کسی نے کہا کہ اتنے دن پانی کھانا بند رہا تو کیا آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی تھی تو فرمایا جب بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا تو قرآن کو دیکھتا، تلاوت کرتا تو میری بھوک پیاس ختم ہو جاتی۔

اب تیسرا شخص بڑھا اور اس نے خنجر سے تقریباً سترہ زخم کئے۔ حضرت عثمانؓ اَشْهَدَانُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھتے رہے اور اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ کہتے رہے۔ حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت نائلہ حائل ہونے لگی تو ظالم نے ان پر بھی وار کر دیا۔ جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ حضرت عثمانؓ کی بیوی مکان کی چھت پر چڑھ گئی اور کہا مدینہ والو حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے ہیں۔ جب یہ اطلاع دروازہ کے پہرہ داروں کو ملی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ ادھر حضرت علیؓ تشریف لائے تو حسنؓ و حسینؓ وغیرہ سے کہا کہ تمہارے ہوتے ہوئے یہ کیا ہوا انہوں نے کہا کہ ہم دروازہ کی جانب تھے بلوائی دوسری طرف سے دیوار پھاند کر گئے ہیں۔ ہمیں علم نہیں ہو سکا اب کیا تمہا مدینہ

میں کبرام تھا۔ کہ نبی کے خلیفہ سوم اور ذہرے داماد کے ساتھ باغیوں نے ظلم کیا مسجد نبوی میں خطبہ نہ دینے دیا۔ بلکہ عصاء کے سہارے خطبہ دے رہے تھے اس کو مسجد نبوی میں توڑ دیا۔ پھر مسجد نبوی میں نماز کے لئے نہ آنے دیا۔ پھر چالیس دن گھر میں بند کر دیا۔ اور کھانا پینا بند کر دیا پھر المناک، دردناک شہادت ہوئی پھر تین دن تک جنازہ نہ پڑھنے دیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی حرم حضرت سلمہؓ نے باغیوں کو پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بیٹے عثمانؓ کا جنازہ نہیں پڑھنے دیتے تو پھر میں پردہ سے باہر آؤنگی اور خود آ کر کفن دوں گی۔ پھر تم پر خدا کا عذاب اترے گا جس کو کوئی بھی نہ ہٹا سکے گا۔ تب جا کر باغیوں نے اجازت دی چونکہ حضرت عثمانؓ کی وصیت تھی اس لئے آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیرؓ نے پڑھائی اور دفن بھی کیا اور صرف سترہ آدمیوں نے جنازہ پڑھا۔ ۱۸ ذوالحجہ بروز جمعہ ۳۵ھ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت اور صحابہ کا غم

جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ ظلم کیا اللہ نے ان سے خود بدلہ لیا جس نے آپ کے عصا کو توڑا۔ اللہ نے اس کے گھٹنے میں پھوڑا کر دیا جس سے اس کے پاؤں میں بیماری پیدا ہو گئی۔ اور وہ ذلیل ہوا اور جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہوئے وہ دیوانے ہو گئے۔ ان کو ذلت کی موت آئی۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو حضرت علیؓ نے کہا یا اللہ میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل سے

بیزار ہوں نہ میں ان کے قتل پر۔ انھی تھا اور نہ میں نے قاتلین کی کوئی مدد کی ہے۔ بلکہ میں نے تو ان کو قتل سے روکا تھا اور حسن اور حسین کو ان کی حفاظت کے لئے پہرہ پر مقرر کیا تھا۔ اور جنہوں نے حضرت عثمان کو شہید کیا انہوں نے اسلام کے مضبوط قلعہ کو نقصان پہنچایا اور باغیواب تم پر ہمیشہ تباہی ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا مدینہ والو! آج کے بعد تمہارا آپس کا اتفاق ختم ہو گیا ہے حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ آج قوم لوط کی طرح آسمان سے پتھروں کا عذاب نہ آئے۔

حضرت عائشہؓ اپنی جگہ غمزدہ ہیں اور کہا باغیو تم نے اس عثمان کو قتل کیا جو سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے اور اللہ کا خوف رکھنے والے تھے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عثمانؓ جب قبر پر جاتے اتاروتے کہ حَتَّى تَبْلَّ لِحَيْتَهُ۔ آپ کی داڑھی مبارک آنسو سے تر ہو جاتی۔ کسی نے کہا اے عثمان آپ کے سامنے جنت و جہنم کا ذکر ہوتا ہے۔ آپ اتنا نہیں روتے اور قبر کے منظر کو دیکھ کر اتاروتے ہیں تو فرمایا

أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنْزِلِ الْآخِرِ۔ قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے جو اس جگہ بچ گیا تو وہ بچ گیا۔ اور جو اس جگہ پکڑا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

حضرت حسنؓ نے خواب دیکھا کہ ایک شاندار تخت ہے حضور ﷺ اس کے پائے پکڑ کر کھڑے ہیں اور بڑے پریشان ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ ہیں۔ ادھر حضرت عثمانؓ آگئے اور کہنے لگے اے محبوب کملی والے تیرے

بعد تیری امت نے میرے ساتھ یہ دردناک معاملہ کیا اور آپ کی داڑھی سے خون بہہ رہا ہے تو حضور ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا وہاں سے خون کا فوارہ بہہ پڑا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمانؓ تیرے خون کا بدلہ اللہ ہی لے گا۔ حضرت حسنؓ نے یہ خواب حضرت علیؓ سے بیان کیا تو حضرت علیؓ نے کہا واقعی اس کا بدلہ اللہ لے گا۔ پھر آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ ہم حضرت حسینؓ کو بھی مانتے ہیں ان کو بھی اللہ نے عظمت دی ہے۔ وہ بھی شہید مگر فرق ضرور ہے حسینؓ ایسا شہید ہے کہ اس کی شہادت پر کربلا کا میدان گواہی دے گا اور حضرت عثمانؓ وہ شہید ہے کہ جس کی شہادت پر نبی خدا کا قرآن گواہی دے گا۔ حضرت حسینؓ پر تین دن پانی بند رہا اور حضرت عثمانؓ پر چالیس دن کھانا پانی بند رہا۔

حضرت عثمانؓ سخاوت میں، سببِ نبی، استقلال میں، علم میں، حلم میں، عمل میں رسول اللہ کے اقوال و افعال کے اتباع کا جذبہ رکھنے والے تھے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کا سچا غلام بنائے۔ حضور ﷺ کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے ساری زندگی صحابہ کے مشن پر چلائے۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

شان حضرت علی الرضی

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخوئی ہستی کے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن درخوئی ہستی نور اللہ
حضرت مولانا

بانی - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شفیق الرحمن درخوئی ہستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی
گرین ماؤنٹن ضلع جھارکھنڈ
پوسٹ نمبر 5

Web: www.shaikedarhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان امیر المؤمنین خلیفہ چہارم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خطبہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ

النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

وَالسَّبِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ، وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (پ ۱۱ ع ۱)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ أَنْتَ

مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواه البخاری و مسلم)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا

مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ (رواه الترمذی)

عَنْ عَلِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ

فَقَالَ مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَٰذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ
الْقِيَامَةِ (رواه الترمذی)

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ

وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ بِيْرُهُانِ

فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقَهُ

فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَاكَرَ بِيْهْتَانِ

وَلَا أَبَا حَفْصَةَ نِ الْفَارُوقِ صَاحِبَهُ

وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانِ

أَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُورٌ فَصَائِلُهُ

وَالْبَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِ

الصَّحَابَةِ كُلُّهُمْ عَدُوٌّ

فَمُنْكَرُهُمْ زُنْدِيقٌ جَهْلٌ

محمدؐ از تو میخواهم خدا را

خدایا از تو عشق مصطفیؐ را

محمدؐ را خدا داد لشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؑ
اسلام ما محبت آل محمدؑ است
راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے
درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو پینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چاریار آئے
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں
تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰؑ میں بہار آئے
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

تمہید

محترم بزرگو، عزیز نوجوانو، ذی قدر سامعین معززہ و موقرہ خواتین و دینی ماؤ بہنو، بیٹو۔

آج کے خطبہ کا موضوع امیر المومنین خلیفہ چہارم داماد رسول زوج بتول حضرت علیؑ کے فضائل کا تذکرہ ہے۔ پہلے نمبر پر تلاوت کردہ آیت و احادیث کا مختصر مطلب سمجھ لیں۔

آیت کا مطلب

یہ آیت سورۃ توبہ کی ہے اس آیت میں صحابہ کرام کی فضیلت کا ذکر ہے۔ کہ مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اسلام قبول کرنے میں اور ہجرت کرنے میں اور نصرت و مدد کرنے میں سبقت کرنے والے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان سابقین اولین کی اتباع و پیروی کی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلے ہیں تو ان صحابہؓ و تابعینؓ کے لئے تین نتیجے ذکر کئے ہیں۔

اتباع صحابہؓ کے نتائج

پہلا نتیجہ

ان سے اللہ راضی ہو اور یہ اللہ سے راضی ہوئے کیونکہ اللہ نے ان کی نیکی کو قبول کر لیا ہے یہ اللہ کی رضا ہے اور یہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر خوش ہیں تو یہ ان کی رضا ہے

دوسرا نتیجہ

اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں کہ جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

تیسرا نتیجہ

یہ انعامات چند روزہ نہ ہوں گے بلکہ ہمیشہ کے لئے ان باغات میں لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ پھر فرمایا ذلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ یہ بڑی کامیابی ہے کہ اللہ کی رضا بھی حاصل ہو جائے اور ہمیشہ کے لئے باغات کا داخلہ مل جائے۔ اب اس آیت میں سابقین اولین کا ذکر ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ سابقین اولین وہ ہیں جو اسلام میں ہجرت میں نصرت میں سابق ہیں۔ اس میں جس طرح حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ داخل ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ بھی داخل ہیں۔ تو اس آیت سے حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ آپ سابقین اولین سے ہیں اور اللہ نے ان کے لئے اپنی رضاء اور مغفرت اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت علیؓ بچپن میں اسلام لائے۔ حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سوموار کے دن تاج نبوت پہنا اور اپنی نبوت کا اعلان کیا تو منگل کے دن میں اسلام لایا۔ اس وقت میری عمر دس سال کی تھی تو بچوں میں سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علیؓ تھے۔ اس لئے سابقین اولین میں سے ہوئے۔

پہلی حدیث

اب پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت سعدؓ کی ہے جس میں حضرت علیؓ کی فضیلت ہے جب حضور ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے تو آپ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ تم مدینہ میں رہو، نگرانی کرو تو حضرت علیؓ نے کہا حضرت مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا اے علیؓ تو مجھ سے ایسے ہے۔ جیسے حضرت ہارون، حضرت موسیٰ سے یعنی جس طرح حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے اور اپنی عدم موجودگی میں حضرت ہارون کو نائب مقرر کیا تو اسی طرح میں بھی اپنی عدم موجودگی میں تجھ کو اپنا نائب بنا کر جا رہا ہوں۔ اس حدیث سے شیعہ کا استدلال حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر غلط ہے۔ کیونکہ یہ صرف غزوہ تبوک کی غیبت کے وقت کے لئے کہا نہ کہ مطلقاً کہا البتہ اس میں حضرت علیؓ کی فضیلت ضرور ہے لیکن منکرین ختم نبوت کہہ سکتے تھے کہ جیسے موسیٰ کے بعد ہارون نبی تھے تو اسی طرح حضرت علیؓ بھی ہوں تو حضور ﷺ نے ان کی تردید کر دی فرمایا نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہے۔ میرے بعد نبی کوئی نہ ہوگا البتہ حضرت علیؓ کو امور کی نگرانی کے لئے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

دوسری حدیث

ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے علیؓ تجھ سے محبت وہ رکھے گا جو مومن ہوگا اور تجھ سے بغض وہ رکھے گا جو منافق ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی محبت ایمان و اخلاص کی دلیل ہے اور حضرت علیؓ سے بغض

نفاق کی علامت ہے مگر محبت میں بھی غلو نہ ہو چنانچہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَه حَضْرَةِ عِيسَىٰ كِي طَرَحْ هِي أَبْغَضَتُهُ الْيَهُودَ حَتَّىٰ بَهْتُوا أُمَّهُ وَآحِبَّهُ النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ۔ یہود نے ان سے دشمنی کی ان کی والدہ پر بہتان باندھا۔ نعوذ باللہ آپ کو ولد الزنا کہا اور نصاریٰ نے محبت میں غلو کیا اور آپ کو وہ مقام دیا جس پر وہ نہ تھے۔ کسی نے خدا کہا، کسی نے خدا کا بیٹا کہا تو دونوں ہلاک ہوئے۔

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میرے بارے میں بھی اسی طرح دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ محب مفرط۔ میری محبت میں غلو کرنے والا جو محبت میں حضرت علیؑ کو خدا کہے حاجات غائبہ میں مشکل کشا کہے اور دوسرا گروہ مبغض مفرط مجھ سے بغض رکھنے والا مجھ پر بہتان باندھنے والا رافضی آپ کی محبت میں غلو کرتا ہے۔ خارجی آپ سے بغض رکھتا ہے۔ بحمد اللہ اہلسنت والجماعت حضرت علیؑ سے سچی عقیدت و محبت رکھتے ہیں نہ خدا کی کرسی پر بٹھاتے ہیں نہ دشمنی کرتے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی پیغمبر کا شان والا چوتھا خلیفہ مانتے ہیں۔

تیسری حدیث

ترمذی میں روایت ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو مجھ سے اور حسنؑ و حسینؑ سے اور ان کے باپ علیؑ سے اور ان کی ماں فاطمہؑ سے محبت رکھے گا۔ وہ قیامت کے دن جنت میں

میرے ساتھ ہوگا۔ اس میں بھی حضرت علیؑ کی فضیلت ہے۔ کہ علیؑ کی محبت رسول اللہ کے ساتھ جنت کی ضمانت ہے۔

اب اجمالاً حضرت علیؑ کے احوال کا مطالعہ کریں جو حضرت علیؑ کے فضائل پر گواہ ہیں۔ حضرت علیؑ کی پیدائش حضور ﷺ کی ولادت کے تیس سال بعد شعب بنو ہاشم میں ہوئی۔ بعض نے کہا کہ آپ کی پیدائش کعبہ میں ہوئی۔ مولود کعبہ آپ کو کہا انہوں نے سمجھا کہ یہ حضرت علیؑ کی عظمت کی وجہ ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی عظمت کی وجہ نہیں ہے کیونکہ بعض نے کہا کہ حضرت خدیجہ کے بھانجے حکیم بن حزام کی ولادت بھی کعبہ میں ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی حدیث میں ولادت کعبہ کو عظمت کا سبب نہیں کہا گیا تیسری بات یہ ہے کہ یہ روایات ضعیف ہیں۔

چوتھی بات کہ کعبہ عبادت خانہ تھا، کوئی مولود خانہ، ولادت خانہ تو نہ تھا پانچویں بات اس وقت کعبہ میں بت تھے تو کیا علیؑ کی پیدائش بتوں میں ہوئی چھٹی بات جہاں لوگ ہر وقت طواف کرتے ہیں تو کیا بی بی فاطمہ بنت اسد نے گھر کو چھوڑ کر یہاں آ کر جنم دیا اگر خود تم میں حیا نہیں تو بی بی کا حیا کیوں خراب کرتے ہو کہ بی بی کو ان لوگوں سے بھی شرم نہ آئی اور وہ اس جگہ بچہ جننے کے لئے آ گئی۔

ساتویں بات، حضور ﷺ کی ولادت کعبہ سے باہر ہے پھر کیا کہو گے کہ علیؑ کی

شان نبی سے زیادہ ہے بہر حال یہ ضعیف قول ہے۔

اور وفات ۴۰ھ ۲۱ رمضان کو ہوئی۔ کوفہ کے نزدیک مقام نجف میں دفن کئے گئے

حضرت علیؑ کے فضائل

پہلی فضیلت۔ خلافت کی فضیلت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد دوسرے دن صحابہؓ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی

دوسری فضیلت۔ حکومت کی وسعت

حضرت علیؑ نے ساڑھے پانچ سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل کے وسیع احاطہ پر اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرایا۔ آپ کے اس دور میں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے جنگ جمل اور جنگ صفین کے دردناک حالات واقعات بھی رونما ہوئے مگر آپ کی اسلامی حکومت خلفاء ثلاثہ کے طریق پر قائم رہی۔ حضرت علیؑ نے تو فوج کو رعایا کو عدل و انصاف و مساوات کی ہدایات دیں مگر بلوائیوں نے باغیوں نے، کوفیوں نے، مسلمانوں میں بھی اختلافات پیدا کئے اور نقصان پہنچایا۔ لیکن پھر بھی حضرت علیؑ کے دور میں خلافت مصطفیٰ کی عادلانہ روح باقی رہی۔ صحابہؓ کے مشاجرات اور جنگوں کے بارے میں انسان اپنی زبان نہ کھولے، لب کشائی نہ کرے، کسی کی تنقیص نہ کرے، نص صریح ہے۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔ اس لئے تاریخی حوالہ سے صحابہؓ کے متعلق کچھ نہ کہے ورنہ خطرہ ہے کہ ایمان کی دولت کو ضائع نہ کر بیٹھے۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر صحابہؓ کا بیعت کرنا اور حضرت علیؑ کا اتنے وسیع خطہ پر

اسلام کی اشاعت کرنا آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

تیسری فضیلت۔ نسبی فضیلت

آپ کے والد ابوطالب اور حضور ﷺ کے والد عبداللہ دونوں حقیقی بھائی تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہوئے۔ آپ کا نسب یہ ہے علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ جب ان کی وفات ہوئی تو حضور ﷺ نے کفن کے لئے اپنی قمیص دی، جنازہ خود پڑھایا۔ اس کے کفن و دفن کا انتظام فرمایا اور دفن کے لئے خود قبر میں داخل ہوئے تاکہ میری برکت سے حضرت علیؑ کی والدہ کو تکلیف نہ ہو۔

یہ رب کی تقسیم ہے کہ بیٹا علی مسلمان ہے محمد ﷺ کا غلام ہے اور ماں بھی مسلمان ہوگئی۔ مگر باپ ابوطالب مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت علیؑ نے اپنے اسلام لانے کے وقت ان کو بھی ترغیب دی مگر وہ اسلام نہ لاسکے۔

آپ کا نام والدہ نے اسد رکھا اور والد نے علی رکھا۔ آپ کا لقب اسد اللہ بھی ہے، حیدر بھی ہے، مرتضیٰ بھی ہے، آپ کی کنیت ابو تراب ہے۔ ایک مرتبہ کسی وجہ سے خفا ہو کر گھر سے باہر چلے گئے اور مسجد نبوی میں جا کر سو گئے۔ حضور ﷺ گھر تشریف لائے پوچھا ایں علیؑ حضرت علی کہاں ہیں تو حضرت فاطمہؑ نے کہا حضرت کچھ بات

ہوگئی جس طرح کبھی خاوند بیوی میں ہو جاتی ہے۔ تو وہ باہر چلے گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ علی کو تلاش کرو۔ کہاں ہیں ایک صحابی نے آپ کو اطلاع دی کہ حضرت علیؑ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ تو حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ حضرت علیؑ کی پیٹھ پر پہلو پر مٹی لگی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا اِنَّمَا يَا اَبَاتُ رَابٍ۔ اٹھائے مٹی کے باپ میں محمد تجھے جگانے منانے آیا ہوں۔ تو پھر حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے جو مجھے ابا تراب کی کنیت دی ہے۔ یہ دنیا و مافیہا سے مجھے بہتر لگتی ہے۔

چوتھی فضیلت۔ تربیتی فضیلت

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ابو طالب کثیر العیال تھے تو حضور ﷺ نے ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے مجھے اپنی کفالت میں لے لیا۔ حضرت علیؑ دو سال کے تھے حضور ﷺ کے گھر آئے اور جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۲۹ سال کی تھی تو اتنی مدت حضرت علیؑ کی تربیت رسول اللہ کے گھر میں ہوئی۔

عبادت کا طریقہ ریاضت کا سلیقہ، شجاعت کا ڈھنگ، سخاوت کا جذبہ جہاد کا شوق، نمازوں کا ذوق تمام عقائد و اعمال و اخلاق کی تربیت علیؑ کو حضور ﷺ سے بچپن میں ہوئی اور جوانی میں بھی ہوئی۔

پانچویں فضیلت۔ ہجرت کی فضیلت

حضرت علیؑ کو ہجرت کی رات حضور ﷺ نے اپنے بستر پر سلایا تا کہ لوگوں کی امانتیں صبح کو ان کو واپس کر دیں۔ یہ زندگی کا مشکل مرحلہ تھا کفار نے گھر کا محاصرہ کیا

ہوا تھا۔ نو سو ننگی تلواریں لے کر کافر باہر کھڑے تھے۔ ایسے وقت میں حضرت علیؑ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر آرام کر رہے ہیں۔ حضرت علیؑ نے جان کی قربانی دے دی مگر رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔ علیؑ نے کہا تلواروں کے سائے میں سوؤں گا کفار کا مقابلہ کروں گا مگر محبوب تیرا دامن نہ چھوڑوں گا۔

حضور ﷺ کو حضرت علیؑ پر اعتماد تھا۔ اس لئے ان کو اپنا بستر دیا اور لوگوں کی امانتیں سپرد کیں۔ اور پھر جب صبح ہوئی تو کفار نے حضرت علیؑ سے پوچھا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَفَّرَ مَا يَلَا عِلْمَ لِيْ. آپ نے کہا جان دے سکتا ہوں مگر محمد ﷺ کا راز نہیں بتلا سکتا جیسے حضرت علیؑ پر اعتماد تھا تو اسی طرح حضرت ابو بکرؓ پر بھی اعتماد تھا۔ اس لئے ان کو ایسے مشکل وقت میں ساتھ لے گئے۔

چھٹی فضیلت۔ مواخات کی فضیلت

جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ کے درمیان مواخاة قائم کی تاکہ مہاجرین و انصار میں ایک ربط و تعلق پیدا ہو جائے۔ یعنی بھائی بندی برادری قائم کی۔ یہ مواخاة کا عمل دو دو کے درمیان تھا یعنی ایک انصاری کو ایک مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ پھر وہ انصاری مہاجر کو لے جاتا کھلاتا پلاتا، رہائش کا انتظام کرتا۔ ترمذی میں روایت ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے صحابہؓ میں یہ مواخاة قائم کی تو حضرت علیؑ روتے ہوئے تشریف لائے فرمایا۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخِيْتُ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاحِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ۔ آپ نے صحابہ میں بھائی

بندی کردی لیکن میرے لئے تو کسی کو بھائی مقرر نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا
 أَنْتَ أَحْسَى فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اے علیؑ پریشان کیوں ہوتا ہے تو میرا دنیا میں بھی
 بھائی ہے اور آخرت میں بھی بھائی ہے۔ اس میں بھی حضرت علیؑ کی فضیلت واضح ہوتی
 ہے کہ حضور ﷺ کو علی سے کس قدر محبت تھی۔

ساتویں فضیلت۔ شرف دامادی والی فضیلت

حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؑ بڑی پیاری تھیں۔ جس کی آمد پر حضور ﷺ کھڑے
 ہو جاتے۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے جس کو آپ نے سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فرمایا جس
 کے متعلق فرمایا۔ مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي۔ جس کے متعلق فرمایا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي
 کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ فرمایا فاطمہ میرے وجود کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو
 تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ ایسی لاڈلی چہیتی بیٹی کا نکاح مہینہ رجب ۲ھ میں
 حضرت علیؑ سے کر دیا اور یہ نکاح اللہ کے حکم سے ہوا کیونکہ ابوسعید خدری کی روایت
 ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَا تَزَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ نِسَائِي وَلَا زَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ
 بَنَاتِي إِلَّا بِوَحْيٍ۔ کہ میں نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ کسی اپنی بیٹی کا نکاح
 کیا ہے۔ مگر اللہ کے حکم سے جبرئیل رب کا حکم لایا ہے کہ اس سے تم نکاح کرو اور اپنی
 اس لڑکی کا اس سے نکاح کر دو تب میں نے تعمیل کی ہے تو حضرت علیؑ کا حضرت فاطمہؑ
 سے نکاح اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔

صحابہؓ و اہلبیتؓ کا آپس میں پیار و محبت

اس نکاح کا مشورہ حضرت ابو بکرؓ نے دیا کہ حضور ﷺ کے پاس رشتہ ہے اور تم آپ کے چچا زاد بھائی ہو آپ سے رشتہ کی بات کر لو۔ اب آپ بتلائیں رشتہ کا مشورہ اس طرح دشمن دے سکتا ہے۔ معلوم ہوا حضرت ابو بکرؓ و حضرت علیؓ میں محبت و پیار تھا تکرار نہ تھا۔ پھر نکاح کے لئے حق مہر چار سو مثقال تھی۔ حضرت علیؓ نے حق مہر کے لئے پہلے اونٹ بیچنے کا ارادہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہیں جہاد کے لئے سواری کے لئے چارہ اٹھانے کے لئے، کام آئے گا۔ اس کو نہ فروخت کرو تو پھر حضرت علیؓ نے زرہ کو اٹھایا کہ اس کو بیچ کر حق مہر بناؤں گا۔ راستہ میں حضرت عثمانؓ مل گئے فرمایا کدھر جا رہے ہو کہنے لگے حضور ﷺ کے ہاں رشتہ ہو رہا ہے۔ زرہ بیچ کر حق مہر کا انتظام کروں گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کتنی قیمت ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا چار سو مثقال تو حضرت عثمانؓ گھر گئے وہ رقم لائے۔ زرہ خریدی پھر وہ زرہ بھی واپس کر دی۔ فرمایا علیؓ نکاح تم کو حق مہر کی رقم میں ادا کرتا ہوں تو جو حق مہر کی رقم دیتا ہے کیا وہ دشمن ہوتا ہے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ میں بھی محبت تھی۔

پھر جب جہیز لینے کا وقت آیا تو اس سامان کی قیمت حضرت ابو بکرؓ نے دی تو کیا جہیز دشمن لے کر دیتے ہیں یا دوست۔ معلوم ہوا ابو بکرؓ و علیؓ میں دوستی تھی۔

پھر جب نکاح ہونے لگا تو ایجاب و قبول کے گواہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ تھے اس پر اہلسنت و شیعہ دونوں کی کتابیں گواہ ہیں۔ اب بتلاؤ جو گواہوں پر جرح کرتا ہے وہ

اہلبیت کی تقریب نکاح پر اعتراض کرتا ہے۔ گواہ دوست ہوتے ہیں دشمن نہیں ہوتے۔
 پھر جب حضرت فاطمہؑ کو سرمہ خوشبو و عطر مہندی لگانے کا وقت آیا تو یہ خدمت
 حضرت ابو بکرؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے کی تو کیا شادی کی تیاری دشمن گھرانہ
 کراتا ہے یا دوست گھرانہ۔

پھر ولیمہ کا وقت آیا تو ولیمہ کا سامان لانے والے حضرت ابو بکرؓ تھے۔
 پھر رہائش کے لئے مکان کی ضرورت ہوئی تو مکان دینے والے حارثہ بن
 نعمان تھے جس کو حضور ﷺ نے قبول فرما کر دعا بھی دی کہ بارک اللہ فیک
 پھر جب رخصتی کا وقت آیا تو مکان کی صفائی کا انتظام اور رخصتی کی تیاری میں
 حضرت عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ نے معاونت کی۔ خدا اس را فضی کو ہدایت دے جو صحابہؓ
 و اہلبیتؓ میں دشمنی کا اظہار کرتا ہے اور اہلسنت سے خواہ مخواہ تکرار کرتا ہے۔
 واقعات بتلاتے ہیں کہ صحابہؓ و اہلبیتؓ میں محبت تھی۔

آٹھویں فضیلت۔ شجاعت والی فضیلت

بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت سہلؓ بن سعد فرماتے ہیں کہ
 حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: لَا عُطِينَ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ
 عَلَيَّ يَدِيهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ۔ کہ صبح میں ایسے شخص کو یہ
 جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ خیبر کو فتح کرائیں گے۔ وہ شخص اللہ اور اس کے
 رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔ یعنی وہ اللہ و

رسول کا محبت بھی ہوگا اور اللہ و رسول کا محبوب بھی ہوگا تو ساری رات صحابہؓ میں تذکرہ ہوتا رہا اور ہر شخص تمنا بھی رکھتا تھا کہ یہ فضیلت اس کو مل جائے مگر صبح کو حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ - حضرت علیؑ کہاں ہیں صحابہؓ نے کہا اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ وہ بیمار ہیں آپ نے کہا کسی کو بھیجو ان کو بلاؤ تو حضرت علیؑ آگئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا ہے کہا عَيْنِي رَمَدٌ - حضرت میری آنکھوں میں درد اور تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا قَرِيبٌ هُوَ جَاوِ فَبَصَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبُرَّأ - حضور ﷺ نے اپنی لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگائی تو شفا ہوگئی تکلیف ختم ہوگئی۔ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ - حضور ﷺ نے حضرت علیؑ کو جھنڈا دے دیا۔ خیبر کے دس قلعے تھے آخری قلعہ قنوص تھا جس کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علیؑ کا انتخاب کیا اب ذرا اپنے عقائد کی اصلاح کریں مشکل کشا صرف اللہ ہے، نہ پیغمبر ہے، نہ فرشتہ ہے، نہ صحابی ہے، نہ ولی ہے، نہ علی ہے، دیکھئے حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تیری تکلیف کو ختم کر دیتا ہوں بلکہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَيْنِي عَلِيٌّ كَمَا كَانَتْ يَوْمَ بَدْرٍ - یا اللہ علیؑ کی آنکھوں کو شفاء عطا فرما۔ شفاء کی دعائے مانگنے والا محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کے لئے دعائے مانگی وہ علی مرتضیٰ ہے۔ جس سے مانگا وہ خود اللہ ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی لعاب کی اتنی برکت تھی کہ اس کے بعد میری بینائی میں اتنی تیزی اور برکت ہوگئی کہ مجھے تین سو میل سے شام کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں پھر حضور ﷺ نے جھنڈا دیا اور تلوار دی اور میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ - حضرت علیؑ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی اس دعا کے بعد مجھے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد دو تین نظر آتے تھے۔ سینہ میں شجاعت و بہادری کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی خیبر کے میدان میں ایک شخص مرحب نامی حضرت علیؑ کے مقابلہ میں آیا۔ بڑا جنگجو طاقتور مانا ہوا پہلوان تھا حضرت علیؑ نے اس کو کشتی میں پچھاڑ دیا جب مرحب نیچے گر گیا تو کہنے لگا۔

یہ شکست فاش مجھ کو پہلی بار ہے

معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی حیدر کرار ہے

مرحب نے دوبارہ حضرت علیؑ کو فخر کرتے ہوئے مقابلہ کیلئے لکارا اور کہنے لگا

قَدْ عَلِمْتُ خَيْبَرَ اِنِّي مَرْحَبٌ

شَاكِي السَّلَاحِ بَطْلٌ مُجَرَّبٌ

خیبر کا میدان اور اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔

ہتھیار سے مسلح بہادر اور تجربہ کار ہوں۔ تو حضرت علیؑ نے جواب دیا۔

اَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي اُمِّي حَيْدَرَهُ

لَيْتَ غَابَاتٍ كَرِيَهُ الْمَنْظَرَةَ

کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے یعنی شیر ہوں۔ جس طرح جنگل کے

شیر میں ہیبت ہوتی ہے بس اب حضرت علیؑ نے تلوار کا وار کیا اور اس کے سر کے دو ٹکڑے

کردیئے۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا اس لئے آپ کا لقب فاتح خیبر ہوا۔

مگر فتح دینے والا مشکل کشا اللہ ہے۔ حضرت علیؑ مشکل کشا نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ يَفْتَحُ اللهُ عَلِيَّ يَدِيْهِ۔ کہ فتح اللہ دے گا ظاہراً ہاتھ اور تلوار حضرت علیؑ کی ہوگی۔ رافضی عقل سے کورا تھا تو اس نے علیؑ کو مشکل کشا کہہ دیا۔ کہ فتح علیؑ نے دی ہے مگر اہلسنت عقل سلیم رکھتے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ مشکل کشا ہے اللہ نے فتح دی ہے۔ حضور کی لعاب میں برکت تھی شفاء اللہ نے دی اسی طرح حضرت علیؑ کے ہاتھ میں برکت تھی فتح اللہ نے دی نبی کا معجزہ برحق ولی کی کرامت برحق مگر معجزہ ہو یا کرامت ہو۔ ہاتھ نبی کا علیؑ کا ولی کا ہوگا۔ اختیار و تصرف و قدرت و طاقت اللہ کی ہوگی۔ حضرت علیؑ کی شجاعت برحق ہے۔ آپ نے غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے جس کو دشمن بھی تسلیم کرتا ہے۔

نویں فضیلت۔ حضور ﷺ کو غسل دینے کی فضیلت

حضرت علیؑ کو حضور ﷺ کے غسل دینے کی فضیلت بھی حاصل ہوئی۔ حضرت عامرؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو حضرت علیؑ اور حضرت فضل ابن عباسؓ اور حضرت اسامہؓ بن زید نے غسل دیا۔ حضرت علیؑ جب غسل دے رہے تھے تو فرما رہے تھے يَا بَابِيْ اَنْتَ وَاُمِّي طِبْتَ مَيْتًا وَّحَيًّا۔ اے محبوب میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ تیری موت بھی پاک ہے اور تیری زندگی بھی پاک ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے۔ کہ پیغمبر کے جسم کو غسل دیا۔

دسویں فضیلت۔ شہادت والی فضیلت

حضرت علیؑ کو شہادت والی فضیلت بھی حاصل ہوئی۔ خوارج میں سے تین خارجیوں نے مکہ میں یہ معاہدہ کر لیا کہ تین عظیم اسلامی شخصیات کو شہید کرنا ہے عبدالرحمن بن ملجم کے ذمہ حضرت علیؑ کو شہید کرنا تھا اور برک بن عبداللہ تمیمی کے ذمہ حضرت معاویہؓ کو شہید کرنا تھا، اور عمرو بن ابی بکر تمیمی کے ذمہ حضرت عمرو بن العاص کو شہید کرنا تھا۔ یہ خوارج کی سازش تھی چنانچہ آپؐ ۷ رمضان کو فجر کی نماز کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ابن ملجم نے آپؐ پر تلوار کا وار کیا جس سے آپؐ شہید ہو گئے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ خارجیوں کے قبیلہ میں ایک عورت قسطام بنت ثجنہ تھی جس کے حسن و جمال پر ابن ملجم فریفتہ ہو گیا تو اس عورت نے ابن ملجم سے کہا کہ میری ایک شرط اگر پوری کر دو تو تیری میرے ساتھ شادی ہو سکتی ہے۔ وہ شرط یہ ہے تین ہزار درہم اور حضرت علیؑ کا قتل یہ عورت کے عشق کا فتنہ تھا۔ جس وجہ سے ابن ملجم حضرت علیؑ کے قتل پر تیار ہو گیا۔ بدکار عورت انسان کو فتنہ میں ڈال دیتی ہے۔ یہ جمعہ کا دن تھا فجر کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت حسنؑ فرماتے ہیں کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے سحری کے وقت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے بیٹا رات کو نیند آگئی تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو میں نے کہا اے محبوب آپ کی امت نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ جس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے دعا کرو۔ کہ اللہ تم کو ان سے

چھٹکارا دے۔ چنانچہ میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے ان لوگوں سے نکال کر اچھے لوگوں میں شامل کر دے۔ تو اتنے میں ابن نباح مؤذن نے اذان دی اور کہا نماز نماز اتنے میں آپ اٹھے میں نے آپ کو سہارا دیا اور آپ نے لوگوں کو اٹھانے کے لئے کہا الصَّلٰوة الصَّلٰوة نماز نماز جیسا کہ آپ کا معمول تھا تو ابن ملجم نے تلوار کے وار سے آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت علیؑ کا ذوق ملاحظہ کریں کہ آخر میں نماز کی فکر ہے مسجد کی طرف رخ ہے جو حضرت علیؑ کا محبت ہو گا وہ مساجد سے تعلق رکھے گا۔ نماز کا شوق رکھے گا تلواروں کے سائے میں بھی نماز پڑھے گا۔

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں

نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

جب حضرت علیؑ کو تلوار لگی تو فوراً کہا فُزْتُ وَرَبِّ الْكُعْبَةِ رَبِّ كَعْبَةَ كِسْفِ

میں کامیاب ہو گیا ہوں جو میرا مقصود تھا وہ شہادت مجھ کو مل گئی۔ آپ کو گھر لایا گیا آپ

نے قاتل یعنی ابن ملجم کو بلوایا اور کہا میرے تجھ پر احسانات ہیں۔ پھر تو نے ایسا کیوں

کیا کہنے لگا میں نے چالیس دنوں سے تلوار کو تیز کیا اور خدا سے دعا کی کہ اس سے اپنی

بدترین مخلوق قتل کرائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں وہ بدترین مخلوق تو ہوگا

جس کو اس تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ مگر حضرت علیؑ کا حلم و حوصلہ دیکھیں فرمایا میں اپنا

معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں میں اللہ کی عدالت میں اس سے جواب طلب کروں گا

اس وقت یہ قیدی ہے اس کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اچھا کھانا، نرم بچھونا دو اگر میں

زندہ رہا تو خون کا میں مالک ہوں، قصاص لوں گا یا معاف کر دوں گا اور اگر مر گیا تو اس کو میرے پیچھے روانہ کر دینا۔ اللہ کے ہاں اس سے جواب طلب کروں گا حضرت علیؑ کے قاتلو، خارجیو، باغیو، جب حضرت علیؑ نے اللہ کی دربار میں مقدمہ دائر کیا تو یقیناً تم کو سزا ملے گی۔ کیونکہ تم نے حضرت علیؑ کو قتل کر کے اسلام کو اسلامی قانون کو علم کو عمل کو صداقت کو عدالت کو نقصان پہنچایا ہے۔ پھر فرمایا خیال کرنا اگر تم قصاص لو تو میرے بعد خون ریزی نہ کرنا صرف میرے قاتل کو قتل کرنا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹوں حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت محمد بن حنفیہؑ کو وصیت کی کہ دنیا کے طالب نہ بننا۔ تقویٰ کو اختیار کرنا، یتیموں، بے کسوں سے تعاون کرنا، صلہ رحمی کرنا، پھر فرمایا نبیؐ کے صحابہؓ کا خیال رکھنا۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا، تمہارا مرنا تمہارا جینا اسلام کے لئے ہو، پھر فرمایا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قُلْ إِنْ صَلَوَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ بس یہ پڑھا اور آپ ۲۱ رمضان کو دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت علیؑ کا عمل دیکھو جو علیؑ سے محبت رکھتا ہے وہ صحابہؓ سے بھی محبت رکھتا

ہوگا کیونکہ حضرت علیؑ نے آخری وصیت یہی فرمائی۔

حضرت علیؑ اور حضرت ابو بکرؓ کا پیار

حضرت علیؑ کو حضرت ابو بکرؓ سے محبت تھی۔ اس لئے تو حضرت علیؑ نے حضرت

ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جیسا کہ احتجاج طبری ص ۵۲ پر ہے اور کتب احادیث میں ہے

کہ فرمایا جس کو رسول اللہ نے اپنے مصلیٰ پر کھڑا کیا ہے اس کو ہم کیسے پیچھے کر سکتے ہیں۔

حضرت علیؑ اور حضرت عمرؓ کا پیار

حضرت علیؑ کو حضرت عمرؓ سے بھی محبت تھی۔ غزوہ روم میں جانے کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا آپ بنفس نفیس نہ جائیں اگر حضرت علیؑ میں حضرت عمرؓ کے لئے بغض ہوتا تو فرماتے آپ ضرور جائیں مگر آپ کو حضرت عمرؓ کی جان پیاری تھی جیسا کہ نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۲۵ پر ہے۔

حضرت علیؑ اور حضرت عثمانؓ کا پیار

حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ سے محبت تھی اس لئے تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کو پہرہ کے لئے بھیجا تا کہ حضرت عثمانؓ کی حفاظت ہو جو حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے دشمن ہیں وہی حضرت علیؑ و حضرت حسینؓ کے دشمن ہیں۔ یہ سب سبائی خارجی ایرانی کوئی تھے۔ جنہوں نے نبی کے خلفاء کو شہید کیا۔ نبی کے نواسہ کو شہید کیا۔ ورنہ صحابہؓ اہلبیت میں پیار تھا۔ حضرت علیؑ نے آٹھ نکاح کئے۔ آپ کے اٹھارہ بیٹے تیرہ بیٹیاں تھیں۔ ان بیٹوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان تھے اسی طرح حضرت حسنؓ کے بیٹے اسی طرح حضرت حسینؓ کے بیٹے ان کے بھی یہی نام تھے۔ اپنی اولاد کے نام دوستوں کے نام پر رکھے جاتے ہیں معلوم ہوا ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؑ میں محبت و پیار تھا۔ اللہ ہمیں صحیح عقیدہ عطا فرمائے۔

حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کا پیار

حضرت علیؑ و حضرت معاویہؓ کی محبت دیکھیں۔ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جب حضرت علیؑ و حضرت معاویہؓ میں کچھ اختلاف ہوا تو رومی عیسائی بادشاہ نے موقعہ جان کر مدینہ منورہ پر حملہ کی حضرت علیؑ کو دھمکی دی تو جب حضرت معاویہؓ نے یہ خبر سنی تو فوراً اس رومی کو خط لکھا۔ کہ رومی کتے تو ہمارے اختلاف سے فائدہ نہ اٹھا تو جس وقت مدینہ کی طرف رخ کرے گا تو خدا کی قسم تیری سرکوبی کے لئے حضرت علیؑ کا پہلا سپاہی معاویہؓ بن ابی سفیان ہوگا۔ تو اس سے عیسائی بادشاہ کا حوصلہ پست ہو گیا۔ دوسری طرف حضرت علیؑ بھی فرماتے تھے کہ حضرت معاویہؓ بہت بڑے محدث اور فقیہ ہیں اور حضرت علیؑ نے کہا کہ اختلاف خون عثمانؓ کے بارے میں ہوا ہے۔ ورنہ اِنَّ رَبَّنَا وَاِحَدٌ وَنَبِيْنَا وَاِحَدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاِحَدَةٌ۔ ہمارا رب ایک ہے نبی ایک ہے اسلام کی دعوت ایک ہے۔ ہمارا معاملہ ایک ہے۔

حضرت علیؑ کا ذوق حدیث

حضرت علیؑ کا ذوق حدیث دیکھیں۔ پانچ سو احادیث آپ سے مروی ہیں

حضرت علیؑ کا علمی مقام

حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا میں علم کا شہر ہوں میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے معلوم ہوا حضرت علیؑ کو

علم حضور ﷺ کے گھر در سے ملا ہے۔

حضرت علیؑ کا علمی ذوق

ایک مرتبہ دس آدمی آئے تو کہنے لگے کہ ہمارا سوال تو ایک ہے مگر آدمی دس ہیں۔ اس لئے ہر ایک سوال کا الگ جواب چاہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ علم افضل و بہتر ہے یا مال تو آپ نے اس کے جواب میں علم کی فضیلت پر دس وجوہ ذکر کیں ہر ایک کے لئے جواب ایک ایک وجہ الگ تھی فرمایا علم مال سے بہتر ہے۔

پہلی وجہ مال کی تم حفاظت کرتے ہو مگر علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

دوسری وجہ مال فرعون و ہامان کا ترکہ ہے علم انبیاء کا ورثہ ہے۔

تیسری وجہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے لیکن مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ علم باقی رہنے والی چیز ہے قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے۔ مال فانی ہے۔

پانچویں وجہ مال کے چوری ہو جانے کا خطرہ ہے علم کے لئے یہ خطرہ نہیں ہے۔

چھٹی وجہ مال والا کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے مگر علم والا کریم کہلاتا ہے۔

ساتویں وجہ علم سے دل کو جلا و روشنی ملتی ہے۔ مال دل میں ظلمت و اندھیرا کرتا ہے۔

آٹھویں وجہ مال کی کثرت انسان کو خراب کر دیتی ہے جیسے فرعون نے

کثرت مال کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ مگر علم کی کثرت سے انسان کا رحمان سے

تعلق جڑتا ہے جیسے حضور ﷺ نے کثرت علم کی وجہ سے یہاں تک فرما دیا کہ

مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

نویں وجہ مال سے بہت دشمن بنتے ہیں مگر علم سے انسان ہر دلعزیز بنتا ہے۔

دسویں وجہ قیامت کے دن مال کا حساب ہوگا مگر علم پر حساب نہ ہوگا۔

لیکن یہ علم وہی ہے جس سے اللہ کی معرفت و پہچان حاصل ہو۔

انسان رحمان کا متواضع بندہ بن جائے۔

حضرت علیؑ کا دینی ذوق

حضرت علیؑ فرماتے ہیں حُبِّ اِلٰہیِّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ۔

کہ مجھے دنیا سے تین چیزیں محبوب و پسندیدہ ہیں۔

پہلی چیز الضَّرْبُ بِالسَّیْفِ اللہ و رسول کا جو باغی کافر ہے۔ اس کا سر ہو

میری تلوار ہو تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں یہ جہاد فی سبیل اللہ کا شوق تھا۔

دوسری چیز وَالصَّوْمُ فِي الصَّیْفِ گرمی کی موسم ہو اور میں روزہ رکھوں

اپنے رب کو راضی کروں یہ مجاہدہ کا جذبہ تھا

تیسری چیز وَالْخِدْمَةُ لِلصَّیْفِ گھر میں مہمان آئے تو اس کی خدمت

کروں یہ مہمان نوازی کا جذبہ تھا۔

ہم حضرت علیؑ کو نبی کا داماد مانتے ہیں نبی کا صحابی مانتے ہیں۔ نبی کا محبوب

مانتے ہیں فاتح خیبر مانتے ہیں۔ امام الائمہ مانتے ہیں۔ امام الاولیاء مانتے ہیں۔ شیر

جرار مانتے ہیں۔ صاحب ذوالفقار مانتے ہیں۔ حیدر کرار مانتے ہیں۔ نبی کا خلیفہ

چہارم مانتے ہیں۔ حضرت علیؑ کا شان بڑھے۔ اہلسنت کا ایمان بڑھے مگر حضرت علیؑ کو

نبی کی کرسی پر نہیں بٹھاتے۔ حضرت علیؑ کو خدا کے تخت پر نہیں بٹھاتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جبرئیل بھول گیا وحی تو حضرت علیؑ پر لانی تھی بھول کر وحی حضور ﷺ پر لے آیا یہ غلط ہے قرآن کا واضح اعلان ہے۔ اِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ کہ جس کی طرف سے وحی آئی وہ رب رحمان ہے اور جس پر وحی بھیجی وہ نبی آخر الزمان ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ مختار کل ہے یہ عقیدہ غلط ہے مختار کل صرف ایک اللہ ہے اگر حضرت علیؑ مختار کل و مشکل کشا و متصرف تھے تو خود کیوں شہید ہو گئے۔ معلوم ہوا حیات و موت عزت و ذلت نفع و نقصان کا مالک صرف ایک اللہ ہے۔ ہم اہلسنت والجماعت ہیں نہ رافضی ہیں نہ خارجی ہمارا عقیدہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے اور پیغمبر کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

شان حضرت معاویہ رضی

از افادات

شیخ الاسلام حضرت دینوستی کے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن درخوآستی نور اللہ
حضرت مولانا

بانی - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شیخ درخوآستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
گرین ٹاؤن ضلع رحیم یار خان
ہست نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ أَمَا بَعْدُ:

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
أَوْوَوْا نَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ
(انفال ع ۱۰)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اللَّهُمَّ
اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِبْهُ (رواه الترمذی)

نبی کے یاروں پہ ہوئی دوزخ حرام
ارشاد نبوت سے ملا اہل اسلام کو یہ پیام
معاویہ ہیں کاتب وحی رشتہ میں ہیں معظم
بحری بیڑے کے موجد ہیں واجب الاحترام
سہارا لیتے ہیں جو تاریخ کا چھوڑ کے قرآن
سمجھے جو چراغ کو سورج ہوئے وہ ناکام

تمہید۔

محترم سامعین مکرم بزرگو عزیز نوجوانو اور میری معززہ و موقرہ ماؤ بہنو بیٹیو۔
 آج کے خطبہ کا موضوع صحابی رسول کاتب وحی سیدنا امیر معاویہؓ کے فضائل و
 مناقب کا تذکرہ ہے۔ پہلے مذکورہ آیت و حدیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں پھر حضرت
 معاویہؓ کے تفصیلی احوال پر نظر کریں گے۔

آیت کا مفہوم

میں نے یہ آیت سورۃ انفال کے دسویں رکوع سے تلاوت کی ہے جس میں
 حضرت معاویہؓ کی فضیلت پر کھلی شہادت ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے
 صحابہ کرامؓ کے تین طبقات اور تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے۔
 (۱) مہاجرین جو اللہ کی رضا کے لئے ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا جیسے
 حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ وغیرہ
 (۲) انصار جو اللہ کی رضا کے لئے ایمان لائے اور مہاجرین کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور
 ان کی نصرت و خدمت کی جیسے حضرت سعد بن عبادہؓ و حضرت ابویوب انصاریؓ وغیرہ۔
 (۳) وہ لوگ جو ان کے بعد ایمان لائے جبکہ نصرت و امداد کی ضرورت نہ رہی تھی مگر
 انہوں نے حضور ﷺ و صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر جہاد و ہجرت کی تو اللہ نے ان کے
 متعلق کہا کہ یہ بھی تم میں سے ہیں۔ جیسے حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت خالد بن
 ولید، حضرت معاویہؓ وغیرہ۔ تو یہ وہ لوگ ہوئے کہ حضور ﷺ کی زندگی میں جب اسلام
 کو خوب تقویت حاصل ہو چکی تھی تو یہ اسلام لائے

ان تینوں جماعتوں کیلئے اللہ نے تین نتائج ذکر کئے۔

پہلا نتیجہ: دنیوی ذکر کیا کہ **أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا** کہ یہ سب یقینی طور پر مومن ہیں۔

دوسرا نتیجہ: اخروی ہے کہ **لَهُمْ مَغْفِرَةٌ** کہ اللہ نے ان کے لئے مغفرت کا اعلان کر دیا ہے۔

تیسرا نتیجہ: اخروی ہے کہ **وَرِزْقٌ كَرِيمٌ** کہ اللہ نے ان کے لئے عزت والی روزی کا اعلان کر دیا ہے تو اس آیت سے حضرت معاویہؓ کا مومن و متقی و مجاہد فی سبیل اللہ و مہاجر فی سبیل اللہ و جنتی ہونا ثابت ہو گیا اور یہ ان کی بہت بڑی عظمت ہے کہ ان کی عظمت پر رحمان نے اور قرآن نے گواہی دی۔

قربان جاؤں امیر معاویہ تیری عظمت پر تیری عظمت کا اعلان اللہ نے قرآن میں کیا اب ذرا غور کریں دماغ کو متوجہ کریں

جب آسمان کی بلندی نہ تھی یہ اعلان تھا۔

جب زمین کی پستی نہ تھی یہ اعلان تھا۔

جب سورج کی چمک نہ تھی یہ اعلان تھا۔

جب چاند کی چاندنی نہ تھی یہ اعلان تھا۔

جب ستاروں کی تابانی نہ تھی یہ اعلان تھا۔

جب ہواؤں کے جھونکے نہ تھے یہ اعلان تھا۔

جب دریاؤں کی روانی نہ تھی یہ اعلان تھا۔

جب انسان و جن نہ تھے یہ اعلان تھا۔

جب کچھ نہ تھا اور صرف رحمن تھا تو اس کا یہ اعلان بھی تھا۔
 حضرت معاویہؓ کے دشمن مٹ جائیں گے لیکن معاویہؓ کی عظمت کا اعلان کل
 بھی تھا آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔
 یہ اعلان مسجد کے منبر و محراب میں ہوگا
 دینی مدرسہ کے درود یواریں ہوگا۔
 سکول اور کالج کے ماحول میں ہوگا
 ہر ایک گھر میں ہوگا حضر و سفر میں ہوگا۔
 جہاں جہاں قرآن کی تلاوت ہوگی معاویہؓ کی عظمت بیان ہوتی رہے گی

حدیث کا مفہوم

حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں
 تین دعائیں فرمائی ہیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا: یا اللہ معاویہؓ کو ہادی بنا کہ یہ لوگوں کو اسلام کا راستہ
 دکھلانے والا ہو عقائد صحیح کا راستہ بتانے والا ہو اعمال صالحہ کی طرف دعوت دینے والا
 ہو صداقت دیانت امانت شجاعت کی رہنمائی کرنے والا ہو۔

(۲) نَهْدِيَا یعنی اس کو ہدایت یافتہ بنا حضرت معاویہؓ رحمان کا ہدایت یافتہ ہو قرآن
 کا ہدایت یافتہ ہو انبی آخر الزمان کا ہدایت یافتہ ہو۔

(۳) وَاهْدِيْهِ کہ اس کو دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنا کہ دنیا اس کے عدل کو سیاست کو
 تقویٰ کو دیکھ کر عقیدہ توحید کو اپنائے عقیدہ ختم نبوت کو اپنائے قرآن کی حقانیت کو تسلیم

کرے دین اسلام کا اقرار کرے۔

جب کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ سے حضرت معاویہؓ کی شان واضح ہو گئی تو اب کسی مسلمان کو ان کی تنقید و تنقیص میں کسی مؤرخ کی غلط تاریخ یا کسی مؤلف و مصنف صاحب قلم و صاحب تحریر کی غلط تحریر یا کسی مقرر کی غلط تقریر کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمارے لئے اب رب العالمین اور رحمۃ للعالمین خدا اور مصطفیٰ قرآن اور نبی کا فرمان کافی ہے اس لئے ہم مرتے دم تک اس کی شان بیان کریں گے جس کی عظمت اللہ و رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے۔

آیت و حدیث کے اجمالی مطلب معلوم کرنے کے بعد اب حضرت معاویہؓ کے تفصیلی حالات کا جائزہ لیں گے۔

حضرت معاویہؓ کی پیدائش

علامہ برہان الدین حلبیؒ نے سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ آپ حضور ﷺ سے چونتیس سال چھوٹے تھے تو اس بنا پر آپ حضور ﷺ کی ولادت سے ۳۴ سال بعد پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے ہوئی پھر بعض نے کہا بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے بعض نے کہا سات سال پہلے اور بعض نے کہا تیرہ سال پہلے ہوئی تو جب سال کی تعیین ظنی ہوئی تو مہینہ یا دن کی تعیین یقینی نہیں ہو سکتی۔

حضرت معاویہؓ کا نام، لقب و کنیت

آپ کا نام معاویہؓ ہے، آپ کی کنیت ابو عبد الرحمنؓ ہے، آپ کا لقب خال المؤمنین ہے۔ کیونکہ آپ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں تھیں تو اس رشتہ کی وجہ سے آپ کو احتراماً خال المؤمنین کہا جاتا ہے دوسرا لقب کاتب وحی تھا آپ کا نسب معاویہؓ بن ابی سفیانؓ بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف چوتھی پشت پر آپ کا نسب حضور ﷺ سے ملتا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا نکاح و شادی

حضرت معاویہؓ نے ویسے تو متعدد شادیاں کی تھیں مگر اولاد صرف دو بیویوں سے ہوئی تھیں۔

(۱) میسون بنت بحدل یہ قبیلہ بنو کلب کے سردار بحدل کی صاحبزادی تھی آپ نے شام کی گورنری کے دور میں زینہ اولاد کی خاطر اس سے نکاح کیا تھا اس سے ایک لڑکا یزید پیدا ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے نام پر اس کا نام رکھا تھا اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ایک امتہ المشرق یہ بچپن میں فوت ہو گئی، دوسری رملہ تھی اس کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان کے صاحبزادے عمرو بن عثمان سے ہوا جس سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا جس کا نکاح حضرت حسینؓ بن علی کی صاحبزادی حضرت سکینہ سے ہوا۔

(۲) دوسری بیوی فاختہ بنت قرظ تھی اس سے دو لڑکے ہوئے ایک عبد الرحمن جو بچپن

میں فوت ہو گئے۔ دوسرے عبد اللہ جو حضرت معاویہؓ کی وفات تک زندہ رہے۔

حضرت معاویہؓ کے فضائل

پیغمبر کے ارشادات کی روشنی میں

حدیث (۱): بخاری شریف جس میں حضرت معاویہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت ہے بخاری میں کتاب الجہاد باب قتال الروم میں حضرت ام حرام کی روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا **أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا** کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگی۔ اور اس پر تاریخ شاہد ہے کہ سب سے پہلے جس بحری لشکر نے ۲۸ ہجری میں قبرص کو فتح کیا اس کی قیادت حضرت معاویہؓ نے کی تھی اس کی مزید تفصیل باب غزوة المرأة في البحر میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبادہ بن صامت کے گھر کھانا کھایا پھر کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہیں آرام فرمایا اور حضرت عبادہ کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان فرماتی ہیں آپ کو نیند آگئی کچھ دیر کے بعد آپ نیند سے بیدار ہوئے تو چہرہ پر مسکراہٹ تھی ام حرام کہتی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں تو فرمایا **إِنَّا سَمِعْنَا مِنْ أُمَّتِي يَزْكِبُونَ الْبَحْرَ إِلَّا خَضِرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ** کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے ارادے سے سوار ہیں تو ام حرام کہتی ہے میں نے کہا **أَذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ** کہ اے اللہ کے رسول میرے لئے بھی دعا کریں کہ میں بھی ان

میں شامل ہو جاؤں حضور ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ پھر حضور ﷺ سو گئے تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو پھر آپ نے دوسری جماعت کا ذکر کیا ام حرام نے ان میں شریک ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ لَنْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ کہ تو پہلی جماعت میں شریک ہوگی چنانچہ ام حرام بھی حضرت معاویہؓ کے اس بحری لشکر میں شریک تھیں اور واپسی میں سواری سے گر گئیں اور انتقال فرما گئیں تو حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

حدیث (۲) جس میں حضرت معاویہؓ کے لئے حضور ﷺ کی خصوصی شفقت کا ذکر ہے مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے متعلق تین دعائے کلمات ارشاد فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَ قِهِ الْعَذَابَ۔

پہلی دُعا۔ یا اللہ: معاویہؓ کو کتاب اللہ کا علم عطا فرمایہ دعا قبول ہوئی جس کے نتیجہ میں حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں قرآن و سنت کی بالادستی قائم رہی۔ دوسری دُعا۔ یا اللہ: معاویہؓ کو حساب کا علم عطا فرمایہ دعا بھی قبول ہوئی جس کے نتیجہ میں آپ کو حکمرانی ملی کیونکہ نظام حکومت وہی سنبھال سکتا ہے جس کو حساب کے نظم کا بھی علم ہو۔

تیسری دُعا۔ یا اللہ: معاویہؓ کو عذاب جہنم سے محفوظ فرمایہ دعا بھی قبول ہوئی جس کے نتیجہ میں آپ نے حضرت معاویہؓ کو جنتی ہونے کی بشارت دی۔

حدیث (۳): جس میں حضرت معاویہؓ کے لئے خلافت و حکومت کی پیشینگوئی ہے

مسند احمد میں ہے حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کو وضو کرا رہا تھا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا مُعَاوِيَةَ اِنْ وُلِيْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاَعْدِلْ اور دوسری روایت میں اِنْ وُلِيْتَ فَاحْسِنِ اے معاویہؓ اگر تجھے خلافت و حکومت سونپی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ان کلمات کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے حکومت ضرور ملے گی چنانچہ مجھے حکومت مل گئی اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت و حکومت حضور ﷺ کی دعا و پیشینگوئی کا نتیجہ تھا۔

حدیث (۴): جس میں حضرت معاویہؓ کی دنیوی ہمت و طاقت کا ذکر ہے کنز العمال ج ۷ میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ مُعَاوِيَةَ لَا يُصَارِعُ اَحَدًا اِلَّا صَرَعَهُ مُعَاوِيَةَ کہ حضرت معاویہؓ سے جو بھی مقابلہ کرے گا حضرت معاویہؓ اس کو پچھاڑ دے گا۔

حدیث (۵): جس میں حضرت معاویہؓ کے لئے آخرت کے انعام کی خوشخبری ہے کنز العمال ج ۶ میں حضور ﷺ نے فرمایا يَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُعَاوِيَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ رِذَاءٌ مِّنْ نُورِ الْاِيْمَانِ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت معاویہؓ کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان پر نور ایمان کی خصوصی چادر ہوگی۔

حدیث (۶): جس میں حضرت معاویہؓ کے علم و حلم کا ذکر ہے امام بخاری نے تاریخ کبیر ج ۴ میں روایت ذکر کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ نے اپنی سواری پر پیچھے سوار کر لیا پھر فرمایا کہ اے معاویہؓ تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم سے چمٹا ہوا ہے تو میں نے کہا میرا پیٹ اور سینہ آپ کے جسم سے ملا ہوا ہے تو آپ نے

فرمایا اَللّٰهُمَّ اَمَلَاہُ عَلِمَا اور دوسری روایت میں وَجِلْمَا بھی ہے یا اللہ معاویہؓ کے دل کو علم اور حلم دونوں سے بھر دے۔

حضرت معاویہؓ کے فضائل صحابہ کرام

وسلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں

(۱) اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل عرب کو مخاطب کر کے کہا تَذَكُرُونَ كِسْرِيَّ وَقَيْصَرَ وَذَهَابَهُمَا وَعِنْدَكُمْ مُعَاوِيَةُ تم قيصرو کسریٰ کی سیاست و تدبیر کو یاد کرتے ہو حالانکہ تم میں معاویہؓ موجود ہیں اللہ نے آپ میں فطری طور پر تدبیر و سیاست کی استعداد رکھی ہوئی تھی اسی وجہ سے آپ کے دور خلافت میں امن و امان رہا اور لشکر بھی فرمانبرداری کرتا تھا اور فتوحات بھی بہت ہوئیں۔

(۲) ترمذی ج ۲ میں ہے جب حضرت عمرؓ نے حمص کی گورنری سے حضرت عمیرؓ کو معزول کیا اور ان کی جگہ حضرت معاویہؓ کو گورنر بنایا تو بعض لوگوں نے حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت معاویہؓ پر تنقید کی تو انہوں نے کہا کہ معاویہؓ کو برا نہ کہو کیوں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا اے اللہ اس معاویہؓ کے ذریعہ دنیا کو ہدایت دے۔

(۳) البدایہ والنہایہ میں حضرت ابن عباسؓ کا قول مذکور ہے مَا رَأَيْتُ لِلْمَلِكِ اَعْلَىٰ مِنْ مُعَاوِيَةَ کہ حکومت کے لئے معاویہؓ سے زیادہ لائق کسی کو نہیں دیکھا۔

(۴) منہاج السنۃ میں حضرت ابوالدرداءؓ کا قول مذکور ہے کہ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا

أَشْبَهَ صَلَوةَ بِصَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِمَانِكُمْ هَذَا يَعْني مُعَاوِيَةَ كَمَا
میں نے آپ کے امام امیر معاویہؓ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کی نماز حضور ﷺ کی
نماز کے مشابہ ہو۔

(۵) العواصم من القواصم میں حضرت مجاہد کا قول مذکور ہے کہ لَوْ أَدْرَكْتُمْ لَقُلْتُمْ
هَذَا الْمَهْدِيُّ أگر تم حضرت معاویہؓ کا زمانہ پاتے تو تم کہتے کہ یہ مہدی ہے۔
(۶) البدایہ والنہایہ میں حضرت یونس بن میسرۃؓ تابعی کا قول مذکور ہے جس میں انہوں
نے حضرت معاویہؓ کی تواضع و سادگی کا تذکرہ کیا کہ حضرت معاویہؓ دمشق کی بازار
میں چل پھر رہے تھے اور ان کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن مبارکؓ سے سوال کیا گیا کہ عمر بن عبدالعزیزؓ افضل ہیں یا
حضرت معاویہؓ تو آپ نے فرمایا غَبَارٌ دَخَلَ فِي أَنْفِ فَرَسٍ مُعَاوِيَةَ
حِينَ غَزَا فِي رِجَابِ رَسُولِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَمَا
حضرت معاویہؓ نے غزوہ میں جس گھوڑے پر سواری کی ہے اس گھوڑے کی ناک میں
جو غبار گئی ہے وہ غبار بھی عمر بن عبدالعزیزؓ سے افضل ہے کیونکہ حضرت معاویہؓ کی آنکھ وہ
ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ کی محبت و رفاقت
حاصل ہوئی جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کو میسر نہیں ہوئی۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جو گرد و غبار گھوڑے کی
ناک میں بیٹھ گئی ہے ہزار عمر بن عبدالعزیزؓ ہوں یا اولیس قرئی ہوں یہ خاک ان سے بھی
افضل ہے۔

(۸) مؤرخ علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ بلوچستان کے شہر قلات میں ایک راجہ تھا جب

اس کو کسی نے خبر دی کہ نبی آخر الزمان ﷺ دنیا میں تشریف لائے ہیں تو اس نے اپنا ایک وفد مدینہ منورہ بھیجا کہ تم مدینہ جا کر تحقیق کرو اگر واقعی آخری پیغمبر آ گیا ہے تو اس کو میرا سلام کہنا تو پھر میں جاؤں گا اور اس کا کلمہ پڑھوں گا اور دو چیزیں تحفہ دیں جو عرب میں نہ تھیں ایک ساگوان کی لکڑی دوسری زنجیل یعنی ادراک کا پھل۔ جب یہ وفد حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ مسجد نبوی میں تھے وہ لکڑی اتاری گئی اور گھڑا بھی اتارا گیا کیونکہ وہ پھل پانی کے گھڑے میں رکھ دیا تا کہ تازہ رہے حضور ﷺ نے کہا کہ پھل بہت بیماریوں کا علاج ہے آپ نے کھایا اور صحابہؓ میں بھی تقسیم کیا اور ساگوان کی لکڑی سے اپنی چار پائی بنوائی اور ابو ایوب انصاریؓ سے کہا کہ جہاں میرے بستر کی جگہ چٹائی ہے اس جگہ اس چار پائی کو رکھو اور اس پر چٹائی بچھا دو۔

حضور ﷺ اپنی چار پائی پر آرام فرماتے رہے اور جب جنازہ اٹھا تو اسی چار پائی سے اٹھا حضرت ابو بکرؓ کا جنازہ بھی اسی چار پائی سے اٹھا۔ حضرت عمرؓ کا جنازہ بھی اسی چار پائی سے اٹھا پھر حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضور ﷺ کا سامان نیلام ہوا تو حضرت معاویہؓ نے اس چار پائی کو چند ہزار درہم میں خریدا اور ان کا جنازہ بھی اس پر اٹھا۔ کیا یہ تھوڑی عظمت ہے کہ حضور ﷺ و ابو بکرؓ و عمرؓ و معاویہؓ کا جنازہ ایک ہی چار پائی سے اٹھا۔

جب قرآن سے اور نبی کے فرمان سے اور صحابہ و صالحین کے ارشادات سے حضرت معاویہؓ کی عظمت و فضیلت سورج کی طرح روشن اور واضح ہوئی ہے تو کسی مؤرخ کی غلط تاریخ اور کسی مقرر کی غلط تقریر اور کسی صاحب تحریر کی غلط تحریر کا اعتبار نہیں ہوگا ہم صحابہ کو قرآن و سنت کے آئینہ میں دیکھیں گے اس لئے حضرت معاویہؓ کے

خلاف بولنے والی زبان یا لکھنے والے قلم کی تنقید کو بکواس کہیں گے اور بہتان کہیں گے
حضرت معاویہؓ کی عظمت کا اعلان قیامت تک ہوتا رہے گا۔

حضرت معاویہؓ کے عظیم کارنامے

اگرچہ آپ کے انیس سالہ حکومت اسلامی کے دور کے کارنامے بہت ہیں مگر ان میں
سے چند اہم کارناموں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کے زمانہ میں آپ کا اہم کارنامہ

آپ کا تب وحی تھے کیونکہ حضور ﷺ کو آپ پر اعتماد تھا اس لئے کتابت وحی کا
عظیم منصب آپ کو بارگاہ رسالت سے ملا چنانچہ البدایہ والنہایہ میں روایت ہے کہ
حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے کاتب وحی ہونے کے بارے جبرائیل سے مشورہ
کیا تو جبرائیل نے کہا اِسْتَكْتَبَهُ فَاِنَّهُ اَمِيْنٌ ان کو کاتب بناؤ کیونکہ یہ امین ہے شیعہ
مؤرخین نے بھی آپ کا کاتب وحی ہونا تسلیم کیا ہے جیسا کہ شیعہ مؤرخ نے اپنی کتاب
ابن ابی الحدید ج ۱ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ كَانَ مُعَاوِيَةَ اَحَدُ كُتَّابِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ

دور صدیقی میں ۱۲ھ ربیع الاول میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے
مسلمہ کذاب اور اس کی جماعت کے خلاف جو جنگ یمامہ لڑی گئی جس کی قیادت
حضرت خالد بن ولید کر رہے تھے اس میں حضرت معاویہؓ بھی شریک تھے تو مسلمہ

کذاب ملعون کو حضرت معاویہؓ نے قتل کیا تھا تاریخ بتاتی ہے کہ پہلے وحشی بن حرب نے جس نیزہ سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا وہ نیزہ اس کو مارا پھر ابودجانہ نے اس کو تلوار ماری مگر بعد میں اس کو حضرت معاویہؓ نے قتل کیا جیسا کہ تاریخ انجمنیس سیابدی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو میں نے قتل کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ

فتوح البلدان اور الاصابہ میں ہے کہ قیساریہ شہر کی مہم میں تقریباً سات سال لگ گئے کیونکہ حضرت عمرؓ نے پہلے ۷ھ ۱۸ھ میں جلیل القدر صحابہ کرام ابو عبیدہؓ ابن الجراح اور عمرو بن العاص اور یزید بن ابی سفیان کو اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا مگر متعدد مرتبہ چڑھائی کے باوجود کامیابی نہ ہوئی پھر ۱۸ھ میں جبکہ یزید بن ابی سفیان کو سترہ ہزار فوج دے کر بھیجا تھا تو ان کی طبیعت ناساز ہو گئی وہ واپس آ گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو اس معرکہ کے لئے مقرر کیا اور فرمایا اِنْسِيْ قَدْ وَلَّيْتُكَ قَيْسَارِيَةَ فَيْسِرُ إِلَيْهَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَكَثِيرٌ مِنْ قَوْلٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہ میں تمہیں قیساریہ کے معرکہ کا امیر مقرر کرتا ہوں لہذا تم جاؤ اور استغفار کثرت سے کرو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ بھی کثرت سے پڑھو تو حضرت معاویہؓ نے قیساریہ کا محاصرہ کیا۔ یہ اتنا بڑا شہر تھا کہ اس کے تین سو بازار تھے ایک لاکھ پولیس روزانہ اس میں گشت کرتی تھی تو محاصرہ کے دوران کسی مسلمان نے خفیہ راستہ کی نشاندہی کی جس سے مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے یہ اتوار کا دن تھا رومی لوگ سب اپنے کلیسا میں جمع تھے اور بے خبر بیٹھے تھے جب مسلمان داخل ہوئے اور یکبارگی بلند آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ

بلند کیا تو رومی ہوش و حواس کھو بیٹھے اور مسلمانوں کا دفاع نہ کر سکے اور مسلمان ان پر غالب آگئے سات سال کی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور اس میں اسی ہزار رومی قتل ہوئے حضرت معاویہؓ نے اس فتح کی خوشخبری حضرت تمیم بن ورقاء کے ذریعہ مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ کو پہنچائی جب حضرت عمرؓ کو اس فتح کی خبر دی گئی تو حضرت عمرؓ اور موجود صحابہؓ نے خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تو قیساریہ کی فتح حضرت معاویہؓ کی کوششوں کا نتیجہ تھا جس کو شیعہ مؤرخ یعقوبی نے بھی تسلیم کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ

جس میں دو کارنامے سرانجام دیئے۔

ایک تو بحری بیڑہ کی تیاری اور مسلمانوں کی بحریہ فوج کا وجود میں آنا۔

دوسرا اشاعت قرآن کے ذریعہ انقلاب لانا۔

چنانچہ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ قبرص جو بحیرہ روم میں شام کے قریب سمندر کے کنارے ایک اہم علاقہ تھا دنیا کے اعتبار سے بھی وہ خوبصورت جزیرہ تھا اور دین کے اعتبار سے بھی اہم تھا کیونکہ اس کے فتح کرنے سے رومیوں کے حملہ کا خطرہ دور ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کے لئے دیگر فتوحات و انقلابات کا دروازہ کھل سکتا تھا اس لئے حضرت معاویہؓ نے دور فاروقی میں بھی خط لکھ کر حضرت عمرؓ سے بحری بیڑہ بنانے اور اس کو سمندر میں اتارنے اور پھر رومیوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی مگر حضرت عمرؓ نے دو وجہ سے اجازت نہ دی۔

پہلی وجہ۔ کہ ہم بری جنگوں میں مصروف ہیں اس لئے نیا محاذ بحری جنگ کا نہیں کھولنا چاہتے

دوسری وجہ۔ کہ اس وقت ہمارے پاس وسائل کم ہیں پھر جب حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو ۲۸ھ میں حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کی طرف خط لکھ کر ان سے اجازت طلب کی کہ جب تک سمندر کا نا کہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں آتا اتنے تک رومیوں کے حملوں کے خطرات بدستور رہیں گے تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بحری جنگ زیادہ خوفناک ہے مسلمانوں کو اس کا زیادہ تجربہ نہیں ہے تو حضرت معاویہؓ نے اطمینان دلایا اور فرمایا یہ اس قدر خوفناک نہیں جیسے سمجھا جا رہا ہے پھر حضرت عثمانؓ نے وسائل کی کمی کی بات کی اور فرمایا اگر آپ کا صوبہ اور شہر اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے تو اجازت ہے مگر اس معرکہ میں وہ شریک ہو جو اپنی خوشی سے شرکت کرے تو اس پر حضرت معاویہؓ نے اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی سے مسکرائے پھر آپ نے شمالی افریقہ کے جنگلات کو کاٹنے کا حکم دیا چنانچہ چھ مہینہ میں چالیس ہزار فوجیوں نے تین سو میل کے ایریا میں جنگلات کو کاٹ کر بحری جہاز بنائے ایک بحری بیڑہ تیار ہوا جس میں پانچ سو جہاز تھے اور بعض مؤرخین نے ساڑھے سترہ سو جہاز کی تعداد لکھی ہے اس وقت قیصر روم کی سلطنت تھی اور امریکہ و فرانس پر بھی یہی حکمران تھا

چنانچہ ایک انگریز مؤرخ ایڈورڈ گین جس نے صحابہؓ کی فتوحات پر بائیس جلدوں میں کتاب لکھی اور صرف حضرت معاویہؓ کی فتوحات پر سات جلدیں لکھی ہیں وہ لکھتا ہے جب امیر معاویہؓ کے بحری بیڑہ کا ذکر قیصر روم کے سامنے ہوا تو وہ لرز نے لگا اور کہا اے عیسائیورومیو حضرت عمرؓ نے عرب سے عجم تک اسلام کو پہنچایا اور اگر معاویہؓ کا بحری بیڑہ سمندر کا سینہ چیر کر تم تک پہنچ گیا اور مسلمانوں کی فوج یہاں اتر آئی تو پھر اسلام کو یورپ کے اندر پہنچنے سے کوئی طاقت نہ روک سکے گی۔

اب اس میں حضرت معاویہؓ کا دوسرا انقلابی کارنامہ یہ تھا کہ حضرت معاویہؓ نے اعلان کر دیا کہ میرے دونوں صوبوں میں جو قرآن کے قاری ہیں وہ جمع ہو جائیں جب ان کے نام لسٹ میں درج ہوئے تو تعداد ساڑھے سات ہزار ہوئی تو فرمایا کہ تمہاری بیویوں اور بچوں کے وظائف مقرر کر دیئے گئے ہیں اب تم نے گھروں کو واپس نہیں جانا قاریوں نے کہا ہم نے گھر والوں کو بتلایا بھی نہیں فرمایا ان کو ہم قاصدوں کے ذریعہ اطلاع کر دیں گے یہ ساڑھے سترہ سو جہاز تیار کھڑے ہیں ان میں بیٹھ جاؤ ان میں سے کچھ جہاز مغرب کی طرف کچھ مشرق کی طرف کچھ شمال اور کچھ جنوب کی طرف روانہ کر دیئے فرمایا یہ جہاز سمندر میں اتریں گے اب تمہارا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی جزیرہ کوئی بستی نظر آئے وہاں جہاز کو لنگر انداز کرو ان جزیروں بستیوں میں داخل ہو جاؤ ہر مکان کا دروازہ کھٹکھاؤ اور ان کو اللہ کا قرآن سناؤ تاکہ قرآن سے انقلاب آئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شمر قند بخارا میں انقلاب آیا طرابلس میں انقلاب آیا انڈونیشیا میں انقلاب آیا نیروبی کے جزائر میں انقلاب آیا اور حضرت معاویہؓ کے ان قاریوں نے ستر جزیروں میں پہنچ کر قرآنی انقلاب لاکر سمندروں کے ساحل میں جزیروں میں کلیساؤں میں صحراؤں میں آذانیں دیں اور اللہ کا نام بلند کیا۔

تھے ہمیں ایک تیرے معرکہ آراؤں میں
خسکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں آذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی

کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
حضرت امیر معاویہؓ نے نصف دنیا پر حکومت کی ہے کیونکہ جغرافیہ کے
حساب سے پوری دنیا ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل ہے اور حضرت معاویہؓ نے چونٹھ
لاکھ مربع میل پر حکومت کی ہے۔

(۱) چین کی بستیوں میں حضرت معاویہؓ کی فوجیں پہنچیں اور اس کے علاقوں کو فتح کیا۔
(۲) روس کی سرحدات پر حضرت معاویہؓ کی فوجیں پہنچیں اور اس کی ۵۷ چوکیوں پر
اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

(۳) آذربائیجان کو حضرت معاویہؓ کی فوجوں نے فتح کیا۔
(۴) ۴۵ھ میں حضرت معاویہؓ نے سنان بن مسلمہؓ صحابی کی قیادت میں بارہ ہزار کا
لشکر افغانستان کے فتح کرنے کے لئے بھیجا فتوح البلدان والے نے لکھا ہے کہ کابل
اور جلال آباد اور غزنی اور پشاور کے شہر حضرت معاویہؓ کی فوج نے فتح کئے پشاور میں
بدھ مت کے حکمران کو قتل کیا اور اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

(۵) اگرچہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے دور میں کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا لیکن
ابو بکرؓ کے زمانہ میں معمولی قسم کا غلاف ہوتا اور عثمانؓ کے زمانہ میں قیمتی قسم کا غلاف ہوتا
مگر معاویہؓ نے سب سے پہلے کعبہ پر ریشم کا غلاف چڑھایا اور خانہ کعبہ کی خدمت کے
لئے متعدد خادم مقرر کئے۔

(۶) پھر فہمی کام کئے چنانچہ مکہ و مدینہ کی ساڑھے سات لاکھ ایکڑ زمین کو سرسبز و
شاداب کیا پانچ نہریں نکالیں اور عرب کے علاقے کی زمین کو قابل کاشت بنا دیا۔

(۷) بچوں کے نام رجسٹر میں درج کرائے جاتے اور دودھ چھڑانے کے بعد ان کا

وظیفہ مقرر کیا جاتا۔

(۸) بیت المال سے رعایا کی ضروریات کا انتظام کیا جاتا خصوصاً اہلبیت کا زیادہ خیال رکھا جاتا چنانچہ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے لئے دس دس لاکھ درہم سالانہ مقرر تھا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو چالیس لاکھ درہم دیئے اور ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کو بیس بیس لاکھ درہم دیئے۔

(۹) البرید کے نام سے ڈاک کا خصوصی انتظام کیا بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر چوکیاں قائم کی تھیں۔

(۱۰) تمام شہروں میں نئی مساجد تعمیر کرائیں اور مساجد کے مینار بنوائے۔

حضرت معاویہؓ کا عشق رسول ﷺ

پہلا واقعہ: حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ بصرہ میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ حضور ﷺ کے چہرہ سے مشابہت رکھتا ہے تو آپ نے بصرہ کے گورنر کو لکھا کہ اس شخص کو بڑی عزت و احترام سے میرے پاس پہنچا دو جب وہ آیا تو آپ تخت سے نیچے اترے اس کا استقبال کیا اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کو انعامات سے نوازا اور فرمایا مجھے تجھ سے اس لئے محبت ہے کہ تیرا چہرہ حضور ﷺ کے چہرہ سے مشابہ ہے۔

دوسرا واقعہ: جب حضرت معاویہؓ مدینہ جاتے تو حضرت عائشہؓ کے سامنے دوڑا تو ہو کر بیٹھتے اور کہتے اماں حضور ﷺ کے کپڑے دکھاؤ جب وہ کپڑے لاتیں تو آپ ان کو آنکھوں سے لگاتے اور پانی میں بھگو کر وہ پانی نچوڑ کر اپنے پاس رکھ لیتے اور فرماتے

پیغمبر کے کپڑوں کو دیکھنا اور آنکھوں سے لگانا اور ان کا نچرنا ہوا پانی معاویہؓ کی نجات کے لئے کافی ہے۔

تیسرا واقعہ: حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت کعب بن زبیرؓ کے پاس حضور ﷺ کی چادر ہے جو حضور ﷺ نے حضرت کعبؓ سے ان کا قصیدہ سن کر ان کو دی تھی ان کو قاصد کے ذریعہ بلایا اور کہا کہ مجھ سے جتنی بڑی دولت لینی ہے لے لو اور پیغمبر کی چادر دے دو تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کو رقم کے بغیر ہدیہ میں مفت دے دی حضرت معاویہؓ فرماتے تھے پوری روئے زمین سے میرے پاس یہ بڑی دولت ہے۔

چوتھا واقعہ: حضور ﷺ کے کٹے ہوئے بال مبارک اور کٹے ہوئے ناخن مبارک اور چادر مبارک محفوظ کر رکھی تھی اور وصیت فرمائی تھی کہ اس چادر کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے اور بال و ناخن میرے ناک کان اور آنکھوں پر اور سجدے کی جگہ پر رکھ دیئے جائیں۔

حضرت معاویہؓ کے ناقدین کا اعتراض اور اس کا جواب

بعض غلط ذہنیت رکھنے والے لوگ اور رافضی حضرت معاویہؓ پر تنقید کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ سے اختلاف کیا جس کے نتیجہ میں جنگ صفین پیش آئی اس وجہ سے رافضی حضرت معاویہؓ پر سب و شتم کرتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں۔

جواب ۱: حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف یہ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ یہ اختلاف رائے تھا حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ اس وقت حالات سازگار نہیں اس لئے فی الحال قاتلان عثمانؓ کے بدلہ لینے کا معاملہ موقوف کرتے ہیں پھر لیس گے حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ پہلے قاتلان عثمانؓ کا بدلہ لیں پھر بیعت کروں گا تو یہ ہر صحابی کا

اجتہادی معاملہ تھا اور ہر ایک کی رائے اپنی جگہ درست تھی مجتہد سے اجتہاد میں صواب و خطا کے دونوں احتمال ہوتے ہیں اگر خطا اجتہادی ہو پھر بھی اس کو ثواب ملے گا اگرچہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ پر تھے مگر حضرت معاویہؓ سے خطا اجتہادی ہوئی اس لئے ان پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنا فرمان تمام شہروں میں جاری کر دیا اور فرمایا کہ جب ہمارا مقابلہ ہو تو ہمارے سامنے شامی لوگ تھے اور ہم سب کا عقیدہ ایک تھا

إِنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَرَبُّنَا وَاحِدٌ وَأَجِدُّ أَوْرَ هَمَارَانِي أَيْكٌ هِي
وَدَعَوْتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدٌ أَوْرَ اسْلَامِ مِيں هَمَارِي دَعْوَتِ أَيْكٌ هِي وَلَا
نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا أَوْرَ
إِيمَانِ بِاللَّهِ وَتَصْدِيقِ بِالرَّسُولِ مِيں نَهْمُ اَنْ سَهْ زِيَادَهْ هِيں اَوْرَ نَهْ وَهْمُ سَهْ زِيَادَهْ
الْأَمْرُ وَاحِدٌ هَمَارِ دِينِ أَيْكٌ هِي إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ هَمَارِ
اِخْتِلَافِ صَرْفِ قَاتِلَانِ عُثْمَانَ كَهْ قِصَاصِ مِيں تَهَا وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَاءٌ اَوْرَ اسْ وَقْتِ هَمْ
اسْ سَهْ بَرِي هِيں تَوْ حَضْرَتِ عَلِيٍّ كَهْ اسْ فَرْمَانِ سَهْ يَهْ بَاتِ وَاضِحٌ هَوَ كَيْيٌ كَهْ يَهْ مَذْهَبِي
لِزَائِي نَهْ تَهِي مَحْضِ اِخْتِلَافِ آرَاءِ تَهَا۔ جِسْ سَهْ حَضْرَتِ مَعَاوِيَةَؓ پَرِ كَيْيٌ كَوْتَقْيِدِ كَا حَقِّ نَهِيں
هِي۔

جواب (۲): اگر مذہبی جنگ ہوتی تو حضرت معاویہؓ کے دل میں حضرت علیؓ کی محبت نہ ہوتی حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت معاویہؓ کے دل میں حضرت علیؓ کی قدر و محبت تھی۔

پہلی دلیل: جب بادشاہ روم نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا کہ میں نے سنا ہے حضرت

علیؓ تمہارے مقابلہ میں فوجیں لے کر آ رہے ہیں آپ مجھے حکم دیں میں علیؓ کا مقابلہ کروں اور فوج کشی کروں تو حضرت معاویہؓ نے بادشاہ روم کو جواب لکھا اے روم کے کتے اگر قاصد کا قتل جائز ہوتا تو میں تیرے قاصد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا اور سن لے اگر تو اپنے حملہ کرنے کے ارادہ سے باز نہ آیا تو لَا ضَلْحَنَا اَنَا وَاِبْنُ عَمِي عَلِيٌّ تو پھر میں اور میرا چچا زاد بھائی علیؓ صلح کر لیں گے اور مل کر حملہ کر کے تجھ کو تیرے شہر سے نکال دیں گے اور تجھ پر زمین کو تنگ کر دیں گے تو اس کے بعد روم کا بادشاہ ڈر گیا اور واپس ہو گیا اگر مذہبی جنگ تھی تو صلح کرنے کا کیا مطلب ہوگا۔

دوسری دلیل: جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کی وفات کی خبر ملی تو تین دن کھانا نہیں کھایا پھر کئی دنوں کے بعد حضرت علیؓ کے خادم خاص حضرت ضرار ملک شام تشریف لائے تو ان کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کہا کہ حضرت علیؓ کی شان بیان کرو تو وہ حضرت علیؓ کے محاسن و فضائل ذکر کرتے تو حضرت معاویہؓ سنتے جاتے اور ساتھ ساتھ روتے جاتے اور کہتے جاتے کہ حضرت علیؓ تو اس سے بھی زیادہ اچھے تھے۔

حضرت علیؓ کی وفات کے بعد بھی حضرت معاویہؓ اور حسنؓ و حسینؓ میں مذہبی جنگ نہ تھی وہ بھی اختلاف آراء تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے کہا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور اصحاب علیؓ کے پاس خط لکھا کہ تم سب میرے پاس آ جاؤ تو حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت قیسؓ بن عبادۃ شام میں آپ کے پاس پہنچے تو سب نے بیان کیا پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو بیعت کے لئے کہا تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اگر ان میں مذہبی جنگ ہوتی تو یہ بیعت اور صلح کیسے ہوتی لہذا صرف اختلاف رائے اور اجتہادی اختلاف پر حضرت

معاویہؓ پر تنقید کرنے والا ایمان کی حلاوت سے خالی ہے۔

سوال: کہ جب دو میں نزاع و اختلاف و جھگڑا ہو تو ان دو میں سے ضرور ایک سچا ہوگا اور ایک جھوٹا ہوگا تو جب حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ میں نزاع ہو تو آخر ان سے ایک سچا ہوگا تو بتلاؤ سچا کون تھا۔

جواب: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو میں لڑائی ہو جاتی ہے نزاع ہو جاتا ہے مگر وہ دونوں سچے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارون کی داڑھی مبارک سے پکڑ لیا جس پر حضرت ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور بالوں سے مجھے نہ پکڑو تو دیکھو دونوں میں نزاع تو ہو مگر ہیں دونوں سچے اسی طرح حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ میں نزاع ہو گیا مگر ہیں دونوں سچے اگر تم کہو کہ وہ تو نبی تھے ان کو مغالطہ ہو گیا غلط فہمی ہو گئی خطا اجتہادی ہو گئی تو وہی ہمارا جواب حضرت علیؓ و معاویہؓ کے بارے میں ہوگا اگر موسیٰ و ہارون کے نزاع سے نبوت کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا تو علیؓ و معاویہؓ کے نزاع سے بھی ان کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ کسی کو ان پر اعتراض کرنے اور انگلی اٹھانے کا حق پہنچتا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی تاریخ وفات و مدفن

آپ کی وفات ۶۰ھ ۲۲ رجب میں 78 سال کی عمر میں ہوئی اور آپ کو دمشق میں باب الصغیر میں دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ضحاک بن قیس نے پڑھائی۔ عرب کے مدبر اعظم کی گورنری کی مدت 24 سال اور خلافت کی مدت 19 سال 3 ماہ تھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت معاویہؓ کی توقیر و تعظیم کے عقیدہ پر موت دے حضرت معاویہؓ کو ظالم و فاسق و فاجر کہنے والا اور برا کہنے والا آپ پر بدگمانی کرنے والا بدزبانی کرنے والا آپ سے بغض رکھنے والا اہلسنت و الجماعت سے خارج ہے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

شان حضرت عائشہ صدیقہ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخوستی ہیکے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن درخوستی نور اللہ
حضرت مولانا مرقدہ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شریفیہ درخوستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
Web: www.shakedarkhwasti.org Mob: 0300 0939448

شان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

خطبہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
أَجْمَعِينَ - اما بعد

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -
الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ
لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءٌ مِنْ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ
مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ - (نور ع ۳)

وَأَنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ
الْغَائِطِ أَوْ لِمَسْتُمُ النِّسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا (نساء ع ۷)
النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ
(احزاب ع ۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ
الطَّعَامِ (رواه البخاري)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ
وَبَنِي بِي فِي شَوَّالٍ فَأَبَى نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ

مِیْنِی (رواه مسلم)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ ۞ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ يَا
عَائِشُ هَذَا جِبْرِيْلُ يُقْرُئُكَ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
(رواه البخاری)

قَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ فِي مَقْبَلَةِ السَّيِّدَةِ الْعَائِشَةَ ۞

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تَزِنُ بِرَيْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْتِي مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ
ترجمہ: وہ ایک پاک دامن اور باوقار عورت ہے جس پر کسی شک و شبہ کی تہمت نہیں
لگائی جاسکتی اور وہ صبح کرتی ہے اس حال میں کہ وہ بھوکی ہوتی ہے بے خبر عورتوں کے
گوشت سے یعنی وہ گناہ سے بے خبر عورتوں کی غیبت نہیں کرتی۔

تیرا حجرہ امین خاص ہے ذات رسالت کا
بساط ارض پر یہی ہے ٹکڑا جنت کا
اس میں رحمت للعالمین رہتے تھے رہتے ہیں
یہی ٹکڑا ہے جس کو گنبد خضریٰ بھی کہتے ہیں
اسی سے حشر کے دن سرور کونین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں مع شیخین اٹھیں گے

تمہید۔

محترم سامعین میرے مکرم بزرگ و عزیز نوجوانو اور میری معززہ و موقرہ دینی ماؤ بہنو بیٹیو۔
آج کے خطبہ کا موضوع حضرت عائشہ صدیقہؓ کائنات کی روحانی ماں کے فضائل و
مناقب ہیں۔ پہلے مذکورہ تین آیات اور تین احادیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں پھر اپنی

اور کائنات کی روحانی ماں کے فضائل پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

واقعہ انک

پہلی آیت سورۃ نور کے تیسرے رکوع کی ہے اس رکوع میں واقعہ انک کا ذکر ہے جبکہ منافقین نے حرم نبوت سیدہ عائشہؓ پر بے بنیاد بہتان باندھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں سترہ آیات اتار کر حضرت عائشہؓ کی عفت و پاکدامنی کا اعلان فرمایا۔ اس تاریخی واقعہ کی تشریح بخاری شریف جلد ۲ کتاب التفسیر میں حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہؓ کی زبانی بیان کی غزوہ بنو المصطلق کہاں ہوا اور کیسے ہوا بیان کیا۔ نجد کے قریب مرسیع نام کا بنی مصطلق کا ایک چشمہ تھا شعبان ۵ھ میں مسلمانوں کی اس چشمہ کے قریب معرکہ آرائی ہوئی مگر جنگ نہیں ہوئی بلکہ دشمن مرعوب ہو کر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی چونکہ اس غزوہ میں ظاہر آہ لگتا تھا کہ جنگ نہیں ہوگی اس لئے منافقین کی بہت بڑی تعداد بھی شامل ہو گئی اور عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی موجود تھا یہ لوگ نبوت اور اسلام کے دشمن تھے خصوصاً حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے تو بڑے دشمن تھے اس لئے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بدنام کرنے کے لئے بھی سازشیں کرتے تھے اب ان کو بدنام کرنے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتخاب

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی غزوہ کے لئے جاتے تو ازواج مطہراتؓ میں قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکلتا اس کو سفر میں لے جاتے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ

خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ فَاقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - اس مرتبہ قرعہ نکلا تو اس سفر کی رفاقت کے لئے آپ نے میرا انتخاب کیا۔

حضرت عائشہؓ کا ہار مانگ کر پہننا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اِنَّهَا اسْتَعْرَتْ مِنْ اَسْمَاءِ قَلَانَةَ کہ میں نے سفر پر جانے کے وقت اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے عاریتہ ہار لے لیا اور اس کو گلے میں پہن لیا۔

حضرت عائشہؓ کی سواری

حضرت عائشہؓ کی سواری علیحدہ تھی اس پر ہودج تھا آپ ہودج میں پردہ لٹکا کر بیٹھ جاتی تھیں اور ہودج اٹھانے والے اس کو اٹھا کر اونٹ پر باندھ لیتے تھے۔

غزوہ سے واپسی

جب غزوہ بنی مصطلق میں فتح ہوئی تو چند دن ٹھہرنے کے بعد آپ ﷺ نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا اور صحابہ کرامؓ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو راستہ میں رات ہو گئی آپ نے اس جگہ آرام کرنے کا حکم دیا تو لشکر نے رات کو وہاں آرام کیا پھر جب رات کے آخری حصہ میں روانگی ہونے لگی تو صحابہ کرامؓ اپنی اپنی ضروریات کے لئے کجاووں سے نیچے اترے اور حضرت عائشہؓ بھی اپنی ضرورت و قضاء حاجت کے لئے کجاوے سے اتر گئیں۔

حضرت عائشہؓ کے ہار کا گم ہونا

فرماتی ہیں فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزَعِ ظِفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَاءَهُ تَوْجِبَ فِي ضُرُورَةٍ سَافِرٌ هُوَ كَرُلُوْنِي تَوَكَّلَ بِرِهَا تَهْلِكُ أَيْ تَوَابِرُ نَبِيْسٌ تَهْلِكُ كَيْونَكَ هَارُ كِي لُيَا كَمُزُورِ تَهْلِكُ وَهَ بِهَلْ بِهِي اِسِي طَرَحِ ثُوْثُ جَاتِي تَهْلِكُ اِبْ حَضْرَتِ اِعَائِشَةُ نِي يِه هَارِ مَا نَكَ تَهْ اِس لِي اِس كِي فِكْرٍ لِحَاقٍ هُوْ كِي تُو اِس كِي تَلَاْشِ فِي دِيْرٍ هُوْ كِي كَمَا نِي يِه تَهْ كِه قَافِلَه رَوَانَه هُوْنِي سِي بِهَلْ هِي هَارِلُ جَائِي كَا كِيونَكَ اِبْ كُو سَفَرِ كَا بِهَلْ تَجْرِبَه بِهِي نَه تَهْ مَكْرَجِبِ وَاِپْسِ اَمِيْسِ تُو قَافِلَه رَوَانَه هُو چَكَ تَهْ هُوْدُجِ اِثْهَانِي وَاَلُوْنِي نِي يِه سَمَجْهَا كِه حَضْرَتِ اِعَائِشَةُ هُوْدُجِ فِيْسِ هِيْ اُوْرِ پَرْدَه پَرَا هُو اِهِي كِيونَكَ اِبْ كَمُ سَنِ بِهِي تَهْلِكُ اُوْرِ عَزَا زِيَادَه نَه كَهَاتِي تَهْلِكُ اِس لِي اِبْ دُبْلِي پَتْلِي هَلْ كِي پَهْلِكِي اُوْرِ نَحِيْفِ الْجِسْمِ تَهْلِكُ اِس لِي كَبَاوَه اِثْهَانِي وَاَلُوْنِي كُو يِه كَمَا نِي نَه هُو اِكِه اِعَائِشَةُ مَوْجُوْدُ نِيْسِ هِيْ اِنْهُوْنِي نِي سَمَجْهَا كِه حَضْرَتِ اِعَائِشَةُ هُوْدُجِ فِيْسِ مَوْجُوْدُ هِيْ۔

حضرت عائشہؓ کی استقامت و حکمت

تو جب قافلہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے نہایت استقامت سے یہ بات سوچی کہ آگے قافلہ والے جب مجھے نہ پائیں گے تو اسی جگہ ہی لوٹ کر تلاش کرنے آئیں گے اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ اس پڑاؤ میں رہوں تو آپ چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ گئیں۔

حضور ﷺ نے ایک صحابی حضرت صفوان بن معطل کو مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلہ سے تین

چار میل پیچھے رہیں۔ اور لشکر کی گری پڑی چیزوں کی خبر گیری اور دیکھ بھال کرتے رہیں۔ تو صبح کے وقت وہ جب اس پڑاؤ پر آئے تو دور سے ان کو کوئی سفید کپڑا نظر آیا انہوں نے سمجھا کہ کوئی سامان ہے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ کوئی آدمی سویا ہوا ہے تو آواز دی کہ کون ہو؟ کیا بات ہے حضرت عائشہؓ نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کی نظر سیدہ کے چہرے پر پڑی تو انہوں نے پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے امی عائشہؓ کو دیکھا ہوا تھا تو حضرت صفوانؓ کی زبان سے ایک جملہ نکلا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ سیدہ فرماتی ہیں وَاللّٰهُ مَا كَلَّمَنِيْ كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اِسْتِزْجَاعِهِ کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا پاکباز انسان نہیں دیکھا کہ جو ان عورت ہو پھر جنگل ہو جہاں اور کوئی نہ ہو مگر اس کی زبان سے صرف یہی لفظ نکلا تو میں نے پھر منہ کو ڈھانپ لیا اس نے اپنا اونٹ میرے قریب بٹھا دیا جس سے میں سمجھ گئی کہ یہ مجھے سوار ہونے کیلئے کہہ رہے ہیں تو میں اونٹ پر سوار ہو گئی انہوں نے نیل پکڑ لی ہم چلتے رہے یہاں تک کہ دو پہر کو قافلہ نے جہاں پڑاؤ ڈالا تھا وہاں پہنچ گئے حضرت صفوانؓ نے اونٹ کو بٹھا دیا میں وہاں سے اتر کر اپنے اونٹ کے ہودج میں چلی گئی۔

منافق کی بد معاشی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فَهَلْكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى

كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بِنِ سَلُوْلٍ۔

اس واقعہ کی وجہ سے بہت لوگ ہلاک ہوئے اور ان کا بڑا عبداللہ بن ابی

بن سلول تھا تو اس منظر کو دیکھ کر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور منافقین نے مدینہ

منورہ میں بدتمیزی کا طوفان برپا کر دیا اور حضرت عائشہؓ کی طہارت و عفت والے دامن کو داغدار کرنے کی ہر ممکن کوشش شروع کر دی۔

حضور ﷺ و صحابہؓ کی پریشانی

منافقین کی اس خباثت کا جب حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ام رومانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کو علم ہوا تو ان پر غم و الم کے پہاڑ ٹوٹ گئے سب لوگ اضطراب و پریشانی کے عالم میں ہیں کہ آج منافقین نے نبوت کی رفیقہ و حبیبہ اور عفت و صداقت کی پیکر پر بہتان باندھا ہے پورے مدینہ اور تمام مسلمانوں کو اس بات نے رنج و تکلیف میں ڈال دیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کلیجے پھٹنے لگے تمام کے چہروں پر غمگینی اور سوگواری کے اثرات تھے۔

مسلمانوں کی گواہی

سب مسلمان یہی کہہ رہے تھے کہ عائشہؓ پاک ہیں یہ منافقین کی سازش ہے اور سب مسلمان اس تہمت کی آواز کو سنتے ہی کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر کوئی تیرے بارے میں یہ کہتا تو تم مان لیتیں تو کہا استغفر اللہ کسی شریف زادی کے متعلق ایسا تصور نہیں کیا جاسکتا تو حضرت ابو ایوبؓ نے کہا کہ عائشہؓ تو تم سے کہیں زیادہ شریف ہے تو کیا ان سے ایسا ہو سکتا ہے۔

بعض مسلمانوں کا مغالطہ و توبہ

مگر بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس مغالطہ میں شریک ہو گئے جیسے حضرت

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت مسطحؓ بن اُثاثہ، حضرت حمنہ بنت جحش اور حضرت حسان بن ثابتؓ بھی شریک تھے مگر مند بزار میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو حد تہمت لگائی پھر انہوں نے توبہ بھی کی اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کیا کیونکہ ان سے خطا اجتہادی ہو گئی تھی مگر اس سارے قصہ کا حضرت عائشہؓ کو ابھی تک علم نہ تھا۔

حضرت عائشہؓ کیلئے ان حالات کے علم کا سبب

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ام مسطحؓ کے ساتھ باہر قضاء حاجت کیلئے جا رہی تھی مسطح صحابی رسول ہیں ام مسطح ان کی ماں ہے کسی چیز سے ان کو ٹھوکر لگی تو ان کا پاؤں پھسلا تو اس نے کہا تَعَسَسَ بِسَطْحٍ کہ مسطح ہلاک ہو ماں نے اپنے بیٹے کو بدو عادی تو حضرت عائشہؓ نے کہا اُتَسَبِّبَنَّ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا کہ تو اسکو بدو عادی ہے جو صحابی رسول ﷺ ہے اور بدر میں شریک ہو تو ام مسطح نے کہا تجھے پتہ نہیں ہے کہ جو لوگ تجھ پر الزام لگا رہے ہیں یہ میرا بیٹا بھی ان تہمت لگانے والوں میں شامل ہے تو میں اسی خیال میں جا رہی تھی کہ میرا بیٹا اس میں کیوں شامل ہو گیا تو میرا پاؤں پھسل گیا۔

حضرت عائشہؓ کی پریشانی

جب ام مسطح نے حضرت عائشہؓ کو یہ قصہ سنایا تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں پہلے سے بیمار تھی کیونکہ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک مہینہ بیمار پڑ گئی مگر اس بات کے سننے کے بعد میری بیماری اور بڑھ گئی اور میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی میرے اوپر اتنا بوجھ ہوا کہ میں اپنی ضرورت کو بھول گئی اور واپس گھر کو لوٹی جب میں گھر میں پہنچی تو مجھے سخت بخار ہو گیا پورے بدن میں لرزہ طاری تھا ایک دو دن اسی

طرح گزرے حضور ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو دور سے کھڑے ہو کر پوچھ لیتے کہ
کَيْفَ حَالِكِ؟ تیرا حال کیسے ہے؟

حضرت عائشہؓ کا والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میں نے یہ منظر دیکھا کہ حضور ﷺ کا پہلے
والا التفات اور محبت والفت والا انداز نہیں ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ
میری طبیعت زیادہ خراب ہے اگر مجھے اجازت ہو تو میں میکے چلی جاؤں۔

مقصد یہ تھا کہ اس خبر کی پوری حقیقت معلوم کروں مگر یہ خیال بھی تھا کہ محبت
رکھنے والا شوہر اجازت نہیں دے گا کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اجازت
مانگی ہو اور حضور ﷺ نے فوراً اجازت دے دی ہو بلکہ فرماتے تھے نہ جاؤ، گھر میں ٹھہرو
کیا کام ہے، کس لئے جاتی ہو، مگر آج انداز دوسرا تھا میں نے اجازت مانگی فوراً کہہ دیا
کہ جاؤ بس اس وقت یک دم میری چیخ نکلی کہ مہر و محبت کا انداز بدل گیا تو جب آپ
نے اجازت دے دی تو میں میکے چلی آئی گھر میں آ کر دل خراش منظر دیکھا کہ میرے
والد چار پائی پر بیٹھ کر قرآن پڑھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے
کہا اب اتیری بیٹی غمگینی کے عالم میں تیرے پاس آئی ہے کہ میرے شوہر پیغمبر نے توجہ ہٹا
لی ہے منہ پھیر لیا ہے وہ بولتے نہیں اور محبت کے وہ انداز ختم ہو گئے ہیں میں تو پریشان
ہوں باپ نے کہا میں خود تیری وجہ سے پریشان ہوں کیونکہ پورے مدینہ میں طوفان
ہے کہ ابو بکرؓ کی بیٹی عائشہؓ کا دامن داغدار ہو گیا ہے یہ اکیلی رات دن میں صفوانؓ بن معطل
کے ساتھ تھی اب تو میں مدینہ کی گلیوں میں نکل نہیں سکتا لوگ کہتے ہیں یہی ابو بکرؓ ہے
جس کی بیٹی پر تہمت لگی ہے ادھر میری والدہ ام رومانؓ مصلیٰ پر بیٹھ کر رو رہی ہے وہ

اپنی جگہ پریشان ہے میں دو تین دن رہی مگر دن رات میری آنکھوں سے آنسو جاری رہتے اور اپنی آنکھوں میں سرمہ لگانا بھول گئی بالوں میں کنگھا دینا یاد نہ رہا، کپڑوں کو دھونا بھول گئی، بس سارا ماحول اجڑ گیا والد مجھے دلا سہ دیتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ اس طرح تیرا کلیجہ پھٹ جائے گا صبر کر اور والدہ مجھے سمجھاتی ہے کہ جو بیوی اپنے خاوند کی چہیتی ہو اس کو ایسی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی صحابہ و صحابیاتؓ

وازواج مطہراتؓ سے مشاورت

جب پیغمبر اور ابو بکرؓ اور ام رومانؓ اور سارا مدینہ سو گوار تھا تو آپ نے مشاورت کی آپ نے حضرت اسامہؓ سے مشورہ طلب کیا تو حضرت اسامہؓ بن زید نے کہا یا رسول اللہ اهلک ولا نعلم الا خيراً کہ عائشہؓ پاک ہے آپ کا دامن داغدار نہیں ہو سکتا۔

حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ عائشہؓ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے کہا محبوب مجھے یہ بتائیں کہ آپ کے بدن پر گندی مکھی بیٹھتی ہے؟ فرمایا نہیں آپ کے بدن کے کپڑوں میں جوئیں ہوتی ہیں؟ فرمایا نہیں آپ کے پسینہ میں بدبو ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں تو حضرت عثمانؓ نے کہا جب اللہ نے آپ کے بدن کے کپڑوں کو ان مکروہ چیزوں سے پاک رکھا ہے تو وہ اللہ آپ کے بستر کو بھی قیامت تک پاک رکھے گا عائشہؓ کا دامن صاف ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ فیصلہ میں جلدی نہ کریں بلکہ اس کے متعلق پوچھیں مزید تحقیق کریں عائشہؓ آپ کی عقیقہ پاکیزہ ہے۔

حضرت علیؓ سے کہا تو انہوں نے کہا لَمْ يُضَيِّقَ اللَّهُ عَلَيْكَ
وَالنِّسَاءَ سِوَاهَا كَثِيرٌ - کہ عورتوں کی تو کمی نہیں ہے اس سے اشارہ تھا کہ اگر
اس پر تہمت لگ چکی ہے جس کی وجہ سے آپ پریشان ہیں تو اس کو طلاق دے دیں اور
دوسری عورت سے نکاح کر لیں مگر اس سے پہلے اپنی خادمہ حضرت بریرہؓ سے مشورہ کر
لیں وہ گھر کے حالات کو جانتی ہے وہ سچ بتا دے گی تو آپ نے بریرہؓ سے کہا کہ تمہاری
کیا رائے ہے تو بریرہؓ نے کہا۔ یعنی اور تو کوئی بات نہیں ہے نہ اس میں کوئی عیب ہے
البتہ ابھی ان کا بچپن ہے جب سو جاتی ہے تو بکری آٹا کھا جاتی ہے۔ مگر جب اس سے
صاف لفظوں میں پوچھا گیا تو کہنے لگی سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا عَلِمْتُ
عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَي تَبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ کہ سبحان اللہ
اللہ کی قسم جس طرح سونا رکھڑے سونے کو جانتا ہے اسی طرح میں بھی ان کو جانتی ہوں
ان کے دامن پر کوئی داغ نہیں ہے۔ عقیقہ اور زر خالص ہے۔

حضرت علیؓ کا یہ کہنا کہ وَالنِّسَاءَ سِوَاهَا كَثِيرٌ محسود و بغض کی بناء پر نہیں
تھا بلکہ محض آپ کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے یہ انداز اختیار کیا۔ آپ نے حضرت
زینبؓ بن جحش سے سوال کیا تو انہوں نے کہا اَحْمِسِي سَمْعِي وَبَصْرِي وَاللَّهِ
مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا میں اپنے کانوں کو ایسی فضول باتیں سننے سے اور اپنی
آنکھوں کو ایسے ناپسندیدہ مناظر دیکھنے سے محفوظ رکھتی ہوں۔ خدا کی قسم مجھے عائشہؓ
کے بارے میں کوئی بات سوا خیر اور بھلائی کے معلوم نہیں ہے۔ پھر آپ نے حضرت
عمرؓ سے مشورہ طلب کیا کہ میری عائشہؓ کے متعلق آپ کا خیال کیا ہے تو حضرت عمرؓ نے
کہا حضرت میرا سوال ہے کہ عائشہؓ کا آپ کے ساتھ نکاح ہم نے کرایا یا اللہ نے
یہ انتخاب ہمارا تھا یا اللہ کا۔

عائشہؓ آپ کے گھر میں خود آئی یا اللہ نے اس کو بھیجا۔

اس کا انتخاب فرش پر ہوا یا عرش پر۔

حضورؐ نے فرمایا عمر عائشہؓ کا میرے ساتھ نکاح اللہ نے کرایا ہے یہ اللہ کا

انتخاب ہے اللہ نے اس کو میرے گھر بھیجا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا محبوب جب اللہ کا انتخاب ہے تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ محمدؐ

پاک ہو اور بیوی ناپاک ہو سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ پھر کہا اے اللہ کے

رسول جیسے اللہ ہر معاملہ میں آپ کی رہنمائی فرماتے ہیں اسی طرح اس معاملہ میں

ضرور رہنمائی فرمائیں گے آپ وحی کا انتظار کریں جب حضرت عمرؓ نے یہ کہا تو آپ کا

چہرہ چمک اٹھا سکون اور اطمینان ہوا آپ نے کہا جَزَاكَ اللهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ

اپنے خطاب کے بیٹے اللہ تجھے بہتر بدلہ دے تو نے میری گرانی اور بوجھ کو دور کر دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں صحابہ کو جمع کیا اور

خطبہ دیا اور فرمایا اَشِيرُوا عَلَيَّ فِي اُنَاسٍ اَبْنُو اَهْلِيْ اِن لُّوْغُوْنَ كَمَا مَتَّلْتُ

مشورہ دو جنہوں نے مری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے پھر فرمایا وَاَيُّمُ اللهُ مَا عَلِمْتُ

عَلَيَّ اَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ اللهُ كِي قَسَمٌ فِيْ اٰيَاتِيْ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِرَدِّهَا عَلَيَّ مِنْ سُوْءِ مَا عَلِمْتُ

فرمایا وَاَبْنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهُ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ اور جس

شخص کے ساتھ تہمت لگائی اس میں بھی میں نے کوئی برائی نہیں دیکھی۔

حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے گھر

حضور ﷺ ان بیانات کے سننے کے بعد سیدھے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے

گھر گئے کہا عائشہؓ کہاں ہے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ وہ تو دو تین دن سے اپنے کمرہ

أَجِدَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ حِينَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ
 الْمُسْتَعَانُ عَلَيَّ مَا تَصِفُونَ کہ آج میری مثال اس یوسف کے باپ سی ہے
 (فرماتی ہیں مجھے اس پریشانی کی وجہ سے یوسف کے باپ یعنی حضرت یعقوب کا نام
 بھی بھول گیا) جس پر اپنے لخت جگر کی پریشانی آئی تو اس نے کہا تھا فَصَبْرٌ
 جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَيَّ مَا تَصِفُونَ حضرت عائشہ نے یہ آیت
 پڑھی کہ یا اللہ میرا سارا غم تیرے حوالے میں صبر کروں گی تو ہی مدد کرے گا۔
 حضور ﷺ یہ جواب سن کر کمرہ سے باہر تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور بستر پر
 لیٹ گئی اور پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سر سجدہ میں ڈالا اور رو کر دعا کی یا
 اللہ تو نے مجھے پیغمبر کی عزت بنایا محمد کی حرم بنایا، پیغمبر کا لباس بنایا، دین کے دشمن یہودی
 'عیسائی' منافقین پر وپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ عائشہؓ داغدار ہوگئی یا اللہ یا زمین کو چیر کہ مجھے
 نکل جائے یا میرے شوہر پیغمبر کو راضی کر دے اور میری صفائی ظاہر ہو جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ امید نہ تھی کہ میری صفائی میں اللہ وحی قرآنی نازل
 فرمائیں گے بلکہ یہ خیال تھا کہ حضور ﷺ کو خواب کے ذریعہ میری صفائی بتائی جائے گی
 اور حضور ﷺ ابھی ہمارے گھر تھے کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور پیشانی سے پسینہ
 موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا وحی کے اثرات نمودار ہونے لگے حضور ﷺ نے چادر اوڑھ لی
 اور اب حضرت ابو بکرؓ کا پننے لگے ام رومانؓ لرزنے لگی کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے تھوڑی دیر
 کے بعد حضور ﷺ نے چادر اپنے چہرہ سے ہٹائی اور آپ کا چہرہ چمک رہا تھا اور آپ
 ہنس رہے تھے اور فرمایا يَا عَائِشَةُ أَمَا اللَّهُ قَدْ بَرَّأكَ اے عائشہؓ خوش ہو جا
 اللہ نے تیری برأت کا اعلان فرمایا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ابو بکرؓ

سے کہا بُشْرَى لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ قَدْ أَنْزَلَ فِي بِنْتِكَ كِتَابُ اللَّهِ اے ابو بکر تو خوش ہو جا کہ اللہ نے تیری بیٹی عائشہؓ کی برأت میں قرآن کی سترہ آیات نازل فرمادی ہیں جَوَانَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ سے شروع ہوتی ہیں جن کا آخری حصہ میں نے تلاوت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک اصول اور ضابطہ ذکر کیا ہے کہ اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ گندی اور پلید اور ناپاک عورتیں گندے اور پلید اور ناپاک مردوں کے لائق ہیں وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ گندے اور پلید اور ناپاک مرد گندی اور پلید اور ناپاک عورتوں کے لائق ہیں وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ پاکیزہ اور ستھرے مرد پاکیزہ اور ستھری عورتوں کے لائق ہیں وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ پاکیزہ اور ستھری عورتیں پاکیزہ اور ستھرے مردوں کے لائق ہیں

جب نبی پاک ہے تو عائشہؓ بھی پاک ہے

پھر ان پاکیزہ مرد و عورتوں کے تین نتائج ذکر کئے ہیں

پہلا نتیجہ۔ دنیوی ہے کہ اَوْلِيكَ مُبْرَأٌ وَاِنْ مِمَّا يَقُولُونَ کہ منافق جو

کچھ تہمت کی باتیں کر رہے ہیں وہ ان سے بری اور پاک ہیں عائشہؓ کا دامن بھی

صاف ہے اور صفوان بن معطل کا دامن بھی صاف ہے

دوسرا نتیجہ۔ اخروی ہے لَّهُمْ مَغْفِرَةٌ کہ اللہ نے ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا ہے

تیسرا نتیجہ۔ اخروی ہے وَرِزْقٌ كَرِيمٌ کہ اللہ ان کو جنت میں عمدہ رزق دیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ناز و فانی التوحید کا منظر

جب حضور ﷺ نے عائشہؓ کی براءت کی خوشخبری سنائی تو حضرت ابو بکرؓ اور ام رومانؓ نے عائشہؓ سے کہا کہ اللہ نے تیری صفائی بیان کر دی ہے۔ تیرا خدا تجھ سے راضی ہے۔ تیرا شوہر مصطفیٰ ﷺ تجھ سے راضی ہے تیرا والد بھی مسرت میں ہے تیری والدہ بھی خوش ہے پورے صحابہؓ مسرت اور خوشی میں ہیں۔ پورا مدینہ خوش ہے منافقوں کے چہرے سیاہ ہو گئے اب قُومِیِ اِلَیْہِ یعنی رونا بند کر دے اور آیات قرآنی کو سن اور اٹھ حضور ﷺ کا استقبال کر حضور ﷺ کے ہاتھوں کو بوسہ دے حضور ﷺ کا شکریہ ادا کر آپ کے قدم پکڑ لے تو حضرت عائشہؓ اس وقت فانی التوحید تھی اور مقام ناز میں تھی کہنے لگی لَا اَقُوْمُ اِلَیْہِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰہَ ایک وقت تھا کہ جب حضور ﷺ نے توجہ ہٹالی نہ والد جواب دے رہا تھا نہ والدہ جواب دے رہی تھی آج کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی بلکہ وضو کر کے سر سجدہ میں رکھ کر اس رب کا شکریہ ادا کروں گی جس نے عرش سے میری صفائی کا اعلان بھیج دیا۔

آپ نے واقعہ افک کا خلاصہ سنا اب اس قصہ سے ہمیں جو عقائد اور حضرت عائشہؓ کے فضائل کی راہنمائی ملتی ہے اس پر غور کریں۔

عقیدہ (۱)۔ عالم الغیب: یعنی پوشیدہ چیزوں کے جاننے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ کے ماسوا انبیاء و ملائکہ و اولیاء و انس و جن کوئی عالم الغیب نہیں غیب دان صرف اللہ ہے۔

عقیدہ (۲)۔ حاضر و ناظر۔ یعنی ہر ایک کا حال دیکھنے والا اور ہر جگہ موجود

صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی حاضر و ناظر نہیں ہے یہ دونوں عقیدے اس واقعہ سے ثابت ہوتے ہیں۔

پہلی دلیل۔ حضور ﷺ نے قافلہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عائشہؓ ہودج میں نہ تھی اور صحابہؓ نے اس کجاوا کو اٹھا کر رکھ دیا اور قافلہ روانہ ہو گیا اگر حضور ﷺ اور صحابہؓ کو علم غیب ہوتا کہ عائشہؓ کجاوے میں نہیں ہے تو آپ اور صحابہ کرامؓ روانہ نہ ہوتے اور اگر حاضر و ناظر ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ عائشہؓ قلاں جگہ ہار تلاش کر رہی ہے تو پھر قافلہ کو روانگی کا حکم کیسے دیتے۔

دوسری دلیل۔ حضور ﷺ کی صحابہؓ سے مشاورت ہے مشورہ وہ کرتا ہے جس کو حقیقت کا علم نہ ہو۔ جب حضور ﷺ صحابہؓ سے اپنی بیوی کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں اور پوچھ گچھ کر رہے ہیں تو معلوم ہوا حضور ﷺ و صحابہؓ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ تھے ورنہ تحقیق کی ضرورت نہ ہوتی۔

تیسری دلیل۔ چالیس دن حضور ﷺ کا پریشانی کے عالم میں روتے رہنا یہ دلیل ہے کہ پیغمبر و صحابہ عالم الغیب و حاضر ناظر نہیں ورنہ اتنی پریشانی کیوں اٹھاتے۔

چوتھی دلیل۔ حضور ﷺ کا عائشہؓ سے یہ کہنا کہ اگر تو نے غلطی کی تو توبہ کر اور اگر تو نے غلطی نہیں کی تو اللہ تیری براءت بیان کرے گا یہ دلیل ہے کہ حضور ﷺ عالم الغیب و حاضر ناظر نہیں ورنہ حضور ﷺ فرمادیتے کہ تو نے غلطی نہیں کی۔ حضور ﷺ اس وقت

بولے جب اللہ نے بلوایا ہے

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتمے تانہ گفتمے جبرئیل
جبرائیلش ہم نہ گفتمے تانہ گفتمے کرد گار

عقیدہ (۳) حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ اور تمام اہلبیتؓ پاک ہیں

پہلی دلیل - الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ کے جملے ہیں
جس سے ثابت ہوا کہ نبی بھی پاک ہے اور نبی کا خاندان بھی پاک ہے صحابہؓ اور
صحابیاتؓ بھی پاک ہیں۔

دوسری دلیل - اُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ
كَرِيمٌ کے جملے ہیں کہ جن پر منافقوں نے تہمت لگائی ہے وہ اس نجاست سے بری اور
پاک ہیں اللہ نے ان کی مغفرت فرمادی ہے آخرت میں ان کے لئے عمدہ ثمرہ تیار کیا
ہے تو ان کے متعلق کسی کو بھونکنے کی اجازت نہیں ہے۔

تیسری دلیل - حضور ﷺ کا یہ جملہ وَأَيُّمُ اللَّهُ مَا عَلِمْتُ عَلَىٰ أَهْلِي مِنْ

سُوءٍ جس سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ بھی پاک ہے اور صفوان بن معطلؓ بھی پاک ہے

سیدہ رتبہ ہے بڑا تیرا تیری شان بڑی ہے

اے مادر امت میرا ایمان یہی ہے

عقیدہ (۱) - حضرت عائشہؓ کے اہل کا قائل عائشہؓ پر تہمت و بہتان باندھنے والا

نبی کی عزت و عفت اور روحانی ماں کو بھونکنے والا قرآن کی ان سترہ آیات کا منکر ہے

پہلی دلیل - وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ کی آیت ہے اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو ایسا کیوں نہیں کہا کہ ہمارے لئے اس سلسلہ میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اے اللہ تو پاک ہے یہ کھلا بہتان ہے اب يَعِظُكُمُ اللَّهُ الخ: اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ قیامت تک پیغمبر کے گھرانے کے متعلق خصوصاً حضرت عائشہؓ کے متعلق زبان درازی نہ کرنا اگر مومن ہو معلوم ہوا اگر حضرت عائشہؓ کے خلاف بولو گے تو تمہارا ایمان چھین لیا جائے گا۔

دوسری دلیل - إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کی آیت ہے کہ جو لوگ پاکدامن غافل ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اس لئے حضرت عائشہؓ کے دشمن پر لعنت ہوگی۔

عائشہؓ جو تیرا مخالف ہے وہ بد بخت و شقی ہے
حاسد تیرا عرفان و صداقت سے تہی ہے

حضرت عائشہؓ کی فضیلتِ رحمن و قرآن کی زبانی

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے تھے کہ جب حضرت یوسفؑ پر تہمت لگی تو بچے نے گواہی دی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدٌّ مِّنْ قَبْلِ
فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدٌّ مِّنْ دُبُرٍ
فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَلَمَّا رَأٰ قَمِيصَهُ قُدٌّ مِّنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ
مِنْ كَيْدِ كُنَّ إِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيْمٌ (يوسف ع ۳) زلیخا کے خاندان سے
ایک بچے نے گواہی دی کہ اگر یوسفؑ کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو زلیخا سچی ہے اور
یوسفؑ جھوٹے ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچے
ہیں جب قمیص کو دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹی تھی تو کہا یہ زلیخا کا مکر ہے اور عورتوں کا
مکر خدا کی پناہ!

اور جب حضرت مریمؑ پر تہمت لگی تو بھی بچے نے گواہی دی۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا
قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ اتَّخَذَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ
مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔ (مریم ع ۲)
جب مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا تو وہ کہنے لگے ہم اس سے
کیسے بات کریں جو ابھی بچپن کے حال میں گہوارہ کے اندر ہے
تو حضرت عیسیٰؑ نے گواہی دی

اور جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی تو اللہ نے عرش سے اتر کر عدالت کے

کٹہرے میں خود گواہی دی کہا محبوب عائشہؓ تیری عزت تیری ناموس تیرا لباس ہے اس کی پاکدامنی کا اعلان تجھ سے ابو بکرؓ سے ام رومانؓ سے صحابہؓ سے اہل مدینہ سے شمس و قمر و کواکب شجرات و حجرات و نباتات سورج چاند ستارے درخت پہاڑ جانوروں سے بھی کرا سکتا ہوں مگر عائشہؓ کی عظمت کے پیش نظر آج اس کی پاکدامنی کا اعلان میں خدا خود آپ کروں گا۔

عائشہؓ تیری عظمت پر قربان۔ جہاں جہاں یہ قرآن پڑھا جائے گا تیری صداقت و عفت کا اعلان ہوتا رہے گا کبھی مسجد کے محراب و منبر میں، کبھی مدرسہ کے درودیوار میں، کبھی جلسہ گاہ میں، کبھی جنگل و بیابان میں، کبھی دکان میں، کبھی رمضان میں جس جگہ بھی قرآن کی تلاوت ہوگی تیری صداقت و عفت کے چرچے ہوں گے

اعدائے رسالت نے جو بہتان لگایا
خالق نے تجھے اس سے بری کر کے دکھایا
رتبہ تیرا اللہ نے یوں جگ میں بڑھایا
ناموس پیغمبر تجھے مولیٰ نے بنایا
سورۃ نور تیری شان میں اتری
تظہیر کی آیت تیری برہان میں اتری

واقعہ تیمم

دوسری آیت سورۃ نساء کے ساتویں رکوع کی ہے اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی عظمت کا ذکر ہے کیونکہ اس کا شان نزول بخاری جلد اول کتاب المناقب باب فضل ابی بکرؓ میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي

بَعْضِ أَسْفَارِهِ أَيْ سَفَرٍ فِيهِ مِيرَے نام کا قرعہ نکلا اور ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔
یہ دوسرا سفر تھا جس میں عائشہؓ ساتھ تھیں اور سیدہ فرماتی ہیں میں نے اسماء
سے ہار عاریہ مانگ لیا تھا تو حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بَدَاتِ الْجَبِشِ انْقَطَعَ
عِقْدُ لَيْسِي مِيرَاہار ٹوٹ گیا گر گیا گم ہو گیا یہ دوسری بار سیدہ کا ہار گم ہوا تھا۔ فَاَقَامَ
رَسُولُ اللَّهِ عَلَى التَّمَاسِيهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حضور ﷺ اور صحابہؓ اس ہار
کی تلاش میں ٹھہر گئے ہار کے تلاش کرنے میں دیر لگ گئی وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ
وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وضو کے لئے اس جگہ پانی نہ تھا صحابہ کرامؓ
کو پریشانی ہوئی کہ پانی اس جگہ نہیں دوسری منزل پر ہے اگر دیر ہو گئی تو نماز فجر ضائع
ہو جائے گی توفاتى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ تمام صحابہ میرے والد حضرت ابو بکرؓ کے پاس آ
گئے اور کہا اَلَا تَرَى مَا صَنَعْتَ عَائِشَةُ کہ عائشہؓ نے حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو
روک رکھا ہے وہ سب اس کے ہار کی تلاش میں ہیں ادھر یہ ہوا کہ حضور ﷺ کچھ دیر کیلئے
آرام فرما رہے تھے فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى
فَخِذِّي قَدْ نَامَ حضور میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے اس حال میں حضرت ابو بکرؓ
آئے تو سخت ست الفاظ میں تنبیہ کی اور فرمایا پانی نہیں ہے اور تو سب کے رکنے کا
سبب بنی ہوئی ہے۔ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وہ میری کوکھ اور
پسلی میں اپنے ہاتھ اور انگوٹھے سے کوچے لگا رہے تھے (والد اپنی بیٹی سے معاملہ کر سکتا
ہے نہ یہ گناہ ہے نہ عیب ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فَلَا يَمْنَعُنِي مِنْ
التَّحْرُكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي کہ مجھے حرکت کرنے
سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر صرف حضور ﷺ کا میری ران پر سر رکھ کر آرام کرنا مانع تھا
باوجود تکلیف کے میں نے وجود کو ہلایا نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حَتَّىٰ أَصْبَحَ عَلَيَّ غَيْرَ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّمِيمِ توجب صبح ہوئی اور پانی بھی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی اور اصول و قاعدہ بیان کر دیا کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا قضاء حاجت سے فارغ ہوئے یا عورتوں سے مجامعت کی اور تم کو پانی نہیں ملتا تو پاک مٹی کا قصد کرو اور تیمم میں ایک مرتبہ منہ پر ہاتھ پھيرو اور دوسری مرتبہ ہاتھوں پر بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے اور بخشنے والا ہے اس کے بعد صحابہؓ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور حضرت اسید بن حضیرؓ نے جوشِ محبت میں یہ جملہ کہا مَسَاهِي بِأَوَّلِ بَرِّ كَتَيْكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ کہ اے ابو بکرؓ کی اولاد یہ تمہاری پہلی برکت نہیں اور پھر فرمایا جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً اے عائشہؓ اللہ تجھے بہتر بدلہ دے کہ جب بھی تم پر کوئی مصیبت آئی ہے تو اللہ نے اس سے نکلنے کا سبب بنا دیا اور اس کی وجہ سے اللہ نے مسلمانوں کے لئے برکت پیدا فرمادی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَحَدَنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ کہ ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمارا اس کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ اور وہ ہمارے ہمیں مل گیا۔

اس قصہ سے بھی ہمیں صحیح عقیدہ اور عائشہؓ کی فضیلت کا درس ملتا ہے چنانچہ اس سے یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہے حضور ﷺ یا صحابہؓ عالم الغیب و حاضر ناظر نہیں۔

پہلی دلیل۔ فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيَّ الْتَمَاسِيَهُ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ كَأَجْمَلِهِ

ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہؓ اُس ہار کو تلاش کر رہے تھے کسی چیز کو تلاش وہ کرتا ہے جس کو غیب کی خبر نہیں اور وہ ہر جگہ موجود نہیں ہر چیز کے حال کو دیکھنے والا نہیں اگر عالم الغیب و حاضر ناظر ہوتے تو تلاش نہ کرتے۔

دوسری دلیل۔ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ

تَحْتَهُ کا جملہ ہے اگر حضور ﷺ و صحابہؓ عالم الغیب و حاضر ناظر ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا ہے جن کو اونٹ کے نیچے والی چیز کا علم نہیں وہ سارے جہان کی پوشیدہ اشیاء کا علم کیسے رکھتے ہیں اور یہ ہر جگہ موجود کیسے ہو سکتے ہیں اور ہر چیز کو کیسے دیکھنے والے ہو سکتے ہیں۔

اللہ نے کہا جبریل لبیک یا رب جلیل فرمایا دیر نہ لگا میں رب عائشہؓ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔

اے نبی تو بھی پریشان نہ ہو۔

اے نبی کے صحابہؓ تم بھی پریشان نہ ہو۔

اے ابو بکرؓ تو بھی عائشہؓ پر ناراض نہ ہو۔

آج رب نے عائشہؓ کے طفیل رسول اللہ کی پوری امت کو یہ عظیم انعام دے دیا ہے کہ اصول اور قاعدہ اور ضابطہ بنا دیا ہے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تمہیں تیمم کا حکم عطاء فرما دیا پانی نہیں تیمم کر کے نماز تم پڑھو قبول رب کرے گا۔

نبی کی ازواج مطہراتؓ

تیسری آیت سورۃ احزاب کے پہلے رکوع کی ہے اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی عظمت

کا ذکر ہے کیونکہ اس کے شان نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ عرب کے ایک رئیس اور سردار نے کہا تھا کہ اگر حضور ﷺ کی وفات ہوگئی اور عائشہؓ زندہ رہی تو اس سے میں شادی کروں گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ أَلَسْبَىٰ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ کہ نبی اکرم ﷺ کا تعلق تمام مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے کیونکہ اگر نفس برا ہو تو وہ بد خواہ ہے اور حضور ﷺ تو خیر خواہ ہیں اور اگر نفس اچھا ہو تو اس سے بھی بعض اچھائیاں پوشیدہ رہتی ہیں جن کا وہ مشورہ نہیں دے سکتا مگر حضور ﷺ کو تو اللہ نے تمام ضروری بھلائیوں کا علم عطا فرما دیا ہے جس کی آپ نے مومنین کو تعلیم دی ہے اس لئے نفع پہنچانے میں حضور ﷺ مومن کے ساتھ جان سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہر مومن کا باپ اس کا جسمانی باپ ہوگا مگر حضور ﷺ تمام امت کے روحانی باپ ہیں پھر فرمایا وَأَزْوَاجَهُ أُمَّهَاتُهُمْ کہ نبی کی تمام بیویاں مومنین کی مائیں ہیں ماں کا کام اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت ہے تو حضور ﷺ کی ازواج مطہراتؓ نے بھی جو پیغمبر کی تعلیمات کو حاصل کیا اس کے ذریعہ اپنی روحانی اولاد کی تعلیم و تربیت کی تو اسلئے ہر مومن کی ماں اس کی جسمانی ماں ہوگی مگر حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ان کی روحانی مائیں ہوں گی (یہ مسئلہ الگ ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج کو جیسے تعظیماً ماں کہا گیا ہے ویسے حرمت نکاح کے اعتبار سے بھی حضور کی ازواج مائیں ہیں۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے تمہارے لئے نکاح کرنا حرام ہے) اس آیت سے صحیح عقیدہ کی رہنمائی ہوتی ہے اور حضرت عائشہؓ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی ہے کہ سیدہ تمام امت کی ماں ہے۔

تین آیات کی تشریح کے بعد اب تین احادیث کی تشریح دیکھ لیں۔

حضرت عائشہؓ کی فضیلت نبی آخر الزمان ﷺ کی زبانی

پہلی حدیث - بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت اس طرح ہے جیسے شید کے کھانے کو تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

بخاری شریف میں دوسری روایت ہے جس میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں مرد تو بہت کامل گزرے ہیں مگر عورتوں میں دو عورتیں کامل گزری ہیں ایک مریم بنت عمران دوسری آسیہ فرعون کی بیوی مگر عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے شید کی تمام کھانوں پر تو حضرت عائشہؓ کی عظمت کا اظہار کرنے والے نبی آخر الزمان کی جو مانے وہ مسلمان جو انکار کرے وہ بے ایمان

دوسری حدیث - حضرت عائشہؓ کی روایت ہے چونکہ کسی زمانہ میں شوال میں طاعون ہوا تھا اس لئے جاہلیت والے شوال کے مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے اور اب اس میں تقریب نکاح نہ کرتے تھے تو اس لئے حضور ﷺ نے ان کی تردید کے لئے اور اس مہینہ کی عظمت کو واضح کرنے کے لئے میرے ساتھ نکاح بھی شوال میں کیا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی پھر عائشہؓ فرماتی تھیں کہ تمام بیویوں میں مجھ سے کون زیادہ حضور ﷺ کے قریب ہے اور زیادہ نصیب والی ہے جب عائشہؓ کے نکاح سے ماہ شوال کی فضیلت ظاہر ہوئی تو خود عائشہؓ کی فضیلت ظاہر نہ ہوگی۔

تیسری حدیث۔ ابو سلمہؓ کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا یا عائشہ یہ منادی مرخم کہلاتا ہے اور اور منادی میں ترخیم اور اختصار شفقت و محبت کی وجہ سے ہوتا ہے تو حضور ﷺ نے اپنی محبوبہ رفیقہ کو محبت کی بناء پر یا عائشہ کہا یہ جبریل ہے جو تجھ پر سلام کہتا ہے تو حضرت عائشہؓ نے کہا حضور ﷺ میری طرف سے بھی اس پر سلام کہہ دیں اور آپ تو جبریل کو دیکھ رہے ہیں اور میں نہیں دیکھ رہی۔ اس سے بھی عائشہؓ کی عظمت ظاہر ہوئی کہ جبریل بھی ان کو سلام کرنے آتے ہیں

حضرت عائشہؓ کی فضیلت، صحابہؓ و تابعین کی زبانی

ترمذی شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے نقل کیا گیا ہے آپ فرماتے ہیں مَا اشْكَالَ عَلَيْنَا اصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا قَطُّ فَسَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا

جب بھی اصحابِ محمد ﷺ کو کوئی علمی مشکل پیش آتی تو اس کا حل ہمیں حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس مل جاتا۔

طبرانی میں حضرت معاویہؓ کا قول منقول ہے

وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ خَطِيْبًا قَطُّ اَبْلَغَ وَلَا اَفْصَحَ وَلَا اَفْطَنَ مِنْ عَائِشَةَؓ

اللہ کی قسم میں نے فصاحت و بلاغت و فطانت میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے بڑھ کر کوئی خطیب نہیں دیکھا۔

حاکم نے حضرت عروہؓ بن زبیر کا قول نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرِيضَةٍ وَلَا بِحَرَامٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْهِ
وَلَا بِشَعْرِ وَلَا بِطَبِّ وَلَا بِحَدِيثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَؓ
میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو قرآن کے بارے میں اور فرائض کے بارے میں اور حلال
و حرام اور فقہ کے بارے میں اور شعر اور طب کے بارے میں اور عربوں کی تاریخ اور
انساب کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ سے زیادہ جاننے والا ہو۔

طبرانی میں حضرت مسروقؓ کا قول ہے

وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الْأَكَابِرَ مِنَ الصَّحَابَةِ يُسْأَلُونَ عَائِشَةَ عَنِ الْفَرَائِضِ
میں نے اکابر صحابہؓ کو علم الفرائض کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ سے سوال
کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حاکم نے حضرت عطاء بن ابی رباح کا قول نقل کیا ہے

كَانَتْ عَائِشَةُ أَفْقَهَ النَّاسِ وَأَعْلَمَ النَّاسِ

حضرت عائشہ صدیقہ بڑی فقیہ اور عالمہ تھیں

تین آیات قرآنیہ اور تین احادیث نبویہ کی مختصر تشریح اور صحابہؓ و تابعین کے پانچ اقوال
سمجھنے کے بعد اب حضرت عائشہؓ کے احوال کا خاکہ معلوم کریں۔

حضرت عائشہؓ کی پیدائش

نبوت کے پانچویں سال کے آخر میں آپ پیدا ہوئیں۔

حضرت عائشہؓ کا نام و لقب و کنیت

آپ کا نام عائشہؓ ہے آپ کا ایک لقب صدیقہ ہے دوسرا لقب حمیرا ہے کنیت ام المؤمنین ہے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آپ کی بہن حضرت اسماءؓ کے بیٹے تھے اور آپ کے بھانجے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی اولاد نہ تھی اور عرب میں کنیت ایک عظمت کی دلیل ہوتی تھی تو حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے فرمایا میری اولاد تو نہیں میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام سے تو اس دن سے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہو گئی آپ کے والد کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیق تھا والدہ کا نام ام رومان اور ام رومان کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا عبداللہ کی وفات کے بعد دوسرا نکاح حضرت ابوبکرؓ سے ہوا ان کے لطن سے حضرت ابوبکر کا ایک صاحبزادہ حضرت عبدالرحمن تھا اور ایک صاحبزادی عائشہؓ تھی، حضرت عائشہؓ کا نسب والد کی طرف سے حضور ﷺ کے ساتھ آٹھویں پشت پر جا کر ملتا ہے یعنی مرۃ پر اور والدہ کی طرف سے حضور ﷺ کے ساتھ بارہویں پشت پر جا کر ملتا ہے یعنی کنانہ پر۔

حضرت عائشہؓ کا نکاح و شادی

حضرت خدیجہؓ کی وفات نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تین سال پہلے رمضان المبارک میں ہوئی تو اسی سال رمضان کے بعد شوال کے مہینہ میں حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا جبکہ آپ کی عمر چھ سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تین سال بعد حضرت عائشہؓ کی شادی ہوئی خود حضرت عائشہؓ کی زبانی ہے کہ تَزَوَّجْنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتَّةَ سِنِينَ کہ میں چھ سال کی تھی حضور ﷺ نے مجھ سے

نکاح کیا پھر فرماتی ہیں کہ میری ماں نے مجھے آواز دی اور میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی میں آئی۔ فَأَخَذَتْ بِيَدِي وَأَوْقَفْتَنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ مجھے ہاتھ سے پکڑا اور گھر کے دروازہ کے قریب کھڑا کیا میرا سانس اکھڑ رہا تھا مجھے جب سکون ہوا تو فَأَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا دھویا صاف کیا ثُمَّ أَدْخَلْتَنِي الدَّارَ پھر مجھے گھر کے اندر لے گئی فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ قُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبُرْكَاتِ گھر میں چند انصار کی عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ تو خیر و برکت والی ہے اور تیرا نصیب اچھا ہے اور نیک ہے فَأَسْلَمْتَنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَانِي ميري والدہ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا انہوں نے مجھے عمدہ کپڑے پہنائے میری زیبائش آرائش کی اور سنگھار کرایا۔ فَلَمْ يَرَعْنِي إِلَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضحیٰ تو اچانک دن چڑھے چاشت کا وقت تھا کہ حضور ﷺ اندر تشریف لائے یہ میری شادی تھی وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعَ سِنِينَ یعنی اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

پہلا اشکال۔ یورپ کے عیسائیوں و یہودیوں کی طرف سے حضور ﷺ کی ذات پر گیارہ ازواج مطہرات کے ساتھ شادی کرنے کا ہے کہ نبی نے محض اپنی خواہش کے پورے کرنے کے لئے بہت شادیاں کیں۔

دوسرا اشکال۔ حضرت عائشہؓ جیسی کنواری عورت کے ساتھ شادی کرنے پر ہے کہ اس وقت حضور ﷺ کی عمر پچاس سال کی تھی اور عائشہؓ کی عمر نو سال کی تھی اتنی بڑی عمر میں شادی و رخصتی اتنی کمسن لڑکی سے نکاح کرنا مناسب نہ تھا۔

پہلے اشکال کا جواب۔ آپ کا کثیر تعداد میں شادی کرنا خواہش کے پورے کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ دین کی اشاعت کے لئے تھا کیونکہ مختلف قبائل کی عورتوں سے شادیاں کیں تاکہ ان میں دین کی اشاعت ہو اور وہ اسلام میں داخل ہوں تو گویا یہ گیارہ حرم دین کے گیارہ دینی مدرسے تھے جہاں سے دین اسلام کے چشمے پھوٹے۔

دوسرے اشکال کا جواب۔ باقی بیویاں بیوہ تھیں صرف عائشہؓ کنواری تھی کیونکہ بیوہ عورت پر پریشانیوں و مصائب کے اثرات ہوتے ہیں جس وجہ سے اس کے حافظہ میں کمزوری آ جاتی ہے اور کنواری عورت کا ذہن تیز و تازہ ہوتا ہے اور اللہ نے حضور ﷺ کی گھریلو زندگی کے احوال کو محفوظ کر کے امت تک پہنچانا تھا اس لئے حضرت عائشہؓ کا انتخاب کر کے پیغمبر کے گھر بھیج دیا تاکہ وہ پیغمبر کی عبادت ان کا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا ان کے گھر کی زندگی کے حالات اپنے ذہن میں محفوظ کر کے امت تک پہنچائیں۔

حضرت عائشہؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کے لئے انتخاب اللہ نے کیا مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اُریتک فی المَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ تَمِنُ رَاتٍ مَسَلُّ مَجْهٍ خَوَابٍ مِیْنِ تَحْتِیْ دَکْهَلَا یَا گِیَا یَجْسِیْ بِکِ الْمَلْکُ فِی سَرْقَةٍ مِّنْ حَرَبِیْرٍ فَقَالَ لِیْ هَذِهِ اِمْرَاٌ تُکِ فَرِشْتَه رِشْمِ کِے ٹکڑے میں تیری صورت بنا کر مجھے دکھاتا تھا اور کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہے فَکَشَفْتُ عَنْ وَجْهِکِ الثُّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِیَ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اب جبکہ میں نے تجھ سے کپڑا ہٹایا تو تیری صورت مجھے ویسے ہی نظر آئی جیسے پہلے دکھائی گئی تھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ فیصلہ اللہ ہی کا تھا تو پورا ہوا۔

عائشہؓ تیری عظمت پر قربان جاؤں کہ اللہ نے حضور ﷺ کے لئے تیرا رشتہ ازدواجی پسند کر کے تجھے نبوت کے گھر بھیج دیا۔ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین ان کی تصویر سبز ریشم کے کپڑے پر لائے حضورؐ کو دکھائی اور کہا۔ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
عائشہؓ دنیا اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی عبادت کا انداز

آپ کے بھتیجے حضرت قاسم کہتے ہیں کہ آپ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتیں اگر کبھی رات کو نہ پڑھ سکتیں تو دن کو پڑھ لیتیں۔ ایک مرتبہ میں نے صبح کو نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے کہا پھوپھی جان! یہ نماز کیا ہے فرمایا رات آنکھ لگ گئی نماز تہجد نہیں پڑھ سکی اب اس کو ادا کر رہی تھی۔ نماز چاشت کا اہتمام کرتیں رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتیں کبھی ساری رات عبادت کرتے اور روتے مصلیٰ پر گزر جاتی آپ کے بھانجے عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے آپ سے کوئی خاص بات کرنی تھی تو میں آدھی رات کو گیا تو میری خالہ نماز میں تھی قیام میں تھی پھر گیا تو رکوع میں پھر گیا تو سجدہ میں سجدہ بڑا لمبا کیا صبح ہونے لگی پھر میں گیا تو خالہ مصلیٰ پر رو رہی تھیں میں نے قریب جا کر کہا خالہ ساری رات مصلیٰ پر گزار دی فرمایا ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ سے اسی طرح کہا تھا کیونکہ آپ ساری رات عبادت میں روتے روتے

گزارتے تھے میں نے کہا آپ تو مغفور و معصوم ہیں اتنی عبادت کہ پاؤں پرورم آگئی ہے تو آپ نے فرمایا عَائِشَةُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا اے عائشہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کہ اس نے مجھ جیسے یتیم کو کمال عطا فرمایا پیغمبر بنایا تو کہا میں بھی اللہ کا شکر ادا کر رہی ہوں اسی طرح اکثر روزہ دار رہتیں اسی طرح حج کا بھی اہتمام کرتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کا علم

ابن اثیر نے روایت ذکر کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اخذُوا شَطْرَ دِينِكُمْ عَنْ حُمَيْرًا کہ آدھا دین عائشہؓ سے حاصل کرو اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں كَانَ نِصْفُ عِلْمِ أُمَّةٍ عِنْدَ عَائِشَةَ کہ پوری امت کا آدھا علم حضرت عائشہؓ کے پاس تھا کیونکہ دین کی اشاعت دو جماعتوں میں ہونی تھی ایک جماعت مردوں کی دوسری عورتوں کی تو مردوں میں دین صحابہ کرامؓ کے ذریعہ پہنچا اور عورتوں میں ازواج مطہرات کے ذریعہ اور پھر ازواج میں سے حضرت عائشہؓ کے ذریعہ زیادہ پہنچا کیونکہ جس طرح دوسرے صحابہ کی درسگاہیں تھیں اسی طرح حضرت عائشہؓ کی درسگاہ بھی مسجد نبوی کا وہ حصہ تھا جو حجرہ نبوی کے قریب تھا حضرت عائشہؓ سے مردوں نے عورتوں نے لڑکوں نے علم کو حاصل کیا دروازہ پر پردہ لٹکا ہوتا تھا جن کو پردہ نہ تھا وہ مجلس میں بیٹھتے اور جن کو پردہ تھا وہ پردہ کی اوٹ میں سنتے اور سوالات کرتے امی عائشہؓ پردہ کے اندر سے جوابات دیتیں مردوں میں سے آپ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ اور آپ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد اور حضرت مسروق جب حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے تو یوں کہتے حَدَّثَنِي الصِّدِّيقَةُ بِنْتِ

الصِّدِّيقِ حَبِيبَةَ حَبِيبِ اللَّهِ الْمُبْرَأَةِ مِنَ السَّمَاءِ اور عورتوں میں سے حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن اور صفیہ بنت شیبہ اور عائشہ بنت طلحہ تابعیہ مشہور ہیں ان کے علاوہ بھی بہت صحابیات و تابعیات نے علم حاصل کیا آپ فقہ و اصول فقہ و علم الکلام و تفسیر حدیث کے علوم کا مرکز تھیں بہت سے مسائل کا قرآن و حدیث سے استنباط کیا جس پر بہت سے واقعات شاہد ہیں۔

ترمذی میں حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے صحابہ فرماتے ہیں۔ مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ حُدِيثُ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا کہ ہم پر کوئی مشکل بات پیش نہ آتی مگر اس کا حل ہمیں عائشہؓ سے مل جاتا۔

حضرت عائشہؓ کی مرویات

حضرت عائشہؓ ان صحابہ میں سے ہیں جو مکثرین روایات ہیں جن سے کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں یہ کل سات ہیں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت جابرؓ حضرت انسؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت عائشہؓ۔ آپ سے دو ہزار دو سو دس روایات ہیں جن میں سے دو سو چھیالیس صحیحین میں ہیں ایک سو چوتھیں متفق علیہ ہیں یعنی بخاری و مسلم دونوں میں اور چوں صرف بخاری شریف میں اور اٹھاون صرف مسلم شریف میں ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت و فیاضی

پہلا واقعہ۔ حضرت عائشہؓ کی سخاوت کو خود رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ

سائلہ دروازے پر آئی اور اس کے ساتھ اس کے دو بچے چھوٹے تھے گھر میں اتفاق سے صرف ایک چھوہارا تھا تو آپ نے وہ دو حصے کر کے ان میں بانٹ دیا اس فیاضی کا ذکر حضور ﷺ نے باہر جا کر کیا۔

دوسرا واقعہ۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے حضرت عائشہؓ نے ان کو تقسیم کرنا شروع کیا تو شام تک ایک بھی باقی نہ رہا حضرت عائشہؓ کو اس دن روزہ بھی تھا تو شام کو افطار کے وقت لونڈی نے کہا کہ افطار کے سامان کے لئے تو کچھ درہم رکھ لیتیں تو فرمایا اگر تو یاد دلاتی تو رکھ لیتی مجھے یاد نہیں رہا۔

تیسرا واقعہ۔ حضرت زبیرؓ نے ایک مرتبہ ایک لاکھ درہم بھیجے تو حضرت عائشہؓ نے ان کو ایک تھال میں رکھ دیا اور شام تک تقسیم کرتی رہیں شام کو سب ختم ہو گئے اس دن بھی روزہ تھا تو لونڈی کو کہا افطار کے لئے کچھ لے آؤ تو اس نے کہا کہ کچھ رقم رکھ لیتیں تاکہ اس سے افطار کے لئے کچھ منگوا لیتے تو عائشہؓ نے کہا تو یاد دلاتی مجھے تو یاد نہ رہا اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا پردہ کا اہتمام

آیت حجاب کے بعد پردہ کا بہت اہتمام کرتی تھیں یہاں تک کہ طواف کے حال میں بھی چہرہ پر نقاب ڈالا کرتی تھیں اسحاق تابعی نابینا تھے سیدہ کی خدمت میں آئے آپ نے اس سے بھی پردہ کیا اس نے کہا میں تو نہیں دیکھتا تو فرمایا تم نہیں دیکھتے میں تو دیکھتی ہوں۔ محارم کے علاوہ سے پردہ کیا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کے دفن ہونے کے

بعد حجرہ نبی میں بغیر پردہ نہ جاتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا مقام پیغمبرؐ کی زبانی

بخاری شریف میں حضرت عروہؓ سے روایت کہ جب حضور ﷺ کی مرض الوفات تھی تو ایام مرض میں آپ ہر ہریوی کے پاس باری باری تشریف لے جاتے مگر ہر روز فرماتے اَیْنَ اَنَا غَدَاً کہ کل میں کہاں ہوں گا اَیْنَ اَنَا غَدَاً کل میں کہاں رہوں گا اس سے مقصود حضرت عائشہؓ کی باری تھی کہ اب میرا قیام حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہے تو ازواج نے اجازت دے دی اب حضور ﷺ کا اس خواہش کو ظاہر کرنا اور پھر حجرہ عائشہؓ میں قیام کرنا اس کی ایک حکمت عائشہؓ کی محبت تھی دوسری حکمت کہ عائشہؓ کا حافظہ قوی ہے تو نبی کے آخری اقوال و افعال

اس کے ذریعہ امت تک پہنچیں اب عائشہ کے حجرہ کا مقام ظاہر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی قیامت تک کے لئے آرام گاہ بن گیا۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے لَوْ وُزِنَ بِالْكَوْنَيْنِ لَرَجَحَ یعنی جس زمین کے ٹکڑے پر حضور ﷺ کا جسد اطہر موجود ہے اگر دونوں جہان سے اس کو تولا جائے تو دونوں جہان کا شان کم ہو جائے گا اور اس ٹکڑے کا شان بڑھ جائے گا تو اس ٹکڑے کا شان عرش کرسی لوح قلم زمین آسمان تمام جہان سے افضل ہے کیونکہ اس پر افضل المخلوقات آرام فرما رہے ہیں روزانہ اس جگہ پر ستر ہزار فرشتے صلوة و سلام پڑھنے آتے ہیں چوبیس گھنٹے خدا کی رحمت موسلا دھار بارش کی طرح برس رہی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے بستر کا مقام

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بستر اتنا پاک ہے کہ جب میں اس پر نبی ﷺ کے ساتھ ہوتی ہوں تو اللہ کی طرف سے پیغمبر پر وحی آتی ہے حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا تھا لَا تُؤْذِنِي فِي عَائِشَةَ كَمَا عَائِشَةَ كَمَا بَارَى فِي مَجْهٍ تَكْلِيْفٌ نَهْ بِهِنَجَا مِيں كِيُونَكِه فَانَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَآنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ كَسِي يَوِي كِه بَسْتَرِ مِيں مَجْهٍ پَر وَحْيِ نَهِيں آئِي سَوَا عَائِشَةَ كِه تَوَا عَائِشَةَ كَا بَسْتَرِ نَزُولِ وَحْيِ اَوْر نَزُولِ قُرْآنِ كَا مَرْكَزِ بِنِ گِيَا۔

حضرت عائشہؓ کے کمالات خود سیدہ کی زبانی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اللہ نے عظیم نعمتیں عطا فرمائیں۔

۱۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صرف میں ہی ہوں جو کنواری حالت میں حضور ﷺ کے عقد نکاح میں آئی۔

۲۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو مجھ سے اتنی محبت تھی کہ پانی پینے کے وقت برتن کی جس جگہ سے میں منہ لگاتی حضور ﷺ اسی جگہ سے منہ لگا کر پیتے۔

۳۔ کبھی ایک لقمہ میں اٹھاتی حضور ﷺ اس کو دودھ سے لیتے آدھا میں کھاتی اور باقی آدھا حضور ﷺ کھاتے۔

۴۔ حضور ﷺ سے میرا نکاح شوال میں ہوا اور شادی بھی شوال میں ہوئی شوال میں میرے نکاح سے رسم جاہلیت کی بیخ کنی کی گئی۔

۵۔ جب آپ میرے بستر پر ہوتے تو حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی جبرائیل قرآن لے

کراتے۔

- ۶۔ میں بستر پر پیغمبر کے ساتھ ہوتی تو جبرئیل مجھ پر اللہ کا سلام لاتے۔
- ۷۔ میں وہ ہوں کہ جس پر جبرئیل نے سلام کہا اور میں نے سلام کا جواب دیا۔
- ۸۔ میں وہ ہوں کہ غزوہ بدر میں حضور ﷺ نے میرے دوپٹے کو اسلام کا پرچم بنایا تھا۔
- ۹۔ میں وہ ہوں کہ مجھ سے حضور ﷺ کو طبعی طور پر محبت تمام بیویوں سے زیادہ تھی اور اس کے متعلق حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ میں تمام گیارہ بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کرتا ہوں مگر طبعی محبت مجھے عائشہؓ سے زیادہ ہے جس میں بے اختیار ہوں تو اللہ نے فرمایا غیر اختیاری چیز معاف ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔
- ۱۰۔ میں وہ ہوں کہ آخری وقت میں حضور ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر کو کہا کہ مسواک لاؤ پھر مجھے کہا کہ اس کو چبا کر نرم کرو میں نے چبایا اور نرم کیا پھر مسواک حضور گودی آپ نے مسواک فرمائی تو آخر میں اللہ نے میری لعاب اور حضور ﷺ کی لعاب کو جمع کر دیا
- ۱۱۔ میں وہ ہوں کہ مرض الوفات کے آخری ایام حضور ﷺ نے میرے حجرے میں گزارے
- ۱۲۔ میں وہ ہوں کہ جس پر تہمت لگی تو اللہ نے صفائی کے لئے خود گواہی دی۔
- ۱۳۔ میں وہ ہوں کہ میری وجہ سے تیمم کی آیت نازل ہوئی۔
- ۱۴۔ میں وہ ہوں کہ جب سوئی ہوتی اور حضور ﷺ اٹھ کر تہجد پڑھتے جگہ تنگ ہوتی تو حضور ﷺ محبت میں مجھے بیدار نہ کرتے۔

- ۱۵۔ میں وہ ہوں کہ ایک مرتبہ ایرانی پڑوسی آیا اور دعوت کی آپ نے فرمایا عائشہؓ بھی ہوگی اس نے کہا نہیں فرمایا پھر میں قبول نہیں کرتا دوسری بار آیا پھر بھی اسی طرح سوال و جواب ہوا پھر تیسری بار آیا تو کہا عائشہؓ بھی ہوگی تو آپ نے دعوت قبول کی یہ محبت کی دلیل ہے۔
- ۱۶۔ میں وہ ہوں کہ ایک غزوہ میں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا آؤ دوڑیں کون آگے نکل

جاتا ہے تو ہم نے دوڑ لگائی میں دہلی پہنچی تھی آگے نکل گئی پھر کئی سال کے بعد آپ نے دوڑ لگانے کو کہا تو پھر حضور ﷺ آگے نکل گئے تو یہ بھی محبت کا ایک نرالا انداز تھا۔

۱۷۔ میں وہ ہوں کہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ بَيْنَ نَحْرِي وَ سَحْرِي حضور ﷺ آخری وقت میری گود میں تھے۔

۱۸۔ میں وہ ہوں کہ كَانَ فِي بَيْتِي کہ حضور ﷺ کی وفات میرے حجرے میں ہوئی

۱۹۔ میں وہ ہوں کہ كَانَ فِي يَوْمِي کہ حضور ﷺ کی وفات میری باری کے دن ہوئی

۲۰۔ میں وہ ہوں کہ دُفِنَ فِي بَيْتِي حضور ﷺ کا دفن بھی میرے حجرہ میں ہوا

شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگِ بدر میں پایا

اسے پرچم بنا کر منجرِ صادق نے لہرایا

خدائے لم یزل سے بارہا تجھ کو سلام آیا

مبارک ہیں وہ لبِ ادب سے جن پر تیرا نام آیا

کلامِ اللہ کی رو سے ہے صدیقہ لقب تیرا

فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا

اقول قولي هذا استغفر الله العلي العظيم لي ولسائر المسلمين

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمد لله رب العالمين

عظمت صحابہ و اہلبیتؑ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخو استی کے علمی جانشین
شیخ الحدیث والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت شفیق الرحمن درخو استی نور اللہ
حضرت مولانا

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور



ناشر

مکتبہ شیخ درخو استی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
Web: www.shaike-darkhwasti.org Mob: 0300 0939448

عظمت صحابه و اهل بیت

خطبه -

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ. فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ ۱ بقره آیت ۱۳۷)
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
(احزاب آیت نمبر ۳۳)

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَأَنَّ لُنُجُومَ
بِأَيْهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ (رواه رزين)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا
يَغْدُوكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَأَحِبُّوا نَبِيَّ لِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي
(رواه الترمذی)

صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ. وَنَحْنُ عَلَيَّ ذَلِكَ لِمَنْ

الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .
 حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ
 وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ بِرُحْمَانٍ
 فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُ
 فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَاكَرٍ بِيَهْتَانٍ
 وَلَا أَبَا حَفْصَةَ الْفَارُوقَ صَاحِبَهُ
 وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ
 أَمَّا عَلِيُّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ
 وَالْبَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِ
 الصَّحَابَةِ كُلُّهُمْ عَدُوٌّ
 فَمُنْكَرُهُمْ زَنْدِيقٌ جَهْوَلٌ
 محمدؐ از تو میخواهم خدا را
 خدایا از تو عشق مصطفیؐ را
 محمدؐ را خدا داد لشکر
 ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
 اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
 اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے
 درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
 دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
 خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
 کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
 زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
 اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
 ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں
 تو پھر کیونکر نہ باغِ مضافی میں بہار آئے
 یا الہی آج تو صدیقؓ سا ایمان پیدا کر
 عمر فاروقؓ سا کوئی جری انسان پیدا کر
 جہاں سے گم حیا ہو وہاں عثمانؓ پیدا کر
 علیؓ مرتضیٰ شیر خدا کی آن پیدا کر
 یا رب صل وسلم دائماً ابداً
 علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً

فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

پیغمبر شافع یوم محشر حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں۔

تمہید

محترم سامعین کرام!

امت خیر الا نام صحابہؓ و اہلبیتؑ کے غلام آج کے خطبہ کا موضوع صحابہ کرام اور اہلبیتؑ عظام کے مناقب و فضائل و خصائل کو بیان کرنا ہے۔ اس مناسبت سے دو آیتیں اور دو حدیثیں پڑھی ہیں پہلے بالا اختصار ان کا مفہوم و مطلب سمجھ لیں۔

پہلی آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت

پہلی آیت پہلے پارہ اور سورۃ بقرہ کی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی عظمت کا ذکر ہے یعنی صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کائنات کے لوگ ایسا ایمان لائیں جیسا اے صحابہ کرام تم ایمان لائے ہو تو ان کا ایمان معتبر ہوگا۔ اور کائنات کے لوگ پھر گئے ایسا ایمان نہ لائے تو وہ ضد و خلاف میں ہوں گے۔ ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا تو قرآن نے صحابہ کے ایمان کو دنیا کے ایمان کے لئے معیار ٹھہرایا پھر فرمایا اگر لوگ نہ مانیں تو آپ پریشان نہ ہوں ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے۔ وہی ہر ایک کی بات سننے والا ہے اور ہر ایک کا حال جاننے والا ہے۔

صحابہ کا ایمان تمام لوگوں کے ایمان کے لئے معیار کیوں ٹھہرا وہ اس لئے کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول کے چار کام ہیں پہلا کام صحابہؓ پر قرآن کی آیات پڑھتے ہیں ان کو قرآن کے الفاظ پڑھاتے ہیں دوسرا کام وہ صحابہؓ کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ان کو شرک و کفر سے غلط عقائد، غلط اعمال سے، غلط اخلاق سے تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ ایسے پاک ہوئے کہ بت پرست تھے تو خدا پرست بن گئے۔ جاہل تھے، عالم بن گئے، غافل تھے تو زاہد بن گئے، اونٹوں کے چرواہے تھے تو بادشاہ بن گئے۔

تیسرا کام صحابہؓ کو قرآن کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں۔

چوتھا کام احادیث کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں تو صحابہ براہ راست بلا واسطہ پیغمبر کے شاگرد ہوئے۔ حضور ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ ہوئے۔

کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کی حقانیت کے گواہ ہوئے اور مزنگی و پاک ہونے۔ تو حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت و تزکیہ کے بعد ان پر اعتماد نہ ہوگا تو پھر دین کے کس مسئلہ پر اعتماد رہے گا۔ اس لئے صحابہؓ معیار حق ہیں۔ جس کا ایمان ان کے ایمان کے مطابق ہوگا تو معتبر ہوگا۔ اگر صحابہؓ پر اعتماد نہ ہوگا تو استاذ یعنی حضرت محمد ﷺ کی

ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ نبی ملے گا صحابہؓ کے ماننے سے اس لئے قرآن نے صحابہؓ کو معیار بنایا۔

دوسری آیت کا مطلب۔ اہلبیتؑ کی عظمت

دوسری آیت سورۃ احزاب کی ہے۔ اس میں اہلبیتؑ کی عظمت کا ذکر ہے اہلبیت میں پیغمبر کی ازواج مطہراتؓ اور پیغمبر کی اولاد داخل ہیں۔ سورۃ احزاب کی یہ آیت تطہیر ہے جس میں براہ راست خطاب ازواج مطہراتؓ کو ہے۔ اس لئے مؤنث کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ قَرْنَ تَبْرَجْنَ اَقْمِنَ اَتَيْنَ اَطْعَنَ۔ اور قرآن میں اہل بیت کا لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ ہود آیت نمبر ۷۳ ہے۔ قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةً اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ البتہ اہل بیت کا لفظ مذکر ہے تو اس لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے علیکم جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔ اسی طرح آیت تطہیر میں اہلبیت کے لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے عَنْكُمْ لِيُطَهَّرَكُمْ جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔ پھر جس طرح اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اہلبیت میں شامل ہیں۔ اسی طرح آیت تطہیر میں بھی حضور ﷺ داخل ہیں۔ اور جس طرح اس آیت میں اہلبیت کا اصل مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہے۔ تو اسی طرح آیت تطہیر میں بھی اصل مصداق ازواج مطہراتؓ ہیں۔ کیونکہ آیت کے ابتداء میں ازواج مطہراتؓ کا ذکر ہے

اللّٰهُنَّ فَرَمَايَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاٰحِدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا

تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ - اے نبی کی بیویاں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ کا ڈر رکھتی ہو تو نرم اور دلی بات نہ کرو جس کے دل میں روحانی بیماری ہے وہ غلط امید و لالچ نہ کرے بلکہ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا - ایسی بات کرو جو معقول ہو جیسے ماں بیٹے سے بات کرتی ہے - وَقُرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ - اور اپنے گھروں میں رہو - وَلَا تَبْرَجْنَ تَبْرُجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى - اور جاہلیت کے طریقہ کی طرح غیروں کے سامنے زینت کا اظہار نہ کرو -

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ - اور نماز قائم کرو - وَآتِينَ الزَّكَاةَ اور زکوٰۃ دیتی رہو - وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو - اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ - اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کرے -

وَيُطَهِّرَكُم تَطْهِيراً - اور تم کو پاک کرے مگر اہلبیت کا معنی ہے جو گھر میں رہنے والے ہوں تو اس میں جیسے حضور ﷺ کی بیویاں داخل ہیں - اسی طرح حضور علیہ السلام کی اولاد بھی داخل ہے - آیات کے بعد احادیث کا مفہوم سمجھیں -

پہلی حدیث کا مطلب - صحابہؓ معیار حق ہیں

اب پہلی حدیث میں صحابہؓ کے معیار حق ہونے کا ذکر ہے - رزین نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جیسے ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے ایسے جو شخص میرے کسی صحابی

کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ صحابہؓ سے بھی دین کی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے ستارے بلند ہیں۔ اسی طرح صحابہؓ کی شان بھی بلند ہے پھر جو ستاروں کی طرف تھو کے وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی۔ اسی طرح جو صحابہؓ کو سب و شتم کرے گا اس کا وبال اس پر لوٹے گا۔

دوسری حدیث کا مطلب۔ اہلبیتؑ سے محبت ایمان کی علامت ہے

دوسری حدیث میں اہلبیت کی محبت کو محبت رسول کا معیار ٹھہرایا ہے۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت رکھو یعنی اللہ کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ اللہ کی ذات اپنی نعمتوں سے تمہاری غذا اور روزی کا انتظام کرنے والی ہے پھر فرمایا مجھ سے محبت رکھو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں تو جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے بھی محبت کرے۔ پھر فرمایا اہل بیت سے محبت رکھو یعنی ان کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں جو مجھے محبوب بناتا ہے وہ میرے اہل بیت کو بھی محبوب بنائے۔ ہمارے لئے صحابہ کرامؓ و اہلبیت دونوں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ صحابہ و اہلبیت کا شان بڑھے، سنی کا ایمان بڑھے ہمارا مسلک وہی ہے۔ جو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ میں ہے۔ قرآن اور پیغمبر کے فرمان میں دونوں کی عظمت کا ذکر ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا

فَرَمَّا بَاوِ السَّابِقُونَ الْاَلْوَلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِينَ

اتَّبِعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔

اور جو مہاجرین و انصار میں سے پہلے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے وہ صحابہؓ اور جو صحابہؓ کے تابعدار ہوئے اور ان کے نقش قدم پر چلے وہ تابعین اللہ دونوں سے راضی ہو چکا ہے اور یہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔

اللہ نے صحابہؓ کو ہدایت یافتہ کہا

فَرَمَاوَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ۔ اس آیت میں اللہ نے صحابہ کی چھ عظمتیں ذکر کی ہیں۔

(۱) اللہ نے فرمایا اے میرے محبوب کے پیارے صحابہ میں نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے یعنی تمہیں ایمان پسند ہے۔

(۲) پھر اس ایمان کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے یعنی اس ایمان سے تمہارے دلوں کی زینت ہے۔

(۳) کفر کو تمہارے لئے مکروہ اور ناپسند کر دیا۔

(۴) فسق و گناہ کو تمہارے لئے ناپسند کر دیا۔

(۵) اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی کو ناپسند کر دیا ہے جب تم میں ایمان کامل ہے تو کفر و فسق و عصیان نہیں ہے۔

(۶) تو اب اُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ہے کہ تم سب کو ایسی بہترین جماعت

بنادیا کہ تم سب ہدایت پر ہو جو ہدایت والے کی بغاوت کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔

اللہ نے صحابہؓ کو پکا مومن کہا

فرمایا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔ کہ صحابہ کا ایمان لانا حق ہے اس میں کوئی شک نہیں جو صحابہؓ کو مومن نہ کہے وہ کافر ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو سچا کہا

فرمایا أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔ کہ صحابہؓ قول و فعل میں سچے ہیں جو صحابہؓ کو سچا نہ کہے وہ جھوٹا ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو کامیاب کہا

فرمایا أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ کہ صحابہؓ دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں جو صحابہؓ پر اعتراض کرتا ہے وہ ناکام ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو اپنے فضل و رضا کا مستحق ٹھہرایا

فرمایا حَمْدُ رَسُولِ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشَدُّ أَعْلَى الْكُفَّارِ رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا اس آیت میں اللہ نے حضور ﷺ اور صحابہؓ کے چار اوصاف ذکر کئے۔ (۱) أَشَدُّ أَعْلَى الْكُفَّارِ حضور علیہ السلام اور جو حضور علیہ السلام کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں۔ (۲) رُكَّعًا بَيْنَهُمْ۔ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان شیر و شکر ہیں۔ (۳) تَرَاهُمْ رُكَّعًا

سُجَّدًا۔ ان کی راتیں عبادت میں گزرتی ہیں دن میں بھی رات میں بھی رکوع سجدہ کرتے نظر آتے ہیں۔ (۴) يَتَغَوَّنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ ہر وقت اللہ کا فضل اور اس کی رضا کو طلب کرتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَمَا أَرَىٰ أَحَدًا مِّنْكُمْ يُشْبِهُهُ لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شَعْنًا غَبْرَاءَ وَقَدْ بَاتُوا سُجَّدًا وَقِيَامًا۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیکھا تم میں سے کوئی ان جیسا نہیں ہے۔ وہ دن کو کام کاج کرنے کی وجہ سے پراگندہ حال نظر آتے مگر رات کو اللہ کے دربار میں عبادت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی قیام میں کبھی سجدہ میں نظر آتے۔

صحابہ کرام کا راستہ ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے فرمایا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَنَّاً فَلَيْسَتْ بِيَمَنِ قَدَمَاتٌ۔ جو کسی کے طریقہ کی اقتداء کرنا چاہتا ہے تو وہ ان کے طریقہ کی اقتداء کرے جو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں کیونکہ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمِنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ۔ زندہ شخص فتنوں سے محفوظ نہیں ہو سکتا وہ کون لوگ ہیں جو دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہم ان کی اقتداء کریں فرمایا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْتَمُّونَ بِصِحَابَةِ رَسُولِهِمْ لِيُتَمِّمُوا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ ان کی اقتداء کرو کیونکہ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ہیں۔
افضل ہونے کی پانچ وجوہ ہیں۔

(۱) اَبْرَهَا قُلُوبًا - وہ دلوں کے اعتبار سے نیک تھے۔ (۲) وَاعْمَقَهَا عِلْمًا - اور علم

ان کا بڑا تھا۔ (۳) وَأَقْلَهَا تَكْلُفًا اور ان میں تکلف تصنع بناوٹ نہ تھی

(۴) اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ - اللہ نے ان کو اپنے نبی کی رفاقت کے لئے پسند

کر لیا۔ (۵) وَلَا قَامَةَ دِينِهِ - اور دین رسول اللہ کی اشاعت کے لئے ان کو چن لیا۔

جب صحابہؓ میں یہ کمالات ہیں تو اس لئے فرمایا فَاغْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ ان

کی فضیلت کو پہچانو۔ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَىٰ آثَرِهِمْ۔ ان کے نقش قدم پر چلو تَمَسَّكُوا

بِمَا اسْتَظَعْتُمْ مِنْ اخْلَاقِهِمْ وَسَيْرِهِمْ۔ ان کے اخلاق و عادات کو اپناؤ۔ فَإِنَّهُمْ

كَانُوا عَلَىٰ الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ کیونکہ صحابہ کرام صراط مستقیم پر تھے۔ اس لئے جو

ان کی اتباع کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ دوسری روایت حضرت عرباض بن ساریہ سے

ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے

لگے اور دلوں میں خوف پیدا ہو گیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ تو الوداعی آخری

وعظ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں وصیت فرمادیں تو فرمایا اَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ

سے ڈرتے رہو۔ وَالسَّمْعَ وَالطَّاعَةَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا امیر کی بات سنو اور

تا بعداری کرو اگر چہ وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو فرمایا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي

فَسَيْرِي اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ تم نے بہت سے اختلاف دیکھنے ہیں۔ اس وقت کامیابی

اس میں ہوگی کہ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ۔ میرا

طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کا طریقہ اپنانا۔ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا

بِالنَّوَاجِدِ - مضبوطی کے ساتھ اس طریقہ کو اپنانا۔ اَيَّاكُمْ وَ مُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ - نئے طریقے نہ اپنانا کیونکہ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٍ - ہر نیا طریقہ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ بدعت ہے۔ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اور ہر گمراہی انسان کو جہنم میں لے جائے گی۔ اس لئے صحابہؓ کے طریقہ کو چھوڑنا گمراہی ہے اللہ ہر ایک کو گمراہی سے بچائے کلمہ وہی جو صحابہؓ نے پڑھا اذان وہی جو صحابہؓ نے دی، نماز وہی جو صحابہؓ نے پڑھی، خلیفہ اول وہی جس کو صحابہؓ نے خلیفہ اول کہا۔

صحابہؓ کے اخلاص میں کمال تھا

بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي مِيرے صحابہ کو برانہ کہنا ان پر اعتراض تنقید نہ کرنا ان پر سب و شتم نہ کرنا کیونکہ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَةً۔ اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو صحابہؓ کے ایک سیر اور آدھ سیر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان میں اخلاص ہے۔ نبی کا قرب ہے نبی کی رفاقت ہے، نبی کی نگاہ کی تاثیرات ہیں۔

صحابہؓ پر اعتراض و تنقید نہ کرو

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مغفل کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي۔ خبردار میرے صحابہؓ کے بارے

میں اللہ سے ڈرنا میرے صحابہ گواہ اپنے طعن کا نشانہ مت بنانا۔ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبُحِبِّي أَحَبَّهُمْ۔ جس نے ان سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان کو محبوب بنایا وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِغْضِي أَبْغَضَهُمْ۔ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان کو مبغوض رکھا۔ مَنْ أَذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ۔ جس نے صحابہ کو گالی گلوچ تنقید کا نشانہ بنا کر تکلیف دی۔ اس نے محمد ﷺ کو تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔ اور جس نے اللہ کو تکلیف دی پھر خدا اس کو ایسی سزا دے گا کہ اس کی گرفت سے اس کو کوئی چھڑانے والا چھڑانہ سکے گا۔ ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے صحابہ کو سب کر رہے ہوں اگر تم ان کو اس حال میں دیکھو تو کہو لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ۔ تمہارے اس بد کام پر خدا کی لعنت ہو۔ ارے برا ان کو کہتے ہو جن پر خدا کی رحمت برس رہی ہے۔

نبی کے صحابہ جنتی ہیں

ترمذی میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے حضور نے فرمایا لَا تَمَسُّ النَّارَ مَنْ رَأَى أَوْ رَأَى مَنْ رَأَى۔ جس نے مجھے دیکھا کلمہ پڑھا اسلام لایا اس کو جہنم کی آگ نہ لگے گی اور جس نے میرے صحابیؓ کو دیکھا اس تابعی کو بھی جہنم کی آگ نہ لگے گی صحابہ کا دور خلافت راشدہ کا دور سنہری دور تھا۔ جس کی تعریف رحمان نے کی، نبی آخر الزمان نے کی۔ پھر ہر مسلمان نے کی۔

عظمت صحابہؓ کی ایک مثال

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت معاویہؓ کی شان زیادہ ہے یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی جو حضرت عمرؓ کے نواسہ بھی ہیں فرمایا تم نہیں جانتے کہ حضرت معاویہؓ صحابی ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی ہیں فرمایا حضرت معاویہؓ جس گھوڑے پر بیٹھ کر جہاد میں رسول اللہ کے ساتھ جاتے تھے۔ اس گھوڑے کے پاؤں سے اڑنے والی گرد و غبار اور مٹی جو اس گھوڑے کے نتھنے میں جائے سینکڑوں عمر بن عبدالعزیز ہوں صحابی کے گھوڑے کے پاؤں سے اٹھ کر نتھنوں میں جانے والی مٹی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ صحابیؓ کو جو نبی کے چہرہ کا دیدار نصیب ہوا اور نبی کی صحبت ملی ہے وہ تابعی کو میسر نہیں ہے۔ نبی پاک ہے نبی کے صحابہ پاک ہیں اس لئے شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث نقل کی ہے فرمایا جو لوگ نبی کے صحابہ کی تنقیص کریں گے حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَوَاصِلُوهُمْ وَلَا تَسَارِبُوهُمْ۔ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شامل نہ ہونا۔ وَلَا تَنَاصِلُوهُمْ ان کے ساتھ نکاح شادی رشتہ نہ کرنا۔ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا کیونکہ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں ذکر کیا ہے امام ابو زرہؓ فرماتے ہیں جب تم کسی شخص کو صحابہؓ کی تنقیص اور صحابہؓ پر تنقید کرتے ہوئے دیکھو تو یقین کر لو کہ وہ زندیق ہے ہم جیسے صحابہؓ کو مانتے ہیں اسی طرح اہلبیت کو بھی مانتے ہیں۔ ازواج

مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔ قرآن نے کہا النَّبِيُّ أَوْ لِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ نبی مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اور نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

نبی کی ازواج مطہراتؑ پاک ہیں

قرآن نے کہا الطَّيِّبَاتِ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ۔ پاکیزہ عورتیں، پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ جب نبی پاک ہے تو بیویاں بھی پاک ہوں گی۔

حضرت خدیجہؑ کی عظمت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ یعنی حضرت خدیجہ کو خوشخبری دو کہ اللہ نے اس کے لئے جنت میں موتیوں کا مکان تیار کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ۔ حضور ﷺ کے گھر گوشت آتا تو آپ حضرت خدیجہؑ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی طرف بھیجتے اور اکثر حضرت خدیجہؑ کا ذکر کرتے تو ایک مرتبہ میں نے کہا آپ بار بار خدیجہؑ کا ذکر کرتے ہیں فرمایا عائشہؓ جب کوئی حمایت کرنے والا نہ تھا اس خدیجہؑ کا مال تھا جو دین میں کام آیا اور اس سے میری اولاد بھی ہے۔ یہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہؑ سے محبت تھی۔

حضرت عائشہؓ کی عظمت

بخاری شریف میں ابوسلمہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا
 يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرَائِيلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ کہ اے عائشہ جبرئیل تم کو سلام کہتا ہے اور
 بعض روایات میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کہتا ہے کہ رب تعالیٰ عائشہ پر سلام بھیجتے ہیں
 بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ أُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيءُ
 بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ
 وَجْهِكَ التُّوبِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ جبرئیل آئے تو حضور نے فرمایا عائشہ آج جبرئیل
 نے مجھ سے کہا ہے ہذیہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ - یہ عائشہ دنیا و آخرت
 میں آپ کی بیوی ہے۔ جس طرح ازواج مطہرات کی فضیلت ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ
 کی اولاد کی بھی فضیلت ہے۔ حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ
 کی بھی فضیلت ہے۔ مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت میں ہے کہ جب
 نَدَعُ أَبْنَانَنَا وَأَبْنَائِكُمْ کی آیت اتری۔ تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و
 حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو بلایا اور اپنی چادر ان پر ڈالی اور فرمایا اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ
 أَهْلُ بَيْتِي۔ تو جیسے ازواج اہل بیت ہیں ویسے یہ بھی اہل بیت ہیں۔ حدیث میں آتا
 ہے حضور ﷺ حسنؓ و حسینؓ کے بارے میں فرماتے هُمَا رِيحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔

یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔ کَانَ يَشْمُهُمَا وَيُضَمُّهُمَا آپ ان کو سونگھتے سینے سے لگاتے اور فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَحِبُّهُمَا فَاَحِبُّهُمَا۔ میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ بھی ان سے محبت رکھیں۔

حضرت حسنؓ و حسینؓ کے بارے میں فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ یہ جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا فَاَطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ بہر حال ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ ہم دو آنکھیں رکھتے ہیں۔

صحابہؓ کی عظمت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اہلبیت کی عزت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ بعض لوگ جھوٹ کہتے ہیں کہ صحابہؓ و اہلبیت میں تکرار تھا بلکہ ان میں محبت و پیار تھا۔ کتاب شافی ص ۲۳۸ پر ہے کہ حضرت جعفر صادقؑ، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے ساتھ دوستی اور مودت رکھتے تھے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر پر صلوٰۃ و سلام کے لئے حاضر ہوتے تو ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبور پر سلام و تسلیم کہتے سیرت عمر لابن جوزی ص ۳۲ پر ہے سالم نے کہا کہ سیدنا جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کو گالی بھی دیتا ہے یا در کھور رسول اللہ کی شفاعت مجھے نصیب نہ ہو اگر میں ابوبکرؓ و عمرؓ سے تُوَلِّی اور دوستی نہ رکھوں اور میں ان کے دشمن سے بیزاری نہ اختیار کروں بلکہ شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۱۱۳ پر ہے کہ سیدنا جعفر صادقؑ نے فرمایا مغیرہ بن سعید اور بنان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہی معاملہ فرمائے

جس کے وہ اہل ہیں۔ ان دونوں نے ہم اہل بیت پر جھوٹ اور افتراء و دروغ بنا بنا کر پھیلا دیئے۔ اور ہماری طرف منسوب کر دیئے ہم ان سے بری ہیں۔ رافضی حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ ان کو غاصب و خائن کہتا ہے کئی اعتراضات کرتا ہے مگر آئمہ اہلبیت امام جعفر صادق امام زین العابدین امام موسیٰ کاظم حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ کے ارشادات دیکھیں تو آپ پر واضح ہوگا کہ صحابہؓ و اہلبیتؓ میں محبت تھی ایک دوسرے کا احترام تھا۔ اسی طرح صحیح البلاغہ ج ۲ ص ۶۳ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے بعد حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا **وَلَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُولَى** کہ جیسے پہلے عائشہ کی عزت تھی اور وہ ماں تھی اب بھی اسی طرح وہ ہماری عزت والی ماں ہے حضرت علیؓ کے بیٹوں کے نام ابو بکر اور عمر اور عثمان تھے۔ یہ محبت اور پیار کی دلیل ہے حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی اور بیعت کی یہ محبت کی دلیل ہے۔

خلاصہ: صحابہ کرامؓ و اہلبیتؓ عظام کی فضیلت و عظمت کا عقیدہ رکھو اور دنیا کے کونے کونے میں یہ عقیدہ پھیلاؤ، پہنچاؤ دنیا کو رافضی اور خارجی فتنے سے بچاؤ رافضی صحابہؓ کو نہیں مانتا خارجی اہلبیتؓ کو نہیں مانتا اہلسنت و الجماعت دونوں کا دامن تھامے ہوئے ہیں

وظیفہ۔

حضور ﷺ اور صحابہؓ اور اہلبیتؓ کی محبت بڑھانے کے لئے درود شریف

کثرت کے ساتھ پڑھیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

عَشْرَةٌ مُبَشِّرَةٌ

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستی کے جانشین
شیخ الحدیث و التفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا
امین و ناشر
مدظلہ علوم درخواستی

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان



ناشر

مکتبہ شریعتیہ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
کریم ناون شاہ جہاں پور
پت 5

Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300 0939448

عَشْرَةَ مَبَشَّرَهُ

خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسِنْدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ
وَرَسُولَهُ أَرْسَلَهُ اللَّهُ إِلَى كَافَّةِ لِنَّاسٍ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ
يَاذِنَهُ وَسِرَاجًا مُنِيرًا - أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -

وَالسَّبِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ - (سورة توبه)

عن عبدالرحمن بن عوف أن النبي ﷺ قال أبو بكر في الجنة وعمر في
الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في
الجنة وعبدالرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن أبي وقاص في
الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة

(رواه الترمذی) صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ -

تمہید

میرے عزیز دوستو، بزرگو، نوجوان ساتھیو اور میری آواز سننے والی معززہ و موقرہ دینی ماؤ، بہنو اور بیٹیو!

آج کے بیان میں عشرہ مبشرہ یعنی ان دس عظیم اور مقدس ہستیوں کا تذکرہ ہوگا جن کو حضور اکرم ﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری سنادی تھی۔ عَشْرَةَ مُبَشَّرَةٍ وہ عظیم لوگ ہیں جو صفِ قتال میں حضور اکرم ﷺ کے آگے اور صفِ نماز میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے یعنی قریب تر نظر آتے تھے عَشْرَةَ مُبَشَّرَةٍ میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ وہ خلفائے راشدین مہدیین ہیں جنکے فضائل و مناقب بے شمار ہیں اور خطبات درخواستی کی اسی تیسری جلد میں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے اس بیان میں ان حضرات کا اجمالی تذکرہ آپ کو نظر آئیگا عشرہ مبشرہ میں سے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص وہ حضرات ہیں جنہوں نے قبول اسلام کیلئے اپنے والدین سے اس طرح جدائی و علیحدگی اختیار کر لی جس طرح موحد اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین سے جدائی و علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اور یہی وہ بزرگوار ہیں جن کی سیاست و دیانت سے بلاد عرب و شام اور دیار فارس و عراق مفتوح ہوئے بالفاظ دیگر جن کے ہاتھوں سے قیصر و کسریٰ کے خزانے و خدات کی چابیاں مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں اور فارس و روم کی زبردست سلطنتیں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ وہ بلند پایہ بزرگ ہیں جن کی صداقت و فدائیت کی مثال آپ کو تاریخ عالم میں نظر نہیں آئے گی عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف اور حضرت

سعید بن زید وہ بلند مرتبہ اکابر ہیں جن کے صدق و خلوص کی نظیر نہیں ملے گی اور جن کی ثابت قدمی اور بلند ہمتی نے بڑے بڑے مخالفین اسلام کو دین اسلام کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین

سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت اور حدیث کا مطلب سمجھیں۔

آیت کا مطلب :- یہ سورہ توبہ کی آیت ہے جس میں اللہ رب العزت نے تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے

(۱) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے مہاجرین جنہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے مکہ مکرمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی

(۲) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے انصار جنہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے مہاجرین کی خدمت کی ان کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور اپنے مال سے ان کا تعاون کیا

(۳) مقبوعین جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا اور اخلاص کے ساتھ مہاجرین و انصار کی اتباع کی ان تینوں جماعتوں کیلئے اللہ رب العزت نے تین نتائج ذکر کئے ہیں۔

پہلا نتیجہ :- رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ، کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا

ہے اور یہ اللہ سے راضی ہو چکے ہیں۔

دوسرا نتیجہ: - وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ، اللہ رب العزت نے ان کیلئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔

تیسرا نتیجہ: - خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، یہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے پھر خلاصہ ذکر کر دیا ذلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے رضا کا سرٹیفکیٹ مل جائے اور جنت کا ٹکٹ مل جائے۔

تو عشرہ مبشرہ جن کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں وہ اس آیت کا
اور وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ کا خصوصی مصداق ہیں۔

حدیث کا مطلب: - ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ابو بکرؓ جنت میں اور عمرؓ جنت میں اور عثمانؓ جنت میں اور علیؓ جنت میں اور طلحہؓ جنت میں اور زبیرؓ جنت میں اور عبدالرحمن بن عوفؓ جنت میں اور سعد بن ابی وقاصؓ جنت میں اور سعید بن زیدؓ جنت میں اور ابو عبیدہؓ بن الجراح جنت میں اسی وجہ سے ان دس نفوس قدسیہ کو عشرہ مبشرہ پکارا جاتا ہے جنہیں حضور اکرم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنادی۔

عشرہ مبشرہ کے پہلے رکن - حضرت ابو بکر صدیقؓ

حضرت ابو بکر صدیقؓ: - مکہ کے عظیم و حسین تاجر تھے چالیس ہزار درہم

ودنانیر کے مالک تھے سارا مال اسلام کیلئے حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا کسی نے صدیق اکبرؓ سے پوچھا تم نے سارا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے خرچ کر دیا آج تمہارے گھر میں فقر و فاقہ ہے مہینے گزر جاتے ہیں چولہا نہیں جلتا مہینے گزر جاتے ہیں ہانڈی نہیں چڑھتی، مہینے گزر جاتے ہیں کھانا نہیں پکتا، ابو بکرؓ ذرا بتلاؤ ناں ابو بکرؓ ذرا سمجھاؤ ناں بھوک ستائے تو کیا کرتے ہو پیاس تڑپائے تو کیا کرتے ہو صدیق اکبرؓ نے جواب دیا لوگو سنو قیامت تک کی انسانیت نے میرے پیارے نبی ﷺ کی پیاری امت نے جب مجھے بھوک ستاتی ہے جب مجھے پیاس تڑپاتی ہے میں مسجد نبوی میں چلا جاتا ہوں پیارے نبی ﷺ کا پیارا اور حسین چہرہ دیکھتا ہوں میری بھوک اور پیاس ختم ہو جاتی ہے۔ سب کہو سبحان اللہ

صدیق اکبرؓ کی تین آرزوئیں اور خواہشیں تھیں

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ

وَبِنْتِي تَحْتَ رَسُولِ اللَّهِ

وَأَنْفَاقَ مَالِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

میری دید ہو حضور اکرم ﷺ کا دیدار کرتا ہوں

میری بصارت ہو حضور اکرم ﷺ کا بصیرت بھرا چہرہ دیکھتا ہوں

میری نظر ہو حضور اکرم ﷺ کا چاند سا مکھڑا تکتا ہوں

میری بیٹی ہو حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں دیدوں

میرا مال ہو حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دوں

اللہ نے صدیقؓ کی آرزو اور خواہش کو بڑے عجیب اور حسین انداز میں پورا فرمایا
 صدیقؓ نے حضور اکرم ﷺ کا دیدار تو کئی مرتبہ کیا بچپن، جوانی، بڑھاپے میں کیا،
 مکہ اور مدینہ میں کیا، مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں کیا، لیکن اللہ نے ہجرت کے
 سفر میں صدیقؓ کو نبی ﷺ کا ساتھی بنایا، تین دن رات غار ثور کا مسافر بنایا
 تیسرا، ہم سفر کسی کو نہ بنایا، تین دن رات تک صدیقؓ کو نبی ﷺ کا دیدار کرایا
 دوسرا شریک دیدار کسی کو نہ بنایا یوں صدیقؓ کا رتبہ سارے جہان سے بڑھایا
 صدیق اکبرؓ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضور اکرم ﷺ کی بیوی بنایا صرف بیوی نہیں بنایا
 بلکہ تمام ازواجِ مطہرات سے صدیقہؓ کا شان بڑھایا اور حضور اکرم ﷺ کی سب سے محبوب
 بیوی بنایا اور غزوہ تبوک میں صدیق اکبرؓ کا سارا مال حضور ﷺ کے قدموں میں نچھاور
 کرایا جس کا واقعہ حضرت عمرؓ کی زبانی اس طرح ہے کہ غزوہ تبوک میں حضور اکرم ﷺ
 نے مسلمانوں سے تعاون کی اپیل کی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اس وقت میرے پاس
 وسعت اور مال کی کثرت تھی جب کہ صدیق اکبرؓ کے پاس تنگی اور مال کی قلت تھی
 میرے دل میں خیال آیا کہ صدیقؓ ہر مرتبہ مجھ سے سبقت اور نمبر لے جاتے ہیں آج
 میں صدیقؓ سے سبقت اور نمبر لے جاؤں گا کیونکہ میرے پاس مال زیادہ ہے اور
 صدیق کے پاس مال کم ہے میں گھر گیا مال کو آدھا آدھا کیا نصف مال بیوی بچوں کیلئے
 چھوڑا اور نصف مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے کیا ادھر سے میں نے دیکھا
 کہ صدیق اکبرؓ کا مال تھوڑا ہے اور میرا مال زیادہ ہے میرا دل خوشی سے لبریز ہو گیا کہ
 آج جیت میری ہوگی ترتیب بدل جائیگی عمرؓ کا پہلا نمبر ہوگا اور صدیقؓ کا دوسرا نمبر ہوگا

لیکن عمرؓ کے سوچنے کا انداز اور تھا اور میرے نبی ﷺ کے پوچھنے کا انداز اور تھا
میرے نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کتنا مال لائے ہو اور کتنا گھر میں
چھوڑ آئے ہو حضرت عمرؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ آدھا مال لایا ہوں اور
آدھا مال بیوی اور بچوں کیلئے چھوڑ آیا ہوں میرے نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے
پوچھا کتنا مال لائے ہو اور کتنا گھر میں چھوڑ آئے ہو تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا
یا رسول اللہ ﷺ سارا مال لے آیا ہوں گھر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا
پیار اور محبت چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ صورت حال دیکھ کر میں نے کہا
لَا أَسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا۔ میں ابو بکرؓ سے کبھی بھی سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔
اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے سوائے صدیق اکبرؓ کے کبھی کسی کا کل مال
قبول نہیں فرمایا کیونکہ کوئی کل مال اللہ کے راستے میں لٹائے پھر بھی اس کا دل مطمئن
ہو شاداں و فرحاں ہو یہ اس امت میں صرف ابو بکر صدیقؓ کا مقام ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور صدیق اکبرؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا و كَفَرَمَنْ
كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ تو جزيرة العرب کفر و ارتداد کی لپیٹ میں آ گیا بعض قبائل مرتد
ہو گئے اور مسلمہ کذاب اسود عنسیؓ طلحہ اسدی اور سجاح بنت حارث کے تبعین میں
شامل ہو گئے اور یہ فتنہ ارتداد اتنا پھیلا کہ بساط ارض پر صرف تین مسجدیں ایسی رہ گئیں
جن میں اللہ کی عبادت ہوتی تھی مسجد مکہ، مسجد مدینہ اور بحرین کے قریہ جو اٹلی کی مسجد
عبدالقیس تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مرتدین کے ساتھ قتال کیا یہاں تک کہ مسلمہ

کذاب کو یمامہ میں اور اسود عنسی کو صنعا میں قتل کیا گیا جبکہ طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث دونوں بھاگ گئے اور بعد میں یہ دونوں مسلمان ہو گئے اور بعض قبائل نے زکوٰۃ کا انکار کر دیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ میں مانعین زکوٰۃ سے قتال کرونگا تو حضرت عمرؓ نے اعتراض کیا کہ آپ کلمہ گو مسلمانوں سے کیسے لڑائی کریں گے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریگا میں اس سے قتال کرونگا کیونکہ نماز اگر جسم کا حق ہے تو زکوٰۃ مال کا حق ہے

اور حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اگر لوگ مجھ سے زکوٰۃ میں ایک عقال یعنی رسی کا ایک ٹکڑا یا عناق یعنی بکری کا ایک چھوٹا بچہ بھی روکیں گے ادا نہیں کریں گے تو میں ان سے قتال کرونگا جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین لوگوں کے ساتھ تالیف اور نرمی کا معاملہ کریں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کیا اور ارشاد فرمایا

أَجْبَارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَارٌ فِي الْإِسْلَامِ

عمرؓ تم زمانہ کفر میں تو بڑے بہادر تھے اب زمانہ اسلام میں بڑی بزولی کا مظاہرہ کر رہے ہو

إِنَّهُ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ وَحِيَ كَالسَّلْسَلَةِ خْتَمٌ هُوَ چکا ہے اور دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اب دین اسلام میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا اور پھر صدیق اکبرؓ کی زبان مبارک سے ایک ایسا اخلاص بھرا جملہ نکلا جس نے کفر و شرک اور فتنہ و فساد کی آندھیوں کے رخ کو موڑ دیا اور دین اسلام پر چھائے ہوئے کالے سیاہ بادل چھٹ گئے اور دین محمدی ﷺ کا آفتاب ماہتاب اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگا اور اپنی نرالی سج دھج سے دنیا کو

خیرہ کرنے لگا آپؐ نے ارشاد فرمایا اَيُنْقِصُ الدِّينُ وَاَنَّا حَيٌّ دِينِ اسْلَامٍ مِّنْ قَطْعٍ
وَبَرِيدٍ هَوَكِيٍّ وَبِئْسَ شَيْءٌ هُوَ اَوْ رَا بُو بَكْرٌ زَنْدَه هُوَا يَسَا نَهِيْسٌ هُوَسْكَتَا۔

یا ابو بکرؓ کو راستے سے ہٹا دو یا خود دین محمدی ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ الْحَقُّ مِيْنِ نَّظْرَانِ لِيَا كِهْ حَضْرَتِ
اَبُو بَكْرٍ صَدِيْقِ الْحَقِّ اَوْ رِيْحٍ پْرِ هِيْنِ اَوْ رَا اللّٰهَ رَبِّ الْعِزَّةِ نِيْنِ حَقِّ اَوْ رِيْحٍ كِيْلَيَّ حَضْرَتِ اَبُو بَكْرٍ
كِهْ سِيْنَهٗ مَبَارَكٍ كُو كِهْوَلِ دِيَا هِيْ اَوْ رَا اَبُو كُو شَرْحِ صَدْرِ نَصِيْبِ فَرْمَا دِيَا هِي۔

اسی لئے حضرت ابو بکرؓ کی زبان مبارک پر حق اور سچ بول رہا ہے۔

عشرہ مبشرہ کے دوسرے رکن۔ حضرت عمرؓ فاروق

حضرت عمرؓ فاروقؓ: مکہ کے عظیم بہادر آدمی تھے جرات مند اور غیرت مند تھے

مراد پیغمبر تھے حضور اکرم ﷺ کی دَعَا اللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
اَوْ بِعُمَرَ وَبْنِ هِشَامٍ كَا ثَمْرَهٗ وَنَتِيْجَهٗ تھے پیارے نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ عمرؓ

لوگ دنیا میں آتے ہیں اور دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں جانے والوں کو یاد دوست
روتے ہیں بیوی بچے روتے ہیں علاقے والے اور محلے والے روتے ہیں لیکن عمرؓ

لے جب تیرا جنازہ اٹھے گا قیامت تک تجھے محمد ﷺ کا دین روتا رہیگا آج بھی محمد
رسول اللہ ﷺ کا دین عمرؓ گورو بھی رہا ہے اور عمرؓ گوڈھونڈ بھی رہا ہے کیونکہ اپنے لئے

تو سب جیتے ہیں بیوی بچوں کیلئے تو سب جیتے ہیں کوئی تو ہو جو اللہ کے دین کیلئے
پیارے نبی ﷺ کے اسلام کیلئے اپنی زندگی گزار جائے

حضرت عمرؓ کی دوہی آرزو میں خواہشیں اور دعائیں تھیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ

وَوَفَاةً فِي بَلَدِ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ تیرا راستہ ہو میرا خون بہہ جائے تیرا راستہ ہو میری گردن کٹ جائے تیرا راستہ ہو مجھے شہادت مل جائے اور میرے محبوب محمد ﷺ کا محبوب شہر مدینہ ہو مجھے دفن نصیب ہو جائے غیب سے صدا اور ندا آئی عمرؓ تو دو چیزیں مانگے میں تجھے دو چیزیں عطاء کروں مجھے عمرؓ کا خدا کون کہے گا عمرؓ تو نے دو چیزیں مانگیں ڈبل کر کے چار چیزیں عطاء کرونگا تا کہ قیامت تک کی انسانیت کو معلوم ہو جائے کہ اگر عمرؓ خدا کے ساتھ ہے تو عمرؓ کا خدا بھی عمرؓ کے ساتھ ہے

عمرؓ تو نے شہادت مانگی، شہادت تجھے مل سکتی تھی، بدر کے میدان میں، احد کے میدان میں، خندق کے میدان میں، تبوک کے میدان میں، مکہ اور مدینہ کی وادیوں اور گلیوں میں، لیکن عمرؓ نے میں تجھے شہادت عطاء کرونگا فجر کی نماز ہوگی، مسجد نبوی ﷺ ہوگی تو مصطفیٰ امامت اور مصطفیٰ نبی پر موجود ہوگا، تیرے پیچھے ہزاروں صحابہ مقتدی ہوں گے

تَوَالِحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہے گا، ابولولو فیروز مجوسی تجھ پر خنجر کے وار کریگا

عمرؓ نے لے کل قیامت کے دن کسی کی شہادت کی گواہی بدر، احد، خندق، تبوک کے میدان دیں گے، کسی کی شہادت کی گواہی مکہ اور مدینہ کی وادیاں اور گلیاں دیں گی، لیکن عمرؓ تیرے قربان جب تیری شہادت کی گواہی کی باری آئے گی تو محمد رسول اللہ ﷺ کا منبر و محراب و مصطفیٰ گواہی دیگا، عمرؓ تو نے مدینہ کا دفن مانگا تھا، مدینہ کی کسی گلی میں، جنت البقیع

میں تجھے دفن نصیب ہو جاتا تیری آرزو اور خواہش پوری ہو جاتی لیکن عمر من لے
صرف مدینہ الرسول ﷺ نہیں بلکہ ساتھ میں روضۃ الرسول ﷺ کا دفن تجھے نصیب
کرونگا محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ تینوں یار عمر بھر ساتھ رہے
آج روضہ اقدس میں ساتھ ہیں کل کو جنت میں بھی ساتھ ہوں گے! سبحان اللہ۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ صحابہؓ مسجد نبوی میں موجود تھے سامنے ایک عجیب
حسین و دلنشین منظر دیکھا دائیں ابو بکرؓ ہیں بائیں عمرؓ ہیں درمیان میں پیارے پیغمبر
ہیں تینوں یار اکٹھے چلے آ رہے ہیں صحابہؓ نے یہ منظر دیکھا تو خوشی سے مسکرا اٹھے
میرے نبی ﷺ نے کہا میرے یارو، جانثارو، وفادارو، حیدارو بات کیا ہے آنکھوں میں
خوشی، ہونٹوں پر تبسم، چہرے پر مسکراہٹ، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ منظر ہمیں
بڑا پیارا اور حسین لگا۔ دائیں ابو بکرؓ ہیں بائیں عمرؓ ہیں درمیان میں پیارے پیغمبر ہیں
یوں لگا جیسے استاذ شاگردوں کے درمیان ہو، مرشد مریدوں کے درمیان ہو، چاند
ستاروں کے درمیان ہو، شمع پروانوں کے درمیان ہو، میرے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا
هٰذَا نُبَعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یہ منظر صرف دنیا کا نہیں ہے یہی منظر قبر کا ہے یہی منظر
جنت کا ہے کل قیامت کے دن بھی یہی منظر ہوگا میرے دائیں میرا ابو بکرؓ ہوگا،
میرے بائیں میرا عمرؓ ہوگا، درمیان میں تمہارا پیارا پیغمبر ہوگا، ہم تینوں یار جنت میں
بھی اکٹھے قدم رکھیں گے۔

عشرہ مبشرہ کے تیسرے رکن۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورین

حضرت عثمانؓ۔ مکہ کے عظیم شرم و حیا والے انسان تھے جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلَا اَسْتَحْيٰ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ كَمَا فِيْ اَيِّسَةِ اَدْمٰى سِوَىٰ حِيَانِهٖ كَرُوْا جَسَدًا مِنْ رَّبِّكَ فَرَشْتَةٌ يَّهْيَا كَرْتِيْ هِيْ جَبَّ بَاغِيُوْا نِيْ بَعَاوَتِ كِيْ چَالِيْسِ دِنٍ كَا مَحَاصِرِهٖ كِيَا تُوْ حَضْرَتِ عُثْمَانَؓ نِيْ چَالِيْسِ دِنٍ رَاَتٍ كَارُوْزِهٖ رَكْحَا چَالِيْسِ دِنٍ رَاَتٍ بَهُوْ كِيْ پِيَا سِيْ رِهِيْ عُثْمَانَؓ فِيْ تِيْرِيْ قِرْبَانٍ، هَمَّ رُوْزِهٖ رَكْحِيْسِ بَارِهٖ كَهْنِيْ، پِنْدَرِهٖ كَهْنِيْ اِثْهَارِهٖ كَهْنِيْ كَالِيْ كِنِ چَالِيْسِ دِنٍ رَاَتٍ كَزْرَكِيْ اَپَّ بَهُوْ كِيْ هِيْ اَپَّ پِيَا سِيْ هِيْ اَپَّ كِيْ اِفْطَارِ كَا وَقْتِ نِهِيْ اَيَا عُثْمَانَؓ ذِرَا بَتْلَا مِيْ تُوْ عُثْمَانَؓ ذِرَا سَجْحَا مِيْ تُوْ

بھوک ستائے تو کیا کرتے ہیں پیاس تڑپائے تو کیا کرتے ہیں
تو حضرت عثمانؓ نے ارشاد فرمایا لوگو سنو قیامت تک کی انسانیت نے
میرے پیارے نبی ﷺ کی پیاری امت نے
جب مجھے بھوک ستائے میں رب کا قرآن پڑھتا ہوں
جب مجھے پیاس تڑپائے تو میں رب کی نماز پڑھتا ہوں
میری بھوک اور پیاس ختم ہو جاتی ہے

حضرت عثمانؓ کی آرزوؤں اور خواہشوں میں ایک چیز قرآن مجید کی تلاوت
تھی اس لئے جب شہادت کا وقت آیا تو آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے
اور آپ کے خون کے قطرے قرآنی آیت فَسَيَكْفِيْكُمْ اللهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ پر گرے۔

واہ عثمانؓ میں آپ کے قربان۔

کل قیامت کے دن کسی کی شہادت کی گواہی بدر، احد، خندق، تبوک کے میدان دیں گے، کسی کی شہادت کی گواہی مکہ اور مدینہ کی وادیاں اور گلیاں دیں گی، لیکن آپ کی شہادت کی گواہی رب کا قرآن دے گا، قرآن کے اوراق دیں گے قرآن کے الفاظ دیں گے سبحان اللہ۔

عشرہ مبشرہ کے چوتھے رکن۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ

حضرت علیؓ۔ مکہ کے عظیم علم اور شجاعت والے انسان تھے حضرت علیؓ ایک مرتبہ بیت المال میں داخل ہوئے، کب داخل ہوئے، جب مکہ فتح ہو چکا تھا، خیبر فتح ہو چکا تھا، روم و فارس فتح ہو چکے تھے، آدھی دنیا کا مال اسلامی بیت المال میں موجود تھا، سونا چاندی ہیرے اور جواہرات کے یوں ڈھیر لگے ہوئے تھے جیسے آج ہماری منڈیوں میں گندم، چاول اور کپاس کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں حضرت علیؓ بیت المال میں داخل ہوئے ہیرے اور جواہرات کی چمک اور دمک کو دیکھا سونے اور چاندی کے ڈھیروں کو دیکھا اور نفرت کے ساتھ پاؤں سے ٹھوکر ماری اور ارشاد فرمایا۔

يَا دُنْيَا غُرِّ غَيْرِي اے دنیا اوروں کو جا کر دھوکہ دینا، غیروں کو جا کر اپنی سچ دھج دکھلانا دوسروں کو جا کر اپنی چمک دمک سے خیرہ کرنا، ان نگاہوں نے پیارے نبی ﷺ کی پیاری اور حسین و جمیل شکل و صورت کو دیکھا ہے اب ان نگاہوں میں سونے چاندی کی چمک دمک کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

جب عبدالرحمن ابن ملجم آپ پر تلوار سے حملہ آور ہوا تو آپ نے فُزْتُ
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ کا نعرہ متانہ لگا کر شہادت کو گلے سے لگا لیا۔

عشرہ مبشرہ کے پانچویں رکن۔ حضرت طلحہؓ

حضرت طلحہؓ وَالسَّبِقُونَ الْأَوْلُونَ کا مصداق ہیں حضرت صدیق اکبرؓ کی
تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا اور انہی کی معیت میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور حضرت طلحہؓ ان چھ اصحاب میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر فاروقؓ نے
خلافت کا اہل قرار دیا تھا حضرت عمرؓ نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات کو خلافت کا
اہل قرار دیا تھا حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ،
حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف اور حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت اسلامی ریاست کا
نظام سنبھالنے کیلئے عشرہ مبشرہ میں سے جن چھ افراد پر مشتمل خلافت بورڈ کے قیام کا
فیصلہ کیا تھا۔ حضرت طلحہؓ ان میں بھی شامل تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان چھ حضرات پر
مشتمل خلافت بورڈ تجویز کیا تھا۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ،
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت
ابوعبیدہؓ بن الجراح کی وفات ہو چکی تھی۔ جبکہ حضرت سعیدؓ بن زید کو بوجہ رشتہ داری کے
حضرت عمرؓ نے خلافت بورڈ کا حصہ نہ بنایا۔ غزوہ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت
طلحہؓ اور حضرت سعیدؓ بن زیدؓ کو قافلہ قریش کے حالات معلوم کرنے کیلئے مقرر فرمایا تھا
چنانچہ یہ اس وقت واپس آئے جب حضور اکرم ﷺ بدر سے واپس تشریف لا رہے
تھے لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں حضرات کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور

تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ هَرَبِيٌّ كَا
ایک حواری یعنی مددگار و معاون ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بخاری اور مسلم میں خود حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا کون ہے جو بنو قریظہ میں جائے اور ان کی خبر لائے تو فرماتے ہیں میں گیا
اور خبر لایا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ماں باپ کو میرے لئے جمع کیا یعنی آپ نے
ارشاد فرمایا فَاذْكَ ابْنُ اَبِيْ وَ اُمِّيْ ميرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ آپ کی شہادت
دس جمادی الاول 36ھ جنگ جمل میں بصرہ 64 سال ہوئی ابن جریر موزنا می باغی نے
آپ کو شہید کیا اور آپ کے سر کو اور آپ کی تلوار کو لے جا کر حضرت علیؓ کی خدمت میں
پیش کیا تو حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا بے شک اس تلوار نے حضور اکرم ﷺ سے بہت
سے مصائب و تکالیف کو دور کیا تھا اور میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد
فرمایا کہ ابن صفیہ یعنی حضرت زبیرؓ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت سنا دینا تو اس واقعہ پر
ابن جریر موزنے یہ اشعار کہے

اَتَيْتُ عَلِيًّا بِرَأْسِ الزُّبَيْرِ اَرْجُو اَلدِّيْهِ بِهٖ الزُّلْفَةُ

فَبَشَّرَ بِالنَّارِ اِذْ جِئْتُهُ فَبِئْسَ الْبَشَارَةُ وَالتُّحْفَةُ

میں حضرت علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سر لے کر حاضر ہوا مجھے اس عمل سے ان کے تقرب کی
امید تھی جب میں علیؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے دوزخ کی بشارت سنائی
سو کیسی بری بشارت ہے اور کیسا برا تحفہ ہے۔

عشرہ مبشرہ کے ساتویں رکن - حضرت عبدالرحمن بن عوف

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی پیدائش عام الفیل کے دس سال بعد مکہ المکرمہ میں ہوئی آپ ان آٹھ مسلمانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ابتدا میں اسلام کو قبول کیا آپ عشرہ مبشرہ کے ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے آپ عشرہ مبشرہ کے ان چھ افراد میں شامل ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے خلافت کا اہل قرار دیا تھا

حضور اکرم ﷺ نے آپ کے پیچھے ایک سفر میں نماز فجر بھی ادا فرمائی تھی آپ ایک بڑے تاجر اور سخی انسان تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد صابر اور صدیق لوگ اور ایک روایت میں ہے کہ صادق اور سخی لوگ ہی ازواج مطہراتؓ کی خدمت کریں گے انہی لوگوں میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی شامل ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ چالیس ہزار مالیت کا باغ ازواج مطہرات کو دے ڈالا تھا اسی وجہ سے ازواج مطہرات دعا فرماتی تھیں کہ اے اللہ عبدالرحمنؓ کو جنت کی سلسیل سے سیراب فرما۔ آپؓ کی وفات 32ھ بمقام مدینہ منورہ بمر 72 سال ہوئی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا آپ کے انتقال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ایک سوا صحاب بدر میں چار چار سو دینار، عام غرباء و مساکین میں پچاس ہزار دراہم اور مجاہدین میں ایک ہزار گھوڑے تقسیم کئے گئے۔

عشرہ مبشرہ کے آٹھویں رکن۔ حضرت سعد بن ابی وقاص

حضرت سعد بن ابی وقاص حضور اکرم ﷺ کی والدہ کے چچا زاد بھائی ہیں کیونکہ حضرت آمنہ کے والد وہیب ہیں جو حضرت سعد کے والد ابی وقاص کے بھائی ہیں اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر حضرت سعد کو ماموں کہہ کر مخاطب فرمایا آپ نے ابتدائے بعثت میں چھٹے نمبر پر سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے مہم فارس کے سپہ سالار اور مدائن کسری کے فاتح آپ ہی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی جانب سے عراق کے گورنر اور حضرت عثمانؓ کی جانب سے آپ کو فہ کے گورنر ہے بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت سعدؓ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عرب کا پہلا آدمی ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔

غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِرْمِ اَيْهَا الْعُلَامُ الْحَزُوْرُ اے زور آورنو جوان تیر چلا

حضرت سعدؓ نے غزوہ احد میں ایک ہزار تیر چلائے ایک روایت میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اَشِدُّ رَمِيْتَهُ وَاَجِبْ دَعْوَتَهُ اے اللہ اس کے تیر کو نشانہ پر بٹھا اور اس کی دعا کو قبول فرما۔ دوسری روایت میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ

اے اللہ جب سعدؓ تجھ سے دعا کرے تو اسے قبول فرما!

آپ کی وفات 55 ھ میں 80 سال کی عمر میں ہوئی آپ نے عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں انتقال فرمایا آپ کو صادق الحدیث، صادق الروایت، صادق اللہجہ اور صادق القول کہا جاتا تھا۔

عشرہ مبشرہ کے نویں رکن۔ حضرت سعیدؓ بن زید

حضرت سعیدؓ بن زید حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے حضرت عمرؓ کی ہمشرہ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا تھا حضرت سعیدؓ آغاز بعثت میں ہی اسلام لے آئے تھے اور حضرت فاطمہؓ بھی حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں۔ اور یہی دونوں حضرات حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سبب اور باعث بنے تھے حضرت سعیدؓ غزوہ بدر میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ قافلہ قریش کی اطلاع حاصل کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے اسی لئے بدر کی غنیمت و اجر میں شامل کئے گئے تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور جنگ یرموک اور فتح دمشق میں بھی شامل رہے مروان بن حکم جو حضرت معاویہؓ کی جانب سے مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا کے پاس اروئی نامی ایک بڑھیا نے شکایت پیش کی کہ سعیدؓ نے میری زمین غصب کر لی ہے مروان نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے پیغام بھیجا کہ تم میری نسبت یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے اس بڑھیا پر ظلم کیا ہے حالانکہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظَلَمًا طَوَّقَهُ إِلَى سَبْعِ الْأَرْضِينَ جس شخص نے ایک باشت زمین بطور ظلم کے حاصل کی تو اس زمین کے بقدر ساتوں زمینیں اس کے گلے

میں بطور طوق کے ڈال دی جائیں گی۔ پھر آپ نے تین دعائیں مانگیں

اے اللہ اگر یہ بڑھیا جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے

اسے اس کے گھر کے کنویں میں گرا دے

میرے سچ کو مسلمانوں پر واضح کر دے

چنانچہ آپ کی تینوں دعائیں اللہ کے ہاں مقبول و منظور ہو گئیں بڑھیا اندھی ہو گئی پھر

ایک دن چلتے چلتے اپنے گھر کے کنویں میں گر کے مر گئی اور وہی کنواں اس کا مقبرہ بن

گیا اور مسلمانوں پر حضرت سعید کی حقانیت واضح اور ظاہر ہو گئی

اور اہل مدینہ میں یہ ضرب المثل بن گئی اَعْمَاكَ اللَّهُ كَمَا اَعْمَى الْاَرْوَى

اللہ تجھے ایسے اندھا کر دے جیسے اَرْوَى کو اندھا کیا۔ آپ کی وفات 51ھ میں بمقام

عقیق ہوئی آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن

ابی وقاص نے آپ کو غسل دیا اور آپ کو قبر میں اتارا آپ کا نماز جنازہ حضرت عبداللہ

بن عمر نے پڑھایا۔

عشرہ مبشرہ کے دسویں رکن۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے آٹھ آدمیوں کے بعد نویں نمبر پر اسلام قبول کیا آپ

ذوالحجہ تین ہیں حبشہ اور مدینہ کی طرف آپ نے ہجرت کی تمام غزوات میں حضور

اکرم ﷺ کے ساتھ رہے خلافتِ شیخین میں شام و عراق و فلسطین میں لشکر اسلام کے

سپہ سالار رہے۔

غزوہ بدر میں آپ کا والد جو کافر تھا آپ کے مد مقابل آ گیا تو جو اللہ سے

رشتہ قائم ہو چکا تھا اس کے مقابلہ میں ہر رشتہ ٹوٹ گیا۔ باپ بیٹے کے درمیان تلوار چل گئی۔ ایمان کفر پر غالب آ گیا اور باپ اپنے بیٹے کے ہاتھوں مقتول ہو گیا۔

غزوہ احد میں جب حضور اکرم ﷺ کے خود مبارک کے دو حلقے آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئے تھے۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ جس سے آپ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ دو دانت گرنے کے باوجود آپ کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت و خوشنما نظر آتا تھا۔

مسلم شریف میں روایت ہے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ اگر حضور اکرم ﷺ کسی کو خلیفہ مقرر کرتے تو وہ کون ہوتا۔ آپ نے کہا حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ سوال ہوا ان کے بعد۔ جواب ملا عمر فاروقؓ۔

سوال ہوا ان کے بعد۔ جواب ملا حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح۔

حضرت عبداللہؓ ابن عمر سے منقول ہے قریش کے تین افراد سب سے زیادہ روشن چہرے والے، عمدہ اخلاق والے، مضبوط دل والے اور سچی زبان والے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ، ابو عبیدہؓ بن الجراح، عثمان بن عفان۔

جب حضرت ابو عبیدہؓ شام کے گورنر تھے۔ تو حضرت عمرؓ شام کے دورے پر تشریف لائے اور ایک دن حضرت ابو عبیدہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں کوئی کھانے پینے کی چیز اور کوئی ساز و سامان نظر نہ آیا تو حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بولے ابو عبیدہؓ دنیا نے ہم سب کو بدل دیا لیکن تمہیں نہ بدل سکی۔ بخاری اور مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَ أَمِينُ هَذِهِ

الْأُمَّةِ أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ هِرَامِتٌ كَلِمَةً أَيْكٌ أَيْمِنٌ هُوَ تَابِعٌ هُوَ أَوْرَاسِ أَمْتِ كِ
 أَيْمِنُ أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ هِيَ أَيْمِنُ أَيْمِنٌ هُوَ تَابِعٌ هُوَ أَوْرَاسِ أَمْتِ كِ
 مِثْلُ جِهَانِ فَانِي سِ عَالِمِ بَقَا كِي طَرَفِ كُوجِ فَرَمَايَا حَضْرَتِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلِ نِ نَمَازِ جَنَازِهِ
 پڑھایا طاعونِ عمواس میں آپ اور آپ کا خاندان طاعون کی وبا سے محفوظ رہا تو آپ
 نے دعا مانگی اے اللہ آل ابو عبیدہ سے بھی اپنا حصہ وصول کر لیں چنانچہ آپ کی انگلی پر
 طاعون کا ایک چھوٹا سا دانہ نکل آیا لوگوں نے کہا یہ خطرناک نہیں ہے آپ نے فرمایا
 میں خیال کرتا ہوں کہ اللہ اس میں برکت عطا فرمائے گا اور جب اللہ برکت دیتا ہے تو
 تھوڑی چیز بھی بہت ہو جاتی ہے ایک روز عمواس سے بیت المقدس جا رہے تھے کہ
 راستے میں آپ کی وفات ہو گئی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت عشرہ مبشرہ ان مقدس ہستیوں کو اپنا رہبر و رہنما
 آئیڈیل ولیڈر بنانے کی اور ان کے اتباع اور نقش قدم پر چلنے کی مجھے اور آپ کو توفیق نصیب
 فرمادیں اور گلی گلی نگر نگران کے تذکرے و چرچے عام کرنے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین
 وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

شان حضرت عبداللہ بن مسعود

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخوasti کے جانشین
شیخ الحدیث و التفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا
امین و ناشر
مدظلہ علوم درخوasti
محمدا اللہ درخوasti

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان



ناشر

مکتبہ شہین درخوasti جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی
کریمن ٹاؤن نئی دہلی
پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarKhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ السَّتَّارِ الْعَفَّارِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ
وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْأَطْهَارِ أَمَا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ .

وَالسَّابِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (توبہ رکوع ۱۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اسْتَقْرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ
مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَمَعَاذِ بْنِ
جَبَلٍ (رواه البخاری)

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ

لَعَلَّ اللَّهُ يَرْزُقُنِي صَاحِبًا

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے

اور ہدایت نبی کے یاروں سے

مسلمانو! نبی کی غلامی ہمارا مقصود ہے

آج جس کا تذکرہ ہے وہ نبی کا سچا غلام عبداللہ بن مسعودؓ ہے

تمہید

محترم سامعین مکرم بزرگو عزیزونوجوانو اور میری معززہ وموقرہ دینی ماؤ بہنو بیٹیو!

آج کے خطبہ کا موضوع فقیہ امت صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل و مناقب ہیں۔

آیت کا مطلب

پہلے تلاوت کردہ آیت اور بیان کردہ حدیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں جس سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے میں نے یہ آیت سورۃ توبہ سے تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے مہاجرین جنہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے مکہ مکرمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی

(۲) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے انصار جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے مہاجرین کی خدمت کی اور ان کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور اپنے مال سے ان کے ساتھ تعاون کیا۔

(۳) تابعین جنہوں نے حضور ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا اور اخلاص کے ساتھ مہاجرین و انصار کی اتباع کی ان تینوں جماعتوں کے لئے اللہ نے تین نتائج ذکر کئے ہیں

پہلا نتیجہ۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے اور یہ اللہ سے راضی ہو چکے ہیں۔

دوسرا نتیجہ۔ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہشتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

تیسرا نتیجہ۔ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا یہ لوگ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے پھر خلاصہ ذکر کر دیا

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اللہ کی طرف سے رضا کا سرٹیفکیٹ

مل جائے اور جنت کا داخلہ مل جائے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا شمار سابقین اولین میں ہے جیسا کہ ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ چھٹے نمبر پر اسلام لانے والوں میں سے ہیں آپ سے پہلے پانچ افراد اسلام لائے تھے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ خود فرماتے تھے کہ میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے چھٹا مسلمان دیکھتا ہوں جبکہ ہمارے علاوہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ تھا۔ قربان جاؤں عبداللہ بن مسعودؓ تیری عظمت پر کہ اللہ نے تیری عظمت کا اعلان قرآن میں کر دیا اب اس عظمت کا اندازہ لگائیں جب آسمان وزمین نہ تھے اللہ کا یہ بیان تھا۔

جب سورج چاند ستارے نہ تھے رب کا یہ بیان تھا۔

جب اونچی اونچی یہ پہاڑیاں اور گھنی و گنجان یہ جھاڑیاں نہ تھیں اللہ کا یہ بیان تھا جب یہ تناور اور پھلدار درخت خوش رنگ اور خوشبودار پھول اور پتیاں نہ تھیں اللہ کا یہ بیان تھا۔

جب انسان و جن و حیوان نہ تھے یہ قرآنی بیان تھا تو گویا جب کچھ نہ تھا صرف اللہ اور ان کا کلام تھا۔

اس وقت عبداللہ بن مسعودؓ کی عظمت کا یہ پیغام بھی تھا۔

جب تک یہ آیات مساجد کے منبر و محراب میں مدارس اور سکول و کالج و گھر کی چار دیواری میں تلاوت ہوتی رہیں گی ابن مسعودؓ کی عظمت کا اعلان ہوتا رہے گا، ابن مسعودؓ کا دشمن، صحابہ کا دشمن، مٹ جائے گا مگر اس اعلان کو کوئی نہیں مٹا سکتا یہ بیان قیامت تک رہے گا اس کو جاہل، عالم، طالب، تاجر، کاشتکار، ملازم، مزدور، محدث، مفسر، خطیب، مقرر و اعظ لیڈر، غوث، قطب، ولی، تابعی، صحابی نبی ہر ایک پڑھے گا۔

حدیث کا مطلب

حدیث کا مختصر مطلب یہ ہے کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کی تعلیم چار افراد سے حاصل کرو عبداللہ بن مسعود اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

چنانچہ بخاری میں حضرت شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھی ہیں پھر قسم کھا کر کہا کہ پیغمبر کے صحابہؓ اس بات کو جانتے ہیں کہ میں پیغمبر کے ان صحابہؓ میں سے ہوں جو سب سے زیادہ قرآن کے عالم ہیں اگرچہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں کسی صحابیؓ نے آپ کی اس بات کی تردید نہیں کی۔ جب قرآن و حدیث سے ابن مسعودؓ کی عظمت ثابت ہوگئی تو اب کسی غلط تحریر و تقریر کے سہارے کی ضرورت نہیں ہمارے لئے کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کافی ہے۔

آیت و حدیث کی مختصر تشریح معلوم کرنے کے بعد اب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تفصیلی احوال کا خاکہ معلوم کریں جس سے آپ کی عظمت و بلندی آپ کے دل و دماغ تک پہنچ پائے گی۔

حضرت ابن مسعودؓ کا نام و کنیت، لقب و نسب

آپ کا نام عبداللہ ہے والد کا نام مسعود ہے آپ کی دو کنیتیں ہیں ایک کنیت ابو عبد الرحمن ہے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میری یہ کنیت حضور ﷺ نے میرے بچہ پیدا ہونے سے پہلے رکھی تھی تو جب بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام عبد الرحمن رکھا۔ دوسری

کنیت ابن ام عبد ہے اور یہ زیادہ مشہور ہے یہ کنیت والدہ کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے ہے کیونکہ آپ کی والدہ کا نام ام عبد تھا۔

آپ کے دو لقب ہیں ایک فقیہ امت دوسرا ذوالہجرتین بھی ہے اور ذوالہجرات ثلاثہ بھی ہے کیونکہ بعض نے کہا آپ نے دو ہجرتیں کیں اور بعض نے کہا تین ہجرتیں کیں جیسا کہ کتب تواریخ میں ہے کہ جب کفار و مشرکین کے ظلم کی داستان میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور مسلمانوں پر ایذا دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تاکہ نئے مسلمان اسلام سے پھر جائیں اور مسلمانوں کے لئے مکہ مکرمہ میں آزادی سے اسلامی احکام و فرائض کا بجالاتا مشکل ہو گیا تو حضور ﷺ نے صحابہ کو ہجرت کا مشورہ دیا اور فرمایا تَفَرَّقُوا الْأَرْضَ فَإِنَّ اللَّهَ يَجْمَعُكُمْ تم زمین میں پھیل جاؤ اللہ تعالیٰ ایک وقت تم کو اکٹھا کر دے گا تو صحابہ نے کہا ہم کدھر جائیں تو حضور ﷺ نے حبشہ کی طرف اشارہ کیا کیونکہ اس جگہ کا بادشاہ نجاشی عدل و انصاف والا تھا اب حبشہ کی طرف حضرت ابن مسعودؓ نے ایک ہجرت کی ہے یا دو ہجرتیں کی ہیں حافظ ابن حجرؒ اور ابن اسحاقؒ نے کہا کہ ابن مسعودؓ ہجرت اول میں نہ تھے بلکہ صرف ہجرت ثانیہ میں شریک تھے مگر ابن سعد اور واقدی نے کہا کہ ابن مسعودؓ دونوں ہجرتوں میں شریک تھے جس کا قصہ ابن سعد اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ ۵ھ رجب میں جب مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے جن میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں ان میں ابن مسعودؓ بھی تھے تو یہ حضرات حبشہ میں رہے کچھ مدت کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے لوگ اسلام لے آئے ہیں تو مہاجرین نے مکہ کی طرف واپسی شروع کر دی لیکن جب مکہ آئے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی تو بعض صحابہ فوراً حبشہ کی طرف واپس آ گئے مگر حضرت ابن مسعودؓ مکہ میں کچھ دن مقیم رہے لیکن کفار کا مسلمانوں پر ظلم زیادہ بڑھتا گیا تو حضور ﷺ نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو حضرت ابن مسعودؓ نے دوبارہ حبشہ کی

طرف ہجرت کی اور اس وقت مہاجرین کی تعداد اسی سے زیادہ تھی جن میں حضرت جعفر طیارؓ بھی تھے ان کی تقریر و عمل سے بادشاہ نجاشی نے متاثر ہو کر اسلام کو قبول کیا۔ حضرت جعفر طیارؓ جب اس کے دربار میں گئے تو سلام کہا مگر سجدہ نہ کیا ان سے سوال ہوا کہ آپ نے سجدہ کیوں نہیں کیا کہا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا سجدہ نہیں کرتے پھر سوال کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کا سجدہ نہ کریں اور اس نے ہمیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا بھی حکم دیا ہے پھر بادشاہ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پوچھا کہ ان کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے تو فرمایا وہ اللہ کا کلمہ ہے اور روح ہے جس کو اللہ نے حضرت مریم کی طرف ڈالا ہے وہ مریم جو کنواری تھی جس کا خاوند نہ تھا اور اس کو کسی نے چھوا بھی نہیں پھر بادشاہ نجاشی نے جب حضرت جعفرؓ کا یہ تو حید والا عمل دیکھا اور جرأت مندانہ تو حید والی تقریر سنی تو بول اٹھا کہ اے حبشہ کی قوم علماء و مشائخ مجھے تو جعفر کی بات بہت اچھی معلوم ہوتی ہے واقعی میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور جو وہ کہتا ہے وہی ہم اپنی کتاب انجیل میں پاتے ہیں اور اسی رسول کی حضرت عیسیٰ نے بشارت و خوشخبری دی تھی خدا کی قسم اگر میں وہاں پہنچ سکتا تو ان کے جوتے اٹھاتا ان کو وضو کراتا۔

بہر حال حضرت ابن مسعودؓ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شریک رہے پھر جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر کفار کے مصائب میں اضافہ ہوا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ آزادی کے ساتھ احکام اسلامیہ کو بجالائیں تو صحابہ کرامؓ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حبشہ والوں کو مسلمانوں کی اس ہجرت کی خبر ہو گئی تو مہاجرین حبشہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت ابن مسعودؓ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ کو اپنا مسکن بنا لیا تو حضرت ابن مسعودؓ کو تین ہجرتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کا نسب نامہ۔ والد کی طرف سے یوں ہے عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شیخ بن مخزوم بن صہلبہ بن کامل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہزریل بن مدرکہ بن الیاس بن مضرب بن نزار بن عدنان آپ کے والد اور والدہ دونوں کا تعلق قبیلہ ہذیل سے ہے البتہ آپ کی ثانی ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب کا تعلق قبیلہ بنو زہرہ سے ہے قبیلہ ہذیل قبیلہ بنو زہرہ کا حلیف شمار ہوتا تھا

حضرت ابن مسعودؓ کا نکاح و اولاد

آپ کی زوجہ کا نام زینب بنت عبداللہ ثقفی ہے آپ کے دو صاحبزادے عبدالرحمن اور ابو عبیدہ ہیں اور آپ کی صاحبزادیاں بھی ہیں اور آپ کے پوتے قاسم بن عبدالرحمن ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قبولِ اسلام

طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی جوانی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا اور عرب میں یہ قدیم زمانے سے طریقہ چلا آ رہا تھا کہ بچے سے بکریاں چروایا کرتے تھے تاکہ محنت و مشقت و جفاکشی و صبر کی عادات حاصل کرے اسی لئے تمام انبیاء نے بکریاں چرائیں خود حضور ﷺ نے بھی قریش کی بکریاں چرائیں تو ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ وابو بکر صدیق دونوں مشرکین سے بھاگ کر آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے پاس دودھ ہوگا جس کو پی کر ہم اپنی پیاس بجھائیں تو میں نے کہا یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں اس لئے میں آپ کو ان کا دودھ نہیں دے سکتا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس ایسی بکری ہے جسے زرعے واسطہ نہ پڑا ہو میں نے کہا ہاں تو وہ بکری آپ کے پاس لایا حضور ﷺ نے اس کو باندھا اور اس کے تھن پر ہاتھ

پھیرا اور دعا کی تو تھن دودھ سے لبریز ہو گئے تو آپ نے اور ابو بکرؓ نے دودھ نکالا اور سیر ہو کر پی لیا پھر حضور نے تھنوں کو حکم دیا تو وہ پہلے کی طرح سکڑ گئے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ مجھے بھی یہ دعا سکھلائیں تو آپ نے فرمایا اِنَّكَ غُلَامٌ مُّعَلَّمٌ کہ تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے تو آپ کے اس معجزہ سے متاثر ہو کر میں نے اسلام کو قبول کیا پھر آپ کے اِنَّكَ غُلَامٌ مُّعَلَّمٌ کہنے کا یہ اثر ہوا کہ میں نے ستر سورتیں آپ کی زبان مبارک سے یاد کر لیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں

حدیث (۱): طبقات ابن سعد و جامع الاصول میں حضرت علیؓ اور زبیر بن حبیشؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ کو حضور ﷺ نے مسواک لانے کے لئے حکم دیا تو وہ مسواک کے لئے پیلو کے درخت پر چڑھے ان کی پنڈلیاں دبلی پتلی تھیں تو صحابہ کرامؓ آپ کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا کس وجہ سے ہنس رہے ہو تو صحابہؓ نے کہا ہم ان کی پنڈلیوں کے دبلے پتلے ہونے کی وجہ سے ہنس رہے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ان کی ان پنڈلیوں کو آخرت میں وزن کیا گیا تو میزان عدل پر ان کا وزن احد پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا غور کریں اگر ابن مسعودؓ کی پنڈلیوں کا یہ مقام ہے تو خود ابن مسعودؓ کا اللہ و رسول اللہ کے ہاں کیا مقام ہوگا۔

حدیث (۲): ایک مرتبہ ایک مجلس میں حضور ﷺ نے تقریر فرمائی پھر حضرت ابو بکرؓ سے کہا انہوں نے تقریر کی پھر حضرت عمرؓ سے کہا انہوں نے تقریر کی پھر حضرت ابن مسعودؓ سے کہا انہوں نے تقریر کی اور فرمایا اِنَّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَبُّنَا وَاِنَّ الْاِسْلَامَ دِينُنَا وَاِنَّ الْقُرْآنَ اِمَامُنَا وَاِنَّ الْبَيْتَ قِبْلَتُنَا وَاِنَّ هَذَا نَبِيُّنَا اے لوگو اللہ ہمارا رب ہے اور

اسلام ہمارا دین ہے اور قرآن ہمارا امام ہے اور بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ہمارا نبی ہے پھر کہا رَضِينَا بِمَا رَضِيَ اللهُ لَنَا وَرَسُولُهُ وَكَرِهْنَا بِمَا كَرِهَ اللهُ لَنَا وَرَسُولُهُ کہ ہم اس سے راضی ہیں جس پر ہمارا اللہ اور نبی راضی ہے اور ہم اس کو پسند نہیں کرتے جس کو ہمارا اللہ اور رسول پسند نہیں کرتے۔

جب حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ تقریر سنی تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا رَضِينَا بِمَا رَضِيَ اللهُ لِأُمَّتِي وَابْنُ أُمِّ عَبْدِ وَكَرِهْنَا بِمَا كَرِهَ اللهُ لِأُمَّتِي وَابْنُ أُمِّ عَبْدِ کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں جس کو اللہ نے میری امت اور ابن مسعودؓ کے لئے پسند کیا اور اس بات کو پسند نہیں کرتا جس کو اللہ نے میری امت اور ابن مسعودؓ کے لئے پسند نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ابن مسعود کے ساتھ اللہ و رسول کی محبت ہے ابن مسعودؓ کے متعلق جو رب کی پسند وہی شاہ عرب کی پسند اور جو ابن مسعود کے لئے اللہ کی ناپسند وہی مصطفیٰ کی ناپسند تو ابن مسعودؓ اللہ و رسول کے پسندیدہ ہوئے جو ان کی پسند ہے وہ ابن مسعودؓ کے لئے پسند کرتے ہیں اور جو ان کی ناپسند ہے وہ ابن مسعود کے لئے پسند نہیں کرتے۔

حدیث (۳): مسند احمد بن حنبل ج ۶ میں حضرت زر بن حبیشؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ آپ کے دائیں بائیں تھے حضرت ابن مسعودؓ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ نساء تلاوت فرما رہے تھے یہاں تک کہ پوری سورت ختم کی تو اس موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ قرآن کو تازہ حالت میں پڑھے یعنی جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو وہ ابن مسعودؓ کی قرأت کے طرز پر پڑھے پھر ابن مسعودؓ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنے لگے تو حضور ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا سَلِّ تَغَطُّ کہ تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا تو اس وقت حضرت ابن مسعودؓ نے تین دعائیں مانگیں اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَا يَرْتَدُّ

وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةً نَّبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَىٰ جَنَّةِ الْخُلْدِ يَا اللَّهُ مِثْلَ تَجِّهِ
سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو رد نہ ہو دوسری دعایا اللہ میں تجھ سے ایسی نعمت طلب کرتا ہوں جو
ختم نہ ہو تیسری دعایا اللہ میں تجھ سے جنت کے اعلیٰ درجات میں حضور ﷺ کی رفاقت طلب
کرتا ہوں تو اللہ نے تینوں دعائیں قبول فرمائیں۔

کیا مقام ہے حضرت ابن مسعودؓ کا کہ جس کی زبان سے قرآن سننے کے وقت
تازہ نزول قرآن کی کیفیت ظاہر ہو اور جن کو ایمان کی سلامتی والی دولت مل گئی اور جن کو
ہمیشہ والی نعمت مل گئی اور جن کو جنت میں پیغمبر کی رفاقت مل گئی۔ پھر اس دعاء کی قبولیت کی
خوشخبری دینے کیلئے حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں دوڑے مگر ابو بکرؓ بشارت دینے میں
سبقت لے گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ ابو بکرؓ پر رحم کرے میں نے جب بھی کسی کار خیر میں
سبقت کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ابو بکرؓ ہمیشہ مجھ سے سبقت کر گئے۔

حدیث (۴) مسند احمد ج ۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ
نے مجھے قرآن پڑھنے کے لئے کہا تو میں نے کہا آپ پر کیسے پڑھوں حالانکہ آپ پر تو
قرآن اتارا گیا ہے تو فرمایا اِنْسِيْ اِحْبُ اَنْ اَسْمَعُ مِنْ غَيْرِيْ میں دوست رکھتا ہوں کہ
دوسرے سے قرآن سنوں تو حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے سورۃ نساء پڑھنی
شروع کی جب اس آیت پر پہنچا وَاِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى
هُؤُلَاءِ شَهِيدًا جس میں قیامت کا منظر ذکر کیا گیا ہے فَرَايْتُ عَيْنًا رَسُوْلُ اللّٰهِ تَذَرَفَانِ
میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو مبارک آپ کے رخسار مبارک پر گر رہی تھیں
کیا مقام ہے حضرت ابن مسعودؓ کا کہ تلاوت قرآن کیلئے نبوت نے آپ کا انتخاب کیا۔

حدیث (۵): ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ہر نبی کے لئے سات ایسے رفیق دیئے ہوتے ہیں جو اس نبی کے دین کے نگران ہوتے ہیں مگر اللہ نے مجھے چودہ ایسے رفیق دیئے ہیں۔

حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا کہ وہ چودہ کون ہیں تو فرمایا ایک میں ہوں اور حسنؓ اور حسینؓ اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود اور ابو ذرؓ اور مقدادؓ بن اسود قربان جائیں ابن مسعودؓ کی عظمت پر کہ نبی نے اس کو دین کے نگرانوں میں سے کہا وہ نبی کا رفیق بھی ہوا اور نبی کے دین کا محافظ بھی ہوا۔

حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل صحابہ کرامؓ

وسلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں

(۱) بخاری میں ہے حضرت عبدالرحمنؓ بن یزید فرماتے ہیں سَمَلْنَا حَذِيفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبُ السَّمْتِ وَالْهُدَى مِنَ النَّبِيِّ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، ہم نے حضرت حذیفہؓ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کے حسن سیرت و طور طریق میں سب سے زیادہ مشابہ کون ہے تاکہ ہم اس سے علم حاصل کر کے اس پر عمل کریں تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدِيًا وَذَلًّا بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ کہ میں حضور ﷺ کی سیرت و طریقہ و عادات میں حضرت ابن مسعودؓ سے زیادہ کسی کو مشابہ نہیں پاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس نے پیغمبر کی سیرت و طور طریق کو اپنانا ہے وہ ابن مسعودؓ کی سیرت و انداز کو اپنائے کیونکہ وہ نبی کی سنت کے تابع تھے۔

(۲) بخاری ج ۱ میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی جب یمن سے مدینہ آئے تو مدینہ میں کچھ مدت ٹھہرے تو ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضور ﷺ کے اہل بیت سے سمجھتے تھے کیونکہ ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ حضور ﷺ کے گھر میں

اکثر آتے جاتے تھے کیونکہ آپ پیغمبر کے خادم خاص تھے اور بہت سی خدمات آپ سرانجام دیتے تھے جیسا کہ طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَلْبَسُ رَسُولَ اللَّهِ نَعْلَيْهِ كَمَا بَنِي مَسْعُودٍ حَضْرًا كَوَاجِعِي مَبَارَكٍ يَهْنَأُ ثُمَّ يَمْشِي أَمَامَهُ بِالْعَصَا بِحِرَاءِ لَيْكِرٍ آتٍ كَمَا جَاءَ حَتَّى إِذَا أَتَى مَجْلِسَهُ نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَأَذْخَلَهُمَا فِي ذِرَاعِيهِ جَبَّ حَضْرًا مَجْلِسٍ فِي آتٍ تَوَاقِي كَوَاجِعِي مَبَارَكٍ اتَّارَكَ بَعْلٍ فِي دَبَالِي تَتَّى T

(۳) بخاری ج ۱ میں حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں ملک شام آیا اور دو رکعت نفل پڑھی اور یہ دعا کی اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا يَا اللَّهُ مِيرَةَ لَيْكِرٍ سَاهِي مِيرَ فَرَا تَوَاقِي كَوَاجِعِي مَبَارَكٍ يَهْنَأُ ثُمَّ يَمْشِي أَمَامَهُ بِالْعَصَا بِحِرَاءِ لَيْكِرٍ آتٍ كَمَا جَاءَ حَتَّى إِذَا أَتَى مَجْلِسَهُ نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَأَذْخَلَهُمَا فِي ذِرَاعِيهِ جَبَّ حَضْرًا مَجْلِسٍ فِي آتٍ تَوَاقِي كَوَاجِعِي مَبَارَكٍ اتَّارَكَ بَعْلٍ فِي دَبَالِي تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى تَتَّى T

(۴) طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عمرؓ کی مجلس میں تھا کہ اچانک ایک نحیف کمزور جسم والا شخص آیا حضرت عمرؓ کافی دیر ان کو دیکھتے رہے اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے اور پھر تین بار کہا کہ یہ شخص ایسا برتن ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ ابن مسعودؓ تھے اس کے علم کا کیا مقام ہوگا جس کو حضرت عمرؓ جیسے انسان نے علم کا ظرف کہا ہو۔

(۵) طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کو فہ میں آئے ان دنوں حضرت ابن مسعودؓ کو فہ میں تھے تو حضرت علیؓ کے پاس حضرت ابن مسعودؓ کے کچھ دوست آئے تو حضرت علیؓ نے امتحان کے طور پر ان سے ابن مسعودؓ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ابن مسعودؓ کی تعریف کی اور کہا اچھے معلم ہیں بہترین اخلاق والے ہیں اچھے ساتھی ہیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس سے بھی ان کی زیادہ تعریف کروں گا کیونکہ انہوں نے قرآن پڑھا ہے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کہا آپ دین کے اندر بہت بڑے فقیہ ہیں اور سنت نبوی کے بہت بڑے عالم ہیں۔

(۶) طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت زربنؓ ہمیش فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ اکثر سوموار اور خمیس کا روزہ رکھتے۔

(۷) حضرت ثور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے سنا وہ فرماتے تھے جب سے میں اسلام لایا ہوں چاشت کے وقت نہیں سویا۔

حضرت ابن مسعودؓ اور اتباع محمدیؐ

پہلا واقعہ: ابوداؤد میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ممبر پر بیان فرما رہے تھے اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس وقت حضرت ابن مسعودؓ مسجد کے دروازہ پر تھے تو وہیں بیٹھ گئے تاکہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تاخیر نہ ہو جب حضور ﷺ کی نگاہ پڑی کہ ابن مسعودؓ دروازہ پر بیٹھے ہیں تو فرمایا تعال یا عبداللہ ابن مسعود اے ابن مسعودؓ آگے آ جاؤ۔

دوسرا واقعہ: صحیحین میں حضرت شقیق سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ فرماتے تھے تو ایک دفعہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر آپ روزانہ وعظ و نصیحت کریں

تو بہت اچھا ہوگا تو ابن مسعود نے کہا میں روزانہ اس لئے وعظ نہیں کرتا تا کہ تم اکتانہ جاؤ جیسا کہ حضور ﷺ ہمیں وعظ کے لئے موقعہ تلاش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ روزانہ اس لئے وعظ نہیں کرتا تا کہ تم اکتانہ جاؤ۔

تیسرا واقعہ: طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت نقیع جو ابن مسعودؓ کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ لوگوں سے بہترین تھے سفید کپڑوں کے پہننے کے اعتبار سے اور عمدہ خوشبو لگانے کے اعتبار سے چونکہ حضور ﷺ کو سفید کپڑے پسند تھے اور خوشبو لگانا بھی پسند تھا اس لئے ابن مسعودؓ کو ان دو چیزوں کے ساتھ پہچانا جاتا تھا۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ذوق روایتِ حدیث

آپ سے مختلف صحابہ و تابعین نے حدیث روایت کی ہے آپ کی کل مرویات 548 ہیں جو بخاری و مسلم دونوں میں ہیں ان کی تعداد چونٹھ ہے اور جو روایات صرف بخاری میں ہیں ان کی تعداد اکیس ہے اور جو روایات صرف مسلم میں ہیں ان کی تعداد پینتیس (۳۵) ہے آپ روایت حدیث میں احتیاط کرتے اور ہمیشہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ کہہ کر بیان کرتے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا طلباء سے پیار

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب چھوٹے چھوٹے ننھے ننھے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم میں مصروف دیکھتے تو بڑے پیار اور محبت اور شفقت کے ساتھ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے شاباش

تم حکمت کے سرچشمے ہو

تاریکی میں روشنی ہو

تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہیں

لیکن تمہارے دل تروتازہ ہیں

تم قرآن و سنت کی تعلیم کیلئے

گھروں میں، مسجدوں میں، مدرسوں میں قید ہوئے ہو

لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو

حضرت ابن مسعودؓ کی فتاہت

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی وفات کے بعد علوم نبویہ کے تین مراکز تھے

(۱) مکہ مکرمہ جس کے صدر معلم ابن عباسؓ تھے۔

(۲) مدینہ منورہ جس کے صدر معلم ابن عمرؓ تھے۔

(۳) کوفہ جس کے صدر معلم ابن مسعودؓ تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ کوفہ میں باقاعدہ قرآن و حدیث و فقہ کا درس دیتے تھے آپ کے تلامذہ

کی تعداد چار ہزار تک ہے جن میں حضرت علقمہؓ، حضرت مسروقؓ و حضرت عبیدہؓ و حضرت

حارثؓ و قاضی شریحؓ مشہور ہیں چنانچہ وفات کے بعد جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لائے اور

مسجد کوفہ میں چار سو کے قریب دو اتیں رکھی دیکھیں اور طلباء لکھ رہے تھے تو فرمایا **حَسْبُكَ اللَّهُ**

ابْنُ أُمِّ عَبْدِ قَدْ مَلَأَ هَذِهِ الْقَرْيَةَ عِلْمًا اللَّهُ ابْنُ مَسْعُودٍ پر رحم کرے جس نے کوفہ کو دین کے

علم سے بھر دیا۔ اور فرمایا **لَقَدْ تَرَكَ ابْنُ أُمِّ عَبْدِ هَوْلَاءِ سُرُجَ هَذِهِ الْكُوفَةِ** اور فرمایا

هَوْلَاءِ سُرُجَ هَذِهِ الْأُمَّةِ ابْنُ مَسْعُودٍ نے یہ علماء کوفہ کے علمی چراغ چھوڑے ہیں اور یہ

امت کے علمی چراغ ہیں۔

حضرت مسروقؓ فرماتے ہیں تمام صحابہ کرامؓ کا علم 6 حضرات میں جمع ہوا۔ حضرت عمرؓ، حضرت

علیؓ، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زیدؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، پھر چھ کا علم دو میں جمع ہوا، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، پھر دونوں حضرات کا فیض کوفہ میں پھیلا، پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے جانشین، حضرت علقمہؓ ہوئے۔ حضرت علقمہؓ کے جانشین حضرت ابراہیم نخعیؓ ہوئے۔ حضرت ابراہیم نخعیؓ کے جانشین حضرت حمادؓ ہوئے۔ حضرت حمادؓ کے جانشین امام اعظم ابوحنیفہؓ ہوئے۔ اسی وجہ سے کوفہ کا علم اور بصرہ کی عبادت مشہور اور زبان زد عام ہو گئیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؓ نے ۱۲۱ھ سے لیکر ۱۵۰ھ تک ۳۰ سال کے عرصہ میں مجلس شوریٰ کے چالیس مجتہد ممبروں کے ساتھ پچاس لاکھ سے زائد مسائل کو مرتب کر کے فقہ حنفی کی بنیاد رکھی جو اکثر و بیشتر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مسائل و فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

أَلْفِقَهُ زَرْعُ ابْنِ مَسْعُودٍ، خَصَادَةُ إِبْرَاهِيمَ، حَمَادٌ، دَوَّاسٌ،
نُعْمَانٌ طَاحِنَةٌ، يَعْقُوبٌ عَاجِنَةٌ، مُحَمَّدٌ خَابِزٌ وَالْأَكِلُ النَّاسُ

فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی کھیتی ہے۔ جسے حضرت علقمہؓ نے پانی دیا، حضرت ابراہیم نخعیؓ نے کاٹا، حضرت حمادؓ نے گاھا، امام ابوحنیفہؓ نے چھانا، امام ابو یوسفؓ نے آٹا گوندھا، امام محمدؓ نے روٹی پکائی اور سب لوگ کھا رہے ہیں۔

یعنی فقہ کے فتاویٰ اور مسائل سے سب لوگ فائدہ اور نفع اٹھا رہے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ذوق جہاد فی سبیل اللہ

آپ نے جہاں کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کی تعلیم و تبلیغ کا کام کیا ہے وہاں آپ نے اسلام کی سر بلندی کے لئے غزوات میں بھی شرکت کی ہے چنانچہ آپ ہر جنگ

میں شریک رہے غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اسلام کے بڑے دشمن اور کفار کے سردار ابو جہل کو قتل کرنے کا سہرا آپ کے سر ہے۔ فتح الباری شرح بخاری میں تفصیل ہے کہ جب حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے دائیں بائیں دو لڑکے یعنی معاذ اور مسعود دیکھے جو عفرات کے بیٹے تھے تو ان کم عمر لڑکوں نے عبدالرحمنؓ سے کہا کہ ابو جہل کہاں ہے اس نے کہا اے بھتیجو کیوں کیا وجہ ہے کہنے لگے ہم نے سنا ہے وہ ہمارے پیغمبر کو گالیاں دیتا ہے ہم نے قسم اٹھائی ہے کہ اس کو قتل کریں گے تو اچانک عبدالرحمنؓ کی نظر ابو جہل پر پڑی تو عبدالرحمنؓ کہتے ہیں میں نے اشارہ کیا تو دونوں نے تیزی سے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور وہ سواری سے گر گیا جنگ ختم ہونے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کون ہے جو ابو جہل کی خبر لائے تو ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں فوراً روانہ ہوا اور اس کو زمین پر گرا ہوا دیکھا تو میں نے اس کی داڑھی پکڑی اور اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور کہا تو ہی ابو جہل ہے اللہ نے تجھ کو رسوا کر دیا ہے کہنے لگا بس مجھے یہی غم ہے کہ کاشنکار کے دو لڑکوں نے مجھے قتل کیا ہے جب میں نے دیکھا کہ اس میں زندگی کی کچھ رمت باقی ہے تو میں نے اس کا سرتن سے جدا کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں لایا پھر حضور ﷺ کو اس کے قتل کی جگہ لایا تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر تین بار کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهُ اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائی ہے اسی طرح غزوہ احد اور غزوہ خندق اور غزوہ خیبر اور صلح حدیبیہ وغزوہ خنین اور فتح مکہ میں بھی شریک ہوئے اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔

حضرت ابن مسعودؓ کے دیگر کارنامے

اسد الغابہ میں ہے کہ آپ کو حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں عہدہ قضاء دیا گیا

اور وزیر خزانہ اور بیت المال کی نگرانی کا کام بھی دیا گیا اور قرآن و حدیث کی تعلیم کیلئے معلم بھی مقرر کیا گیا اور وزارت کے فرائض بھی حوالہ کئے گئے آپ نے تمام فرائض کو بحسن خوبی سرانجام دیا پھر حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بھی ان فرائض پر برقرار رکھا گیا اور آپ نے یہ تمام ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ذکاوت

امام شعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سفر کر رہے تھے تو ایک جماعت سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا تم کون ہو تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ اَقْبَلْنَا مِنْ فَحٍّ عَمِيقٍ کہ ہم بہت دور دراز سے آئے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ تم کدھر جا رہے ہو تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا اَلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ بیت اللہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن مجید میں کونسی آیت زیادہ عظمت والی ہے تو ابن مسعودؓ نے کہا آیت الکرسی پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن میں کونسی آیت ہے جس کے ہر حصہ پر عمل ضروری ہے تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِتْيَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نحل آیت ۹۰)

پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن کی کونسی آیت ہے جو جامع ہے تو ابن مسعودؓ نے کہا

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (زلزال آیت ۸).

پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن کی وہ کونسی آیت ہے جو زیادہ ڈرانے والی

ہے تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِبْهُ وَلَا يَجِدْ لَهُ دُونَ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا

نَصِيرًا (نساء آیت ۱۲۳).

پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن کی وہ کونسی آیت ہے جو زیادہ رحمت کی امید

دلانے والی ہے تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (زمر آیت ۵۳)۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین آدمی بڑے عقل مند اور قیافہ شناس گزرے ہیں۔

(۱) عزیز مصر، جس نے یوسفؑ کو مصر کے بازار سے خریدا اور آپ کے کمالات کو دیکھ کر بیوی کو ہدایت دی۔

اَكْرَمِيْ مَثْوٰةٍ اَسْءَلْتُمْ بِهَا مَتْرًا كَيْسَاتِهٖمْ فِيْ رَهْنًا۔

عَسَى اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا شَآئِدٍ يَّهٗ بَرَّاهُوْكَرْ هَمِيْسٍ نَّفْعٍ يَّهٗ نَجَّاهُ
یا ہو سکتا ہے کہ ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔

(۲) شعیبؑ کی وہ بیٹی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا
يٰۤاَبَا جَانِ اَسْتَاْجِرُكَ اَسْءَلْتُمْ بِهَا مَتْرًا كَيْسَاتِهٖمْ فِيْ رَهْنًا۔

اِنَّ خَيْرَ مَنْ اَسْتَاْجَرْتِ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ۔

کیونکہ بہترین ملازم وہ ہوتا ہے جو قوت والا امانت دار ہو۔

(۳) حضرت ابو بکر صدیقؓ جنہوں نے اپنے بعد عمر فاروقؓ کو خلافت کیلئے منتخب فرمایا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی اطاعتِ امیر

حضرت عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں مختلف سازشوں کا بازار گرم ہوا جس وجہ سے حضرت ابن مسعودؓ کو کوفہ کے منصب سے معزول کر دیا گیا جب ابن مسعودؓ کے معزول ہونے کی خبر کوفہ میں پھیلی تو تمام تلامذہ و متعلقین و اہل شہر کی بڑی جماعت نے اکٹھے ہو کر

آپ سے کہا کہ آپ کو فہ سے نہ جائیں اگر کوئی تکلیف آئی تو ہم سب مل کر اس کو دور کریں گے مگر ابن مسعودؓ نے کہا کہ میرے لئے اطاعت امیر فرض ہے اگر میں اطاعت نہ کروں تو ممکن ہے میری وجہ سے کوئی فتنہ و فساد پیدا ہو جائے جو مجھے منظور نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی وفات

طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے کہ جب آپ کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی تو ایک دن ایک شخص نے آپ سے آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی آخری زیارت سے محروم نہ کرے میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ ان کے سامنے موجود ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن مسعودؓ تم نے میرے بعد بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اب میرے پاس آ جاؤ تو ابن مسعودؓ نے کہا واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے کہا ہاں تو ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم میرے جنازہ میں شریک ہو کر مدینہ سے جاؤ گے چند دنوں میں اس خواب کی تعبیر ظاہر ہوگی چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ انہی ایام میں بیمار ہو گئے حضرت عثمانؓ آپ کی طبع پرسی کے لئے تشریف لائے پھر حضرت عثمانؓ و حضرت ابن مسعودؓ میں گفتگو شروع ہو گئی۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کو کس بیماری کی شکایت ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا اپنے گناہوں کی۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا اللہ کی رحمت کو۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کے لئے طبیب کو بلاؤں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کا وظیفہ جاری کر دوں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کی صاحبزادیوں کے کام آئے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کیا آپ کو میری لڑکیوں کے محتاج ہونے کا خطرہ ہے

یہ خطرہ نہ کریں کیونکہ میں نے ان کو سورۃ واقعہ پڑھنے کا حکم کیا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا

ہے مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا

جس نے ہر رات سورۃ واقعہ پڑھی وہ کبھی محتاج نہ ہوگا اور فاقہ اس کو نہ پہنچے گا۔

۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے پڑھائی

اور آپ کو جنت البقیع میں حضرت عثمانؓ بن مظعون کے برابر دفن کیا گیا جو شخص جاتا ہے وہ

اپنی نظیر نہیں چھوڑ جاتا چنانچہ مسلم میں ابوالاحوص عوف بن مالک کی روایت ہے کہ جب حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ کا انتقال ہوا تو میں ابو موسیٰ اشعرنی اور ابو مسعودؓ انصاری کی مجلس میں تھا تو ان

میں سے کسی ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ابن مسعودؓ نے اپنے جیسا کوئی چھوڑا ہے تو ابو موسیٰ

اشعرنیؓ نے کہا ان کی شان تو یہ تھی کہ جب ہمیں حضورؐ کی مجلس سے روکا جاتا تو ان کو اجازت

ہوتی اور جب ہم حضورؐ کی مجلس سے غائب ہوتے وہ اس وقت بھی حاضر ہوتے۔

تو آپ کی وفات کے بعد بھی صحابہؓ میں آپ کی عظمت کا اقرار کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرامؓ کی اتباع نصیب فرمائے اور قیامت کے دن انہی

کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شان حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ رضی

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث و التفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا
احصا
حماد اللہ درخواستی مدظلہ علوم درخواستی
امین و ناشر

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان



ناشر

مکتبہ اشرفیہ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
گرین ٹاؤن ضلع جیم پاران
پوسٹ بکس نمبر 5

Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

شان حسن و حسین

خطبہ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحَدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(احزاب آیت نمبر ۳۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ
مِنْ نِعْمَةٍ وَأَحِبُّوا لِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي (رواه الترمذی)
صدق الله وصدق رسوله النبي الكريم

کٹا کر گردنیں بتلا گئے یہ کربلا والے

کہ بندوں کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

نہ نازی کی ضرورت ہے نہ نیازی کی ضرورت ہے

زمانہ جنگ میں مردانِ غازی کی ضرورت ہے

ندا آتی ہے اب بھی کربلا کے ذرہ ذرہ سے

حسین بن علیؑ جیسے نمازی کی ضرورت ہے
 مقامِ فیض کوئی راہ میں بچا ہی نہیں
 جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے
 عجیب تیری سیاست ، عجیب تیرا نظام
 یزید سے بھی مراسم حسینؑ کو بھی سلام
 لذتِ رقصِ لہلہ شہیدوں سے پوچھ
 آگئے وجد میں سر جو کٹنے لگا
 بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
 کہ در آغوشِ شہیرے بگیری
 مقامِ بندگی دیگر مقامِ عاشقی دیگر
 زنوری سجدہ میخوای زخا کی بیش ازاں خواہی
 مَضَّتِ الدُّهُورُ وَمَا آتَيْنَ بِمِثْلِهِ
 وَلَقَدْ آتَى فَعَجَزْنَا عَنْ نُظْرَائِهِ
 پیام کرب و بلا الٰہی إِلَّا اللَّهُ
 حسینؑ کی صدا الٰہی إِلَّا اللَّهُ
 جس دہن سے کوئی مقتل میں گیا وہ شانِ سلامت رہتی ہے
 یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں ہے

مؤمن کا یہ کردار ہے مؤمن کی یہ پہچان
 اخلاص میں ہو روح تو اخلاق میں ہو جان
 ایمان کی بجلی ہو ، تڑپتے ہوئے دل میں
 ایک ہاتھ میں تلوار ہو ایک ہاتھ میں قرآن
 میرے ہمراہی کریں گے اس طرح جانیں نثار
 مغفرت کی ذرے ذرے کو دعا دینی پڑے
 اور اتنا کر دوں گا میں ماؤں کی محبت کو بلند
 دل کے ٹکڑوں کو شہادت کی دعا دینی پڑے
 خاک ارضِ پاک سے ایسے اٹھاؤں گا شہید
 جن کے مدفن کو زمین کربلا دینی پڑے
 شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن
 نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

تمہید:

محترم سامعین کرام۔ آج کے بیان میں جنت کے نوجوانوں کے سردار
 حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کا قرآن و حدیث کی روشنی میں صحابہؓ اور اہلبیتؑ کی
 زبان سے ایک بہترین و دلنشین تذکرہ ہوگا اور حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کی عظیم الشان
 اور ناقابلِ فراموش قربانی اور شہادت کا چرچہ ہوگا۔

حسن و حسینؑ قرآن کی روشنی میں

تلاوت کردہ آیت سورۃ احزاب کی ہے۔ اس میں اہلبیتؑ کی عظمت کا ذکر ہے اہلبیت میں پیغمبر کی ازواجؑ مطہرات اور پیغمبر کی اولاد داخل ہیں۔ سورۃ احزاب کی یہ آیت تطہیر ہے جس میں براہِ راست خطاب ازواجِ مطہرات کو ہے۔ اس لئے مؤنث کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ قَرْنَ، تَبَرَّجْنَ، اَقْمَنَ، اَتَيْنَ، اَطْعَنَ اور قرآن میں اہل بیت کا لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ ہود آیت نمبر ۷۳ میں ہے۔ قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةً اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ البتہ اہل بیت کا لفظ مذکر ہے تو اس لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے علیکم جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔ اسی طرح آیت تطہیر میں اہلبیت کے لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے عَنْكُمْ لِيُطَهَّرَكُمْ جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔ پھر جس طرح اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اہلبیت میں شامل ہیں۔ اسی طرح آیت تطہیر میں بھی حضور ﷺ داخل ہیں اور جس طرح اس آیت میں اہلبیت کا اصل مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہے۔ تو اسی طرح آیت تطہیر میں بھی اصل مصداق ازواجِ مطہرات ہیں۔ کیونکہ آیت کے ابتداء میں ازواجِ مطہرات کا ذکر ہے۔

اللہ نے فرمایا يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنَّ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ۔ اے نبی کی بیویاں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ کا ڈر رکھتی ہو تو نرم اور دبی بات نہ کرو جس کے دل

میں روحانی بیماری ہے وہ غلط امید و لالچ نہ کرے بلکہ وَقُلْنَا قَوْلًا مَّعْرُوفًا۔ ایسی بات کرو جو معقول ہو جیسے ماں بیٹے سے بات کرتی ہے۔ وَقَرْنِ فِي بُيُوتِكُمْ۔ اور اپنے گھروں میں رہو۔ وَلَا تَبْرَجْنَ تَبْرُجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔ اور جاہلیت کے طریقہ کی طرح غیروں کے سامنے زینت کا اظہار نہ کرو۔

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ۔ اور نماز قائم کرو۔ وَآتِينَ الزَّكَاةَ اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ۔ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کرے۔

وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا۔ اور تم کو پاک کرے مگر اہلیت کا معنی ہے جو گھر میں رہنے والے ہوں تو اس میں جیسے حضور ﷺ کی بیویاں داخل ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی اولاد بھی داخل ہے اور نواسے حسن و حسینؑ بھی داخل ہیں۔

حسن و حسینؑ احادیث کی روشنی میں

حدیث میں اہلیت کی محبت کو محبت رسول کا معیار ٹھہرایا ہے۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت رکھو یعنی اللہ کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ اللہ کی ذات اپنی نعمتوں سے تمہاری غذا اور روزی کا انتظام کرنے والی ہے پھر فرمایا مجھ سے محبت رکھو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں تو جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے بھی محبت کرے۔ پھر فرمایا اہل بیت سے

محبت رکھو یعنی ان کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں جو مجھے محبوب بناتا ہے وہ میرے اہل بیت کو بھی محبوب بنائے۔ ہمارے لئے صحابہ کرامؓ و اہلبیتؓ دونوں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ صحابہؓ و اہلبیتؓ کا شان بڑھے، سنی کا ایمان بڑھے ہمارا مسلک وہی ہے۔ جو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ میں ہے۔ قرآن اور پیغمبر کے فرمان میں دونوں کی عظمت کا ذکر ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ

نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

هُمَا رِيحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا - حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ مِثْرِي دُنْيَا كَ دُو پھول ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ هُمَا رِيحَانَتَايَ مِنَ الْجَنَّةِ

حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ مِثْرِي جَنَّةِ كَ دُو پھول ہیں۔

اور ترمذی شریف میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَضُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ أَوْرَ حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ ﷺ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ كُو

سو نگھتے بھی تھے اور چومتے بھی تھے اور اپنے سینے سے بھی لگاتے تھے اور ارشاد فرماتے

تھے کہ مجھے اپنے نواسوں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حسن و حسینؑ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے
ترمذی شریف میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت
حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا

اے اللہ میں حسنؑ و حسینؑ سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی ان سے محبت فرمائیں اور جو
حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرے اسے بھی اپنا محبوب بنا لیں۔

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ
حضور اکرم ﷺ کی شبیہ اور صورت تھے

ترمذی شریف میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؑ سر سے لے
کر ناف تک اور حضرت حسینؑ ناف سے لے کر پاؤں تک حضور اکرم ﷺ کے مماثل
و مشابہ تھے۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ
حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسنؑ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک آدمی نے یہ منظر
دیکھ کر کہا نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامَ اے حسنؑ تو بہترین سواری پر سوار ہے
تو حضور اکرم نے ارشاد فرمایا وَ نِعْمَ الرَّكِبُ هُوَ
اگر سواری بہترین ہے تو سوار بھی تو عمدہ ترین ہے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد

فرما رہے تھے کہ اچانک حسن و حسینؑ تشریف لائے عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ
يَمْشِيَانِ وَيَعْتُرَانِ ان دونوں حضرات نے سرخ دھاریوں والی لمبی قمیصیں پہنی ہوئی
تھیں اور چھوٹی عمر کی وجہ سے چلتے تھے اور گر جاتے تھے۔

فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ تَوْحُورًا كَرِيمًا
نے خطبہ موقوف کیا منبر سے اترے حسن و حسینؑ کو اٹھایا اور منبر پر ساتھ بٹھایا پھر ارشاد
فرمایا صَدَقَ اللَّهُ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اللَّهُ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْبَيْتِ
اولاد آزمائش ہیں میں نے اپنے نواسوں کو گرتے دیکھا تو مجھ سے برداشت نہ ہو میں
نے خطبہ موقوف کیا اپنے نواسوں کو اٹھایا منبر پر ساتھ بٹھایا تب مجھے سکون اور اطمینان
نصیب ہوا حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے جب وہ باب کعبہ کو پکڑے ہوئے تھے کہ
میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال اس
امت میں سفینہ نوح کی مانند ہے۔ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ۔ جو
سفینہ نوح میں سوار ہوا نجات پائی اور جو سفینہ نوح میں سوار نہ ہوا ہلاک ہوا ویسے ہی
اس امت میں جو محبت اہل بیت کے سفینہ اور کشتی میں سوار ہوگا وہ کامیاب ہوگا اور
نجات پائے گا اور جو سوار نہ ہوگا وہ ناکام ہوگا اور تباہ و برباد ہوگا۔

مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب یہ
آیت اتری نَذْعُ آبْنَاءَنَا وَآبْنَاءَكُمْ تَوْحُورًا كَرِيمًا نے حضرت علیؑ حضرت
فاطمہؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا اور ارشاد فرمایا اللَّهُمَّ هُوَلَاءِ أَهْلِ بَيْتِي

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سیاہ رنگ کی اونی منقش چادر اوڑھے بیٹھے تھے کہ حضرت حسن شریف لائے آپ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت حسین شریف لائے آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت فاطمہ شریف لائیں آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمایا پھر حضرت علی شریف لائے آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمایا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً

ترمذی شریف میں حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی شریف فاطمہ شریف حسن شریف اور حضرت حسین شریف کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَ بِهِمْ وَ سَلَمٌ لِمَنْ سَأَلَهُمْ جِن لُؤْكَوٰى كِى اِن كِى سَا تَه لُؤْكَوٰى هِى مِى رِى بَهِى اِن كِى سَا تَه لُؤْكَوٰى هِى اُور جِن لُؤْكَوٰى كِى اِن كِى سَا تَه صِلِح هِى مِى رِى بَهِى اِن كِى سَا تَه صِلِح هِى۔ بخارى شريف ميں حضرت ابى بكر ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور حسن بن علی آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن شریف کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اَبْنِىْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُصَلِّحَ بَهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

میرا یہ بیٹا سید ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ رب العزت میرے اس بیٹے کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ نے صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی تو حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا تاکہ وہ کھجور پھینک دیں اور ارشاد فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں اِنَّا لَنَا كُلُّ الصَّدَقَةِ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے یہ بچپن میں حلال و حرام کا شعور دیا جا رہا تھا اور دینی تربیت دی جا رہی تھی۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے حضور اکرم ﷺ کو حضرت حسینؓ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

ام فضلؓ بنت حارث فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا خواب بتلاؤ تو ام فضلؓ نے دوبارہ کہا یا رسول اللہ انہ شديداً وہ سخت خواب ہے آپ نے ارشاد فرمایا بتلاؤ تو ام فضلؓ نے کہا یا رسول اللہ میں خواب میں دیکھا کہ آپ کے وجود سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اَيَّتْ خَيْرًا تَوْنِي اِجْبَاهُ خَوَابٍ دِيكَا هِي فَاطِمَةُ كِي

ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تیری گود میں پرورش پائیگا ام فضلؑ فرماتی ہیں پھر ایسا ہی ہوا حضرت فاطمہؑ کے ہاں حضرت حسینؑ کی ولادت ہوئی اور پھر حضرت حسینؑ نے میری گود میں تربیت حاصل کی ایک مرتبہ میں حضرت حسینؑ کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لائی اور آپ کی گود میں بٹھا دیا پھر جو میں نے متوجہ ہو کر دیکھا

فَإِذَا عَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْرِيْقَانِ الدَّمُوعَ

حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں رورہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کر دے گی میں نے کہا کہ حسینؑ کو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں حسینؑ کو پھر آپ نے ارشاد فرمایا وَآتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ اور جبریل نے حسینؑ کی قبر کی سرخ مٹی بھی مجھے دکھائی ہے اس وجہ سے میں رورہا ہوں۔

بیہتی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اشعث اغبرؑ بیدہ قارورہؑ فیہا دمؑ آپ کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود تھے آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں صبح سے جمع کر رہا ہوں پھر ہم نے دیکھا کہ حضرت حسینؑ واقعی اسی دن شہید ہوئے تھے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابورافع کی بیوی حضرت سلمیٰ سے روایت ہے فرماتی ہیں میں حضرت ام سلمہ کے پاس گئی تو وہ رورہی تھیں میں نے پوچھا مَا يُبْكِيكَ آپ کیوں رورہی ہیں تو حضرت ام سلمہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ آپ کا سر مبارک اور داڑھی مبارک غبار آلود تھی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے آپ نے ارشاد فرمایا شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اِنْفَاً حسینؑ کو ابھی قتل کر دیا گیا میں بھی وہاں موجود تھا۔

حسن و حسینؑ نانا کی نظر میں

حضرت حسنؑ کی پیدائش ۱۵ رمضان ۳ھ میں ہوئی اور حضرت حسینؑ کی پیدائش ۵ شعبان ۴ھ میں ہوئی اور حضور اکرم ﷺ کی وفات ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ اس طرح حضرت حسنؑ نے آٹھ سال اور حضرت حسینؑ نے سات سال حضور اکرم ﷺ کے سایہ عاطفت اور سایہ رحمت میں گزارے دونوں کے کان میں حضور اکرم ﷺ نے اذان دی دونوں کو گھٹی حضور اکرم ﷺ نے اپنے لعاب مبارک کے ساتھ دی دونوں کا ساتویں دن حضور اکرم ﷺ نے عقیقہ کیا اور نام رکھا دونوں کیلئے ساتویں دن دود و مینڈھے حضور اکرم ﷺ نے قربان کرائے دونوں کے ساتویں دن سر کے بال کٹوا کر ان کے ہم وزن چاندی حضور اکرم ﷺ نے

خیرات کرائی۔

دونوں کا نام ماں باپ نے حرب رکھا تھا لیکن حضور اکرم ﷺ نے دونوں کا نام بدل کر ایک کا نام حسنؑ اور دوسرے کا حسینؑ رکھ دیا

دونوں حضور اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت میں رہے

دونوں حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کے حصار میں رہے

دونوں حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بن کر رہے

دونوں کو حضور اکرم ﷺ کا ڈھیروں پیارا اور محبت نصیب رہی

دونوں کیلئے حضور اکرم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی

دونوں کے والد حضرت علیؑ سے حضور اکرم ﷺ کا بہت زیادہ پیار تھا

دونوں کی والدہ حضرت فاطمہؑ سے حضور اکرم ﷺ کا بہت زیادہ پیار تھا

دونوں کو حضور اکرم ﷺ نے دنیا اور جنت کے پھولوں سے تشبیہ دی

دونوں کو حضور اکرم ﷺ نے جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا

دونوں کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے اہل بیت میں شمار فرمایا

حسنؑ و حسینؑ والد کی نظر میں

حضرت علیؑ حسنؑ و حسینؑ سے بڑا پیارا اور محبت فرماتے تھے باپ اپنی اولاد سے کبھی سختی کا معاملہ کر لیتا ہے لیکن حضرت علیؑ نے کبھی سختی کا معاملہ نہیں کیا تھا۔ کبھی حسنؑ و حسینؑ کو مارا نہیں ڈانسا نہیں۔ کبھی گالی نہیں دی۔ بلکہ آپ حسنؑ و حسینؑ کو عزت دیتے تھے اور

ان کا احترام کرتے تھے کسی نے اس اعزاز و اکرام کے بارے میں سوال کیا اور وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ یہ صرف میرے بیٹے نہیں بلکہ حضرت فاطمہؑ کے بھی نور نظر اور لخت جگر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بھی نواسے ہیں اس لئے میں ان کا احترام کرتا ہوں تاکہ میری وجہ سے نہ حسنؑ و حسینؑ کو پریشانی ہو اور نہ ہی ان کی والدہ اور نانا کو پریشانی ہو۔

حضرت علیؑ حضرت حسنؑ و حسینؑ سے مشاورت بھی فرماتے تھے جب حضرت عثمانؑ کے دور میں باغیوں نے بغاوت کی اور حضرت عثمانؑ کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت علیؑ نے حضرت حسنؑ و حسینؑ کو حضرت عثمانؑ کی حفاظت کیلئے حضرت عثمانؑ کے گھر کے دروازے پر بطور محافظ بھی مقرر کیا تھا اور حضرت عثمانؑ کی شہادت پر سخت جملے ارشاد فرمائے تھے جس پر حضرت حسنؑ و حسینؑ نے معذرت پیش کی تھی اور بتلایا تھا کہ ہم تو حفاظت کیلئے دروازے پر موجود تھے جبکہ باغی پیچھے کی جانب سے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے اور حضرت عثمانؑ کو شہید کر دیا حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ جنگ جمل اور جنگ صفین میں بھی حضرت علیؑ کے ساتھ شریک رہے اور قدم قدم ہمدوم وہم راز رہے۔

حسنؑ و حسینؑ والدہ کی نظر میں

حضرت فاطمہؑ کو اپنے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ سے بڑا پیار اور محبت تھی جیسے حضرت فاطمہؑ حضور اکرم ﷺ کے قلب و جگر کا ٹکڑا تھیں، آنکھوں کا نور تھیں، دل کا

سرور تھیں، ویسے ہی حسن و حسین حضرت فاطمہ کے قلب و جگر کا ٹکڑا تھے، آنکھوں کا نور تھے، دل کا سرور تھے، حضرت فاطمہ حسن و حسین کو نہلاتیں اچھے اور عمدہ کپڑے پہناتیں، آنکھوں میں سرمہ وجود پر خوشبو لگاتیں، کبھی حسن و حسین کو ان کے ابا حضرت علی کے ساتھ باہر بھیجتیں اور کبھی اپنے ابا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں بھیجتیں۔

ماں کی گود اولاد کیلئے پہلا مدرسہ اور یونیورسٹی ہوتی ہے اگر ماں کے پاس علم، عمل، کردار اور تقویٰ ہوگا تو وہی اولاد میں منتقل ہوگا حسن و حسین کی خوش قسمتی تھی کہ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حضرت فاطمہ الزہرہ کی گود انہیں نصیب ہوئی۔

حضرت فاطمہ سراپا صدق و اخلاص اور سراپا شرم و حیا تھیں

الصواعق میں حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو ہریرہ سے اور اسد الغابہ میں حضرت علی سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ کل قیامت کے دن غیب سے ایک صدا سنائی دے گی۔

يَا أَهْلَ الْجَمْعِ نَكْسُوا رُؤُسَكُمْ وَ غَضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ

مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الصِّرَاطِ

اے قیامت کے دن میں جمع ہونے والو اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں نیچے کر لو

یہاں تک کہ فاطمہ الزہرا بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر جائیں۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ہبل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت علی گھر

میں داخل ہوئے وَ حَسَنٌ وَ حُسَيْنٌ يَبْكِيَانِ اور حسن و حسین رورہے تھے آپ نے

حضرت فاطمہؑ سے پوچھا حسنؑ و حسینؑ کیوں رو رہے ہیں تو حضرت فاطمہؑ نے جواب دیا اَلْجُوعُ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں حضرت علیؑ پریشانی کے عالم میں گھر سے باہر نکل گئے تو بازار میں ایک دینار گرا ہوا پایا تو وہ دینار اٹھا کر گھر لے آئے اور حضرت فاطمہؑ کو ساری صورتحال بتادی تو حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ آپ فلاں یہودی کے پاس جائیں اور ہمارے لئے آٹا خرید کر لائیں تو حضرت علیؑ یہودی کے پاس گئے اور اس سے آٹا خرید تو یہودی نے کہا کہ اَنْتَ خَتْنُ هَذَا الَّذِي يَزُعْمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ کیا تم اس آدمی کے داماد ہو جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول قرار دیتا ہے۔ تو حضرت علیؑ نے کہا ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا داماد ہوں تو یہودی نے دینار واپس کر دیا اور مفت میں آٹا دیدیا حضرت علیؑ گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؑ کو ساری صورتحال بتائی تو حضرت فاطمہؑ نے دوبارہ ان کو بھیجا کہ اب فلاں قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت لے آؤ تو حضرت علیؑ قصاب کے پاس گئے اور ایک درہم کے گوشت کے بدلے ایک دینار بطور رہن اور امانت کے قصاب کے پاس رکھا اور قصاب کو کہا جب ایک درہم واپس کرونگا تو اپنا دینار لے جاؤنگا اور ایک درہم کا گوشت گھر لا کر حضرت فاطمہؑ کے حوالے کیا

فَعَجَنْتُ وَنَصَبْتُ وَخَبَزْتُ حضرت فاطمہؑ نے آٹا گوندھا گوشت کی ہانڈی چڑھائی اور روٹیاں پکانے لگیں اور حضرت فاطمہؑ کو اندازہ تھا کہ جیسے میرے گھر میں غربت ہے اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ بھوکے ہیں ویسے شان والے نبی ﷺ کے گھر

میں بھی فقر و فاقہ ہے اور میرے ابا رسول ﷺ بھی بھوکے ہوں گے۔ اس لئے حضرت فاطمہؑ نے اب حضرت علیؑ کو بھیجا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو بلا کر لائیں تاکہ آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؑ نے سارا ماجرا سنایا اور بولیں کیا یہ کھانا ہمارے لئے حلال ہے یا حلال نہیں ہے اگر یہ کھانا حلال ہے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہوں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کُلُوا بِسْمِ اللّٰهِ سَبَّ لُؤْكَ اللّٰهُ كَانَام لے کر کھاؤ۔

حضور اکرم ﷺ بھی کھانے میں شریک ہو گئے اور سب لوگوں نے ایک دسترخوان پر مل بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ابھی یہ حضرات فراغت کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان آدمی اللہ اور دین اسلام کا واسطہ دے کر اپنا گم شدہ دینار طلب کر رہا تھا حضور اکرم ﷺ نے نوجوان کو بلایا اور اس سے دینار کے بارے میں وضاحت طلب کی تو اس نے بتایا کہ سَقَطَ مِنِّي فِي السُّوقِ دینار مجھ سے بازار میں گر گیا تھا اور یہ وہی دینار تھا جو حضرت علیؑ بازار سے اٹھا کر لائے تھے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ کو قصاب کے پاس بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ قصاب کو جا کر کہو کہ وہ دینار واپس کر دے اور اس کا ایک درہم میرے ذمہ قرض رہا جو میں اسے جلد ادا کر دوں گا تو حضرت علیؑ قصاب سے ایک دینار واپس لائے جو حضور اکرم ﷺ نے نوجوان کو واپس لوٹا دیا

آج دنیا کہتی ہے جناب ہم داماد کے گھر میں قدم نہیں رکھتے آج لوگ کہتے ہیں جناب ہم بیٹی کے گھر میں ایک لقمہ کھانا اور ایک گھونٹ پانی نہیں پیتے لیکن میرے نبی ﷺ نے

اپنے عمل سے بتایا کہ بیٹی کا گھر بھی اپنا گھر ہے اور داماد کا گھر بھی اپنا گھر ہے یہ کسی غیر اور دشمن کا گھر نہیں ہے اس واقعہ میں صاف نظر آ رہا ہے کہ بیٹی حضرت فاطمہؑ کا گھر ہے داماد علیؑ بھی موجود ہے بیٹی فاطمہؑ بھی موجود ہے نواسے حسنؑ و حسینؑ بھی موجود ہیں اور نانا محمد رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہیں سب مل کر ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہیں سبحان اللہ! حضور اکرم ﷺ کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؑ کے ساتھ محبت اور پیار تھا حضرت فاطمہؑ شکل و صورت، عادات و اطوار اور نشست و برخاست میں سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھیں حضور اکرم ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں بی بی فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے بی بی فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے۔

حضور اکرم ﷺ جب حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے تو بیٹی کھڑے ہو کر اپنے والد کا استقبال کرتی پیشانی پر بوسہ دیتی اور اپنے والد کو اپنی جگہ پر بٹھاتی اور جب بیٹی چل کر اپنے والد کے گھر جاتی تو حضور اکرم ﷺ مَرَحَبًا يَا بِنْتِي فرماتے اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہتے کھڑے ہو کر اپنی بیٹی کا استقبال فرماتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی بیٹی کو اپنا جگہ پر بٹھاتے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا جس کا نام جمیلہ تھا اور اس وقت مشرک اور کافرہ عورت سے نکاح کی اجازت تھی جس پر حضور اکرم ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا آپ

منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: فَاطِمَةُ مِنِّي فَاطِمہ مجھ سے ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ علیؑ کی شادی کی وجہ سے فاطمہؑ بھی اپنے دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے!

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حرام کو حلال نہیں کرتا اور نہ ہی میں حلال کو حرام کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ وَاللّٰهِ لَا تَجْمَعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَّاحِدًا اَبَدًا اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن ابو جہل کی بیٹی ایک مکان میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِّنِّي يُرِيْنِي مَا اَرَابَهَا وَيُوْذِيْنِي مَا اَذَاَهَا

فاطمہؑ میرے وجود کا ٹکڑا ہے فاطمہؑ کا دکھ میرا دکھ ہے اور فاطمہؑ کی تکلیف میری تکلیف ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا ہے تو پہلے میری بیٹی کو طلاق دے پھر نکاح کرے جب حضرت علیؑ نے حضور اکرم ﷺ کا یہ غصہ اور ناراضگی دیکھی تو اپنا ارادہ بدل دیا اور ابو جہل کی بیٹی سے نکاح نہ کیا

حضور اکرم ﷺ کو اپنی بیٹی سے بھی پیار تھا اور اپنے نواسوں سے بھی پیار تھا

حسنؑ و حسینؑ صحابہؓ کی نظر میں

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت بلال حبشیؓ و دیگر اکابر صحابہ کرام حضرت حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ نہایت ہی عزت و احترام والا معاملہ فرماتے تھے۔

بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک دن نماز عصر پڑھائی اور مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھ لیا تو انہیں پکڑ کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور ارشاد فرمایا ابابئی میرا باپ آپ پر قربان ہو

شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَبِيهًا بَعَلِيٍّ

اے حسن تم اپنے نانا محمد رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہو اپنے ابا حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں ہو وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ اور حضرت علیؓ پاس کھڑے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے یہ محبت بھرے جملے سنتے جاتے تھے اور خوشی سے مسکراتے جاتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دور حکومت میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ماہانہ وظیفہ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا تھا جبکہ اکابر بدری صحابہ کا وظیفہ بھی پانچ پانچ ہزار درہم تھا اور بدری صحابہ کی اولاد کا وظیفہ صرف دو ہزار درہم تھا حضرت عمرؓ یمن سے بہترین اور عمدہ جوڑے منگوا کر حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو پہناتے

حضرت عثمانؓ کے دور میں 30ھ میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ طبرستان کی جنگ میں شریک ہوئے مجاہدانہ کردار ادا کیا اور داذ شجاعت پائی۔

حضرت ابو ہریرہؓ حسنؓ و حسینؓ کو سیدی کہہ کر بلاتے تھے اور ان دونوں حضرات کے بوسے لیتے تھے۔

حضرت بلالؓ حبشی حسنؓ و حسینؓ کی فرمائش پر مسجد نبوی میں اذان دیتے ہوئے نظر آتے تھے۔

گویا کہ حسنؑ و حسینؑ تمام صحابہ کرامؓ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے پھرتے تھے

حسنؑ و حسینؑ - اوصاف حمیدہ

حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ اوصاف حمیدہ کا مجموعہ تھے
 دونوں ظاہری اور باطنی حسن و جمال اور خوبصورتی کا مجسمہ تھے
 دونوں میں عبادت کا ذوق تھا نماز، روزہ، حج و عمرہ، قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث
 رسول ﷺ کی تعلیم آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا
 دونوں میں سخاوت و فیاضی کا خاندانی وصف موجود تھا
 دونوں تواضع و انکساری کا پیکر تھے
 دونوں میں وقار اور سکینت موجود تھی
 دونوں اخلاق عالیہ کا مصداق تھے
 دونوں فقہ و فتاویٰ اور خطابت و شاعری کے عظیم درجہ پر فائز تھے
 دونوں نے کئی مرتبہ پیدل حج کئے
 دونوں حلم و حوصلہ کے پہاڑ تھے
 دونوں نے دین اسلام کیلئے ناقابل فراموش قربانیاں دیں
 دونوں ہی شہادت کے عظیم الشان درجے اور مرتبے پر فائز ہوئے

حضرت حسنؓ کی قربانی

حضرت علیؓ کی وفات کے بعد تقریباً چالیس ہزار افراد نے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کو خلیفہ راشد منتخب کیا اور حضرت حسنؓ تقریباً چھ ماہ تک خلافت کی کرسی پر موجود رہے، حضرت حسنؓ نواسہ رسول تھے، مسلمانوں کی جذباتی وابستگی آپ کے ساتھ تھی، آپ خلیفہ راشد تھے، آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکی تھی، چالیس ہزار انصار علیؓ کی تلواریں آپ کی مدد کیلئے نیام سے باہر تھیں، آپ کے پاس اپنی خلافت کیلئے شرعی دلائل بھی موجود تھے، آپ کے پاس اپنی خلافت کے تحفظ کیلئے فوجی طاقت بھی موجود تھی، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود جب حضرت حسنؓ نے یہ دیکھا کہ ان کے والد ماجد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی اختلافات کی وجہ سے جو امت محمدیہ ﷺ دو حصوں میں بٹ گئی تھی آج اس افتراق و انتشار اور لڑائی و جھگڑے کے باعث مزید کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہے اور اختلاف ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہا تو حضرت حسنؓ نے امت محمدیہ ﷺ کے اجتماع اور قوت کی خاطر اپنی خلافت اور حکومت کی قربانی دینے کا فیصلہ کر لیا اور چند شرائط کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر امت مسلمہ کی تفریق کو ختم کر کے امت مسلمہ میں اتفاق و اتحاد اور اجتماعیت کو پیدا فرما دیا اور حضور اکرم ﷺ کی پیشینگوئی کو درست ثابت کر دیا کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا اِنَّ ابْنِيْ هَذَا سَيِّدٌ مِّرَايَهُ بِيْطَا حَسَنٌ سَرْدَارُهُ اور اللہ رب العزت اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح

نصیب فرمائیں گے۔

حضرت حسنؓ کی قربانی کو بڑے بڑے لوگ اور مورخین عوام اور خواص سمجھنے سے قاصر ہیں میں کہتا ہوں کہ جیسے حضرت حسینؓ کی قربانی عظیم ہے ویسے ہی حضرت حسنؓ کی قربانی بھی عظیم ہے کیونکہ دونوں قربانیاں ملک و ملت اور قوم کے بہترین مفاد میں اخلاص و للہیت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے دی گئیں دونوں قربانیوں کی اپنے وقت موقع محل اور حالات میں دین اسلام کی سر بلندی و سرفرازی اور عامۃ المسلمین کی خیر خواہی و ہمدردی اور حکمرانوں کی اصلاح و تربیت کیلئے نہایت ہی اشد ضرورت تھی ایک طرف اپنی خلافت اور اقتدار کی قربانی جو حضرت حسنؓ نے دی دوسری طرف اپنی جان اور اپنے خاندان کی قربانی جو حضرت حسینؓ نے دی دونوں قربانیوں کے عظیم اور قیمتی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

حضرت حسنؓ کی شہادت

۵۰ھ میں آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا جس سے قلب و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جب حالت زیادہ نازک ہو گئی اور زندگی سے مایوسی ہو گئی تو حضرت حسینؓ کو بلا کر ان سے صورت حال بیان کی حضرت حسینؓ نے زہر دینے والے کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم اسے قتل کرو گے تو حضرت حسینؓ نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر میرا خیال درست ہے تو میرا اللہ خود بہتر بدلہ لینے والا ہے اور اگر میرا خیال غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ

سے ناکردہ گناہ میں قتل کیا جائے اور اس طرح آپ نے زہر دینے والے کا نام بتانے سے انکار کر دیا

حضرت حسنؑ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی آرزو اور خواہش تھی اس لئے اپنی نانی محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت طلب کی جنہوں نے بڑی خوشی سے اجازت عطا فرمادی لیکن پھر بھی حضرت حسینؑ کو وصیت فرمائی کہ اگر بنو امیہ کی طرف سے مزاحمت کا خطرہ ہو تو مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

زہر دیئے جانے کے تیسرے دن ماہ ربیع الاول ۵۰ھ میں 48 سال کی عمر میں آپ کی شہادت ہوئی وفات کے بعد مروان نے روضہ اقدس میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے پہلو میں دفن کیا گیا

آپ کی نماز جنازہ حاکم مدینہ سعید بن العاص نے پڑھائی۔ آپ نے عام رواج سے زیادہ شادیاں کیں لیکن آپ کی بیویوں کی تعداد کونوے سے لے کر سو تک پہنچا دینا ایک مبالغہ آمیز اور غلط بات ہے جس کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ کی کل اولادیں دس تھیں جن میں سے آٹھ بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھیں اور بعض حضرات کے نزدیک آپ کی کل بارہ اولادیں تھیں جن میں دس بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھیں آپ کی مرویات کی کل تعداد تیرہ ہے!

حضرت حسینؑ کی قربانی

حضرت امیر معاویہؓ نے ۵۶ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ اور اپنے دیگر خیر خواہوں کے مشورہ سے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا اولاً حضرت معاویہؓ کو اس فیصلہ کے نافذ کرنے میں تامل ہوا لیکن پھر شاید کہ اپنی جانب سے مسلمانوں کو خانہ جنگی سے بچانے کیلئے اور مرکز کو مستحکم رکھنے کیلئے آپ نے بطور حکمت عملی کے یزید کو اپنا ولی عہد بنانا مناسب سمجھا اور تمام اسلامی مراکز سے آپ نے یزید کی ولی عہدی پر بیعت بھی لی اس وقت مسلمانوں کے چار مرکز تھے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت کیلئے آپ نے مکہ اور مدینہ یعنی حجاز کی ذمہ داری مروان بن حکم کو سونپی کوفہ کی ذمہ داری مغیرہ بن شعبہ اور بصرہ کی ذمہ داری زیاد بن ابی سفیان کے حوالے کی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن ابی سفیان اپنے مشن میں کامیاب رہے جبکہ مروان بن حکم ناکام رہا کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت حسین بن علی نے بیعت سے انکار کر دیا تھا ان حضرات کا موقف تھا کہ یہ حضور اکرم ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سنت نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کی سنت ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی وفات کے وقت کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کے اجماع سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جن کا ان کے خاندان سے کوئی تعلق نہ

تھا اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی اپنے خلیفہ کا انتخاب کرنے کیلئے مجلس شوریٰ کے چھ افراد کا انتخاب فرمایا جن میں ان کا کوئی رشتہ دار موجود نہیں تھا اس لئے یہ خلافت کا نہیں بلکہ ملوکیت کا انداز ہے جو ہمیں منظور نہیں ہے مروان نے یہ منظر دیکھا تو حضرت معاویہؓ کو اطلاع دی آپ بذات خود تشریف لائے اور مکہ مدینہ والوں سے بیعت لی اور مندرجہ بالا پانچوں بزرگوں سے بھی بیعت لی

بقول طبری پانچوں حضرات کی بیعت دل سے تھی اور بقول ابن اثیر بادلِ نخواستہ تھی حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال 60ھ میں ہوا اور یزید ان کا جانشین ہوا اس وقت یزید کیلئے سب سے بڑا مسئلہ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہؓ بن زبیر کی بیعت کا تھا کیونکہ ان دونوں حضرات نے یزید کی ولی عہدی کو نہ دل سے قبول کیا تھا اور نہ ہی زبان سے اقرار کیا تھا اور ان کے بیعت نہ کرنے سے حجاز اور عراق میں مخالفت کا اندیشہ تھا چنانچہ اقتدار سنبھالنے کے بعد یزید نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو جو یزید کا چچا زاد بھائی تھا حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ سے بیعت لینے کا تاکید حکم بھیجا تو اس نے دونوں حضرات کو بلا بھیجا حضرت ابن زبیرؓ نے ایک رات کی مہلت مانگی اور پھر رات کی رات میں مدینہ سے نکل کر مکہ کیلئے روانہ ہو گئے اور مکہ پہنچ کر مستقل وہیں مقیم ہو گئے جبکہ حضرت حسینؓ حفاظتی تدابیر کے ساتھ ولید بن عقبہ کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ جب تم عام بیعت کیلئے لوگوں کو بلاؤ گے تو میں بھی حاضر ہو جاؤنگا اب حضرت حسینؓ ایک سخت آزمائش اور

کشکش کا شکار ہو چکے تھے ایک طرف آپ یزید کی بیعت کو سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ خلفائے راشدین کے اسلامی طریقہ انتخاب کے بالکل خلاف اور غیر شرعی بیعت تھی اور قیصر و کسریٰ کے طرز حکمرانی کی طرح اسلام میں پہلی شخص اور موروثی بادشاہت تھی جبکہ دوسری طرف آپ جمہور امت کے خلاف بھی نہیں جانا چاہتے تھے اسی وجہ سے ولید بن عقبہ کو فرمادیا تھا کہ جب اہل مدینہ بیعت کریں گے تو پھر مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا

اسی کشکش اور پریشانی کے عالم میں اپنے اہل و عیال اور عزیز واقارب کو لے کر آپ رات کے وقت عازم سفر ہوئے جبکہ آپ کے ذہن میں منزل مقصود کا دور دور تک کوئی تصور اور خیال بھی موجود نہ تھا لیکن پھر محمد بن حنفیہ کے مشورہ سے آپ نے مکہ مکرمہ کا رخ کر لیا جب آپ مع اہل و عیال مکہ مکرمہ پہنچے تو شعب ابی طالب میں قیام فرمایا لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کو آنے لگے اور اہل کوفہ کے پیغامات خطوط، بلاوے اور وفود بھی آنے لگے جو آپ کو جلد از جلد کوفہ پہنچ کر مسند خلافت سنبھالنے کی دعوت دینے لگے تھے اور آپ کی ذات کیلئے اپنی جانیں دینے اور گردنیں کٹوانے کے دعوے بھی کرنے لگے تھے کیونکہ حضرت علیؑ نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تھا اس لئے وہاں اہل بیت کے طرف داروں کی تعداد زیادہ تھی حضرت حسینؑ نے اہل کوفہ کی اس محبت اور ہمدردی کو دیکھتے ہوئے تحقیق حال کیلئے پہلے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنے کا فیصلہ کیا تا کہ مسلم بن عقیل کوفہ پہنچ کر براہ راست خود حالات کا درست جائزہ لیں اور حضرت حسینؑ کو باخبر کریں تا کہ کوفہ اور اہل کوفہ کے

پاس جانے یا نہ جانے کا فیصلہ کرنے میں آسانی رہے مسلم بن عقیل جب کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ آپ کے لئے چشم براہ تھے۔ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت بھی کر لی اور کوفہ میں یزید کے خلاف اعلانیہ بغاوت اور مخالفت بھی شروع ہو گئی اس وقت کوفہ کے والی حضرت نعمان بن بشیر انصاری صحابی رسول ﷺ تھے جب یزید کو ان حالات کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا اور عبید اللہ بن زیاد کو جو بصرہ کا حاکم تھا اسے کوفہ کا بھی حاکم بنا کر کوفہ روانہ ہونے کا اور حالات کو کنٹرول کرنے کا حکم دیدیا اور کہا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کر کے کوفہ سے نکال دو اور اگر وہ مزاحمت کرے تو اسے قتل کر دو۔

ابن زیاد بصرہ کے کچھ سرداروں کی معیت میں اہل حجاز کے لباس میں چہرے پر ڈھانٹا باندھے ہوئے رات کے وقت کوفہ میں داخل ہوا تاکہ لوگ اسے حضرت حسینؑ سمجھیں اور راستہ میں مزاحمت نہ کریں اور ایسا ہی ہوا لوگ اسے حضرت حسینؑ کی آمد سمجھ کر مَرَّحَبَا يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ اے رسول اللہ کے بیٹے مرحبا کہتے رہے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ ابن زیاد قصر امارت میں داخل ہو گیا مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر میں مقیم تھے اور حضرت حسینؑ کو پیغام بھیج چکے تھے کہ بارہ ہزار کوئی بیعت کر چکے ہیں سرفروشی اور جاٹاری کا وعدہ کر چکے ہیں آپ جلد از جلد کوفہ تشریف لے آئیں۔ ادھر ابن زیاد اپنے غلام معقل کے ذریعے مسلم بن عقیل کی رہائش گاہ کا پتہ لگا چکا تھا اس لئے اس نے ہانی بن عروہ کو بلا بھیجا اور مسلم بن

عقیل کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہانی بن عروہ کے انکار پر ابن زیاد نے اس کے ساتھ ظلم و زیادتی والا معاملہ کیا عوام میں افواہ پھیل گئی کہ ہانی بن عروہ کو قتل کر دیا گیا ہے تو ہانی کے قبیلہ کے ہزاروں افراد نے ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا اور انتقام انتقام کے نعرے لگانے لگے تو ابن زیاد نے قاضی شریح کو مجبور کیا کہ وہ لوگوں کو بتائیں اور تسلی دیں کہ ہم نے ہانی کو صرف تحقیق کیلئے بلوایا ہے ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے قاضی شریح کو مجبوراً یہ پیغام لوگوں تک پہنچانا پڑا اس پیغام کے بعد لوگ منتشر ہو گئے جب مسلم بن عقیل نے ہانی بن عروہ کے قتل کی افواہ سنی تو اپنے بارہ ہزار لوگوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا اس وقت ابن زیاد کے پاس قصر اقتدار میں صرف پچاس آدمی تھے جن میں تیس آدمی پولیس کے تھے اور بیس عمائدین کوفہ تھے ابن زیاد نے عمائدین کوفہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے قبیلوں کے افراد کو اور عوام کو ڈرائیں تاکہ وہ مسلم بن عقیل کی حمایت نہ کریں اور حکومت کی مخالفت نہ کریں عمائدین کے ڈرانے و دھمکانے اور طمع و لالچ دلانے کی وجہ سے لوگ مسلم بن عقیل سے جدا ہونے لگے یہاں تک کہ کوفہ کے ایوان اقتدار کے سامنے جمع ہونے والے بارہ ہزار افراد میں سے پانچ سو پھر چار سو پھر چالیس پھر چار اور پھر رات کی تاریکی اور اندھیرے میں ایک حیران و پریشان مسلم بن عقیل بچ گئے جب مسلم نے دیکھا کہ وہ تنہا رہ گئے ہیں تو وہ بھی چل پڑے اور اس کسمپرسی اور پریشانی کے عالم میں دل میں اہل کوفہ کی بے وفائی کے زخم لئے اور آنکھوں میں غم کے آنسو لئے کوفہ کی گلیوں کی خاک چھانتے ہوئے اور

ٹھو کریں کھاتے ہوئے بھوک و پیاس اور وحشت کے عالم میں طوعہ نامی ایک عورت کے دروازے پر پہنچے اور اس سے پانی مانگا بڑھیا نے پانی پلایا اور اپنے گھر سے چلے جانے کا کہا لیکن ایک غریب الدیار مصیبتوں کا مارا اہل کوفہ کا ستایا ہوا جاتا تو کہاں جاتا تب حضرت مسلم بن عقیل نے اپنے سفر کی درد بھری کہانی اور اہل کوفہ کی غداری کی دکھ بھری داستان اس بڑھیا کو سنادی بڑھیا کو رحم آ گیا اس نے مسلم کو اپنے گھر میں پناہ دیکر چھپا لیا اور آپ کی خبر گیری و خدمت کرنے لگی بڑھیا کا بیٹا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا جب اسے مسلم بن عقیل کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے اپنے آقا ابن اشعث کو بتلا دیا اور ابن اشعث جو شامی دستہ کا امیر اور ابن زیاد کے ماتحت تھا اس نے اپنے آقا و امیر ابن زیاد کو اس بات کی خبر دیدی تب ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی سربراہی میں ستر آدمیوں کا دستہ مسلم بن عقیل کی گرفتاری کیلئے روانہ کیا ان حضرات نے بڑھیا کے گھر کا محاصرہ کر لیا مسلم بن عقیل نے مقابلہ کیا آپ کا چہرہ زخمی ہوا، ہونٹ کٹ گیا سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے لیکن آپ کی شجاعت و بہادری میں فرق نہیں آیا تب محمد بن اشعث نے آپ کو گرفتاری دینے پر امان دینے کا اور آپ کی جان کی حفاظت کا وعدہ کیا تو آپ نے محمد بن اشعث کو اپنی گرفتاری دیدی لیکن ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی امان کو قبول نہیں کیا اور اس نے مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا اور ان کے میزبان ہانی بن عروہ کو بھی سولی پر چڑھا دیا

وفات سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل رونے لگے کسی نے کہا موت سے ڈر کر رو رہے ہو

آپ نے کہا میں اپنے لئے نہیں روتا ہوں میں حسینؑ کیلئے روتا ہوں میں آل حسینؑ کیلئے روتا ہوں میں اپنے گھر والوں کیلئے روتا ہوں جو تمہارے کہنے پر یہاں آ رہے ہیں پھر آپ نے محمد بن اشعث کو کہا تم نے مجھے امان دی لیکن میری جان کی حفاظت تمہارے بس سے باہر ہو گئی لیکن اگر تم سے ہو سکے تو مجھ پر اتنا احسان کرو حضرت حسینؑ کو میرے احوال سے باخبر کرو اور پیغام پہنچاؤ کہ وہ ہرگز ہرگز اہل کوفہ پر اعتماد نہ کریں اور کوفہ تشریف نہ لائیں اور اپنے اہل بیت کو لے کر واپس پلٹ جائیں محمد بن اشعث نے کہا خدا کی قسم جس طرح بھی ہو سکا میں یہ وعدہ ضرور پورا کروں گا اور حضرت حسینؑ تک تمہارا یہ پیغام ضرور پہنچاؤ گا اور محمد بن اشعث نے اپنا یہ وعدہ پورا کر کے دکھایا اور محمد بن اشعث نے مسلم بن عقیل کا پیغام حضرت حسینؑ تک پہنچا دیا۔

حضرت حسینؑ کو جب مسلم بن عقیل کا پیغام پہنچا تو آپ نے مع اہل و عیال کوفہ جانے کی تیاری شروع کر دی لیکن کیونکہ سب لوگ کوفہ والوں کی بے فائی اور غداری سے واقف تھے اس لئے حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر خیر خواہوں نے لاکھ روکنے اور منع کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت حسینؑ آمادہ نہ ہوئے جب حضرت ابن عباسؓ بالکل مایوس ہو گئے تو فرمایا آپ اکیلے چلے جائیں بیوی اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی حضرت عثمانؓ کی طرح بیوی اور بچوں کے سامنے شہید کر دیا جائے لیکن حضرت حسینؑ نے کہا کہ اب تو میں ارادہ اور فیصلہ کر چکا ہوں اس لئے آپ مجھے روکنے کی کوشش نہ

کریں غرضیکہ اہل بیت کا قافلہ کوفہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا
 ”تعمیم“ سے ہوتے ہوئے جب قافلہ ”مقام صفاح“ پر پہنچا تو حضرت حسینؑ کی
 ملاقات اہل بیت کے محب شاعر فرزدق سے ہوئی تو آپ نے اس سے عراق کے
 حالات پوچھے تو اس نے کہا کہ آپ نے ایک باخبر شخص سے احوال پوچھا ہے اب
 سنیں! لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں قضائے
 الہی آسمان سے اترتی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت حسینؑ نے جواب میں
 ارشاد فرمایا واقعی اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے فرزدق سے گفتگو کے بعد قافلہ پھر چل
 پڑا ”مقام ثعلبیہ“ پر ایک اسدی کی زبانی حضرت حسینؑ اور قافلہ والوں کو ابن زیاد کے
 ہاتھوں مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے قتل کی خبر ملی تو حضرت حسینؑ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
 اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ پڑھا اور اہل کوفہ کی بے وفائی پر حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے اب
 قافلہ والوں نے بھی واپسی کا اظہار کیا اور حضرت حسینؑ بھی واپسی کے بارے میں
 غور و فکر کرنے لگے لیکن مسلم بن عقیل کے بھائی واپسی پر آمادہ نہیں ہوئے انہوں نے
 کہا کہ یا تو ہم اپنے بھائی کا بدلہ لیں گے یا بھائی کی طرح شہید ہو جائیں گے تو
 حضرت حسینؑ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور بولے تمہارے بغیر ہماری زندگی کس کام کی
 غرض یہ کہ قافلہ یہاں سے بھی آگے بڑھا اور ”مقام ذی شمسہ“ پہنچا جہاں سے قادسیہ
 تین میل کے فاصلہ پر تھا تو حضرت حسینؑ سے حر بن یزید تمیمی ملا اور پوچھا کہاں کا ارادہ
 ہے آپ نے جواب دیا کوفہ کا ارادہ ہے تو حر نے کہا کہ کوفہ کے حالات آپ کیلئے ساز

گار نہیں ہیں تو حضرت حسینؑ کوفہ کے راستہ سے ہٹ گئے اور دو محرم 61ھ کو کربلا کے میدان میں اتر گئے جب میدان میں اتر کر نام پوچھا تو جواب ملا میدان کا نام کربلا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ہَذَا مَوْضِعُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ یہ تکلیف اور ہلاکت کی جگہ ہے یہ مقام پانی سے دور تھا۔

ادھر اہل بیت کا قافلہ بے یار و مددگار نینوی کے میدان کربلا میں پڑا تھا اور ادھر کوفہ میں ان چند نفوس کے مقابلہ کیلئے بڑی زبردست تیاریاں ہو رہی تھیں ابن زیاد نے حضرت حسینؑ سے مقابلہ کیلئے ابن سعد کا انتخاب کیا جو رے کا حاکم تھا اور حضرت حسینؑ کا رشتہ دار تھا ابن سعد کی معذرت اور حیل و حجت پر ابن زیاد نے کہا کہ اگر حکم پر عمل نہ کیا تو رے کا اقتدار بھی چھوڑنا پڑیگا اور لشکر کو شمر ذی الجوشن کے حوالے کرنا پڑیگا جس پر ابن سعد مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا تین محرم 61ھ کو عمرو بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار فوج کے ساتھ کربلا پہنچ گیا اور حضرت حسینؑ کو پیغام بھیجا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں تو حضرت حسینؑ نے جواب دیا میں خود نہیں آیا بلکہ مجھے بلایا گیا ہے کوفہ والوں نے خطوط لکھے و فود بھیجے تب میں یہاں آیا ہوں اگر تم لوگوں کو میرا آنا منظور نہیں ہے تو میں واپس جانے کو تیار ہوں جبکہ ابن سعد کے لشکر میں موجود اکثر لوگ حضرت حسینؑ کو خطوط اور پیغام بھیجنے والوں میں شامل تھے۔ ابن سعد نے حضرت حسینؑ کا یہ پیغام ابن زیاد تک پہنچایا جس نے جواب میں یہ پیغام بھیجا کہ جب تک حسینؑ اور ان کے ساتھی یزید کی بیعت نہ کر لیں انہیں کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے اور یہ لوگ جب تک بیعت نہیں

کر لیتے ان پر پانی بھی بند کر دو اور خبردار پانی کا ایک قطرہ بھی ان لوگوں تک پہنچنے نہ پائے جس طرح حضرت عثمانؓ تک پانی نہ پہنچنے دیا گیا تھا۔ اس حکم پر ابن سعد نے پانچ سو سواروں کا ایک دستہ دریائے فرات پر متعین کر دیا تا کہ قافلہ حسینیؑ پانی حاصل نہ کر سکے اور اس دستہ نے سات محرم سے پانی بند کر دیا۔

دس محرم کی رات

نو محرم 61ھ کو دونوں جانب سے جنگ کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں دن گزرنے کے بعد عاشورہ کی وہ رات نمودار ہوئی جسکی صبح کو میدان کربلا میں قیامت برپا ہونے والی تھی حضرت حسینؑ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو میں تم سب کو بخوشی اجازت دیتا ہوں میری طرف سے تمہیں کسی قسم کی ملامت نہ ہوگی رات ہو چکی ہے تم لوگ ایک ایک اونٹ لے لو میرے ایک ایک اہل بیت کو ساتھ لے لو اپنے اپنے شہروں اور گھروں کو چلے جاؤ۔ کیونکہ دشمن کو صرف میری تلاش ہے اور میرے بعد کسی اور کی جستجو نہ ہوگی لیکن سب ساتھیوں اور جانثاروں نے یک زبان ہو کر ساتھ نبھانے کی قسم اٹھائی اور کسی نے بھی ساتھ چھوڑنے کی ہمت اور جرأت نہ دکھائی تب حضرت حسینؑ نے منتشر خیموں کو ایک جگہ ترتیب سے نصب کرایا خیموں کی پشت پر خندق کھدوا کر آگ جلوائی تا کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے!

تہتیاروں اور تلواروں کی صفائی کرائی جس وقت آپ کی تلوار صاف کی جا رہی تھی تو آپ نے چند دردناک اشعار پڑھے آپ کی جانثار بہن حضرت زینبؑ نے

جب ان انتظامات کو دیکھا اور بھائی کے دردناک اشعار کو سنا تو روتی ہوئی اور دوڑتی ہوئی حضرت حسینؑ کے پاس تشریف لائیں اور کہا کاش آج موت میری زندگی کا خاتمہ کر دیتی آج میری اماں حضرت فاطمہؑ، میرے ابا حضرت علیؑ میرے بھائی حسنؑ میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا

ان گزرے ہوئے لوگوں کے آپ ہی جانشین ہیں اور ہم زندہ لوگوں کا آپ ہی سہارا ہیں بھیا میری جان آپ پر قربان

بھیا آپ کے بدلے میں اپنی جان دینا چاہتی ہوں
بھیا ہمیں یوں بے آسرا اور بے سہارا چھوڑ کر جانے کی کوشش نہ کرو
بھیا آپ کا خود کو یوں مجھ سے الگ کرنا میرے دل کے ٹکڑے کئے دیتا ہے
بہن کی یہ پیار بھری، محبت بھری اور درد بھری گفتگو سن کر بھائی کا دل بھی بھر آیا
اور آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے

حضرت حسینؑ نے اپنی بہن حضرت زینبؑ کو صبر و شکر، ضبط و تحمل، اتابت و استقامت کی تلقین کی اور خیمہ سے باہر تشریف لے آئے اور حفاظت کے ضروری انتظامات سے فارغ ہو کر صبح صادق تک سب حضرات نماز و دعا، تضرع و ازاری، توبہ و استغفار میں مصروف ہو گئے۔

دس محرم کا دن

شب عاشورہ ختم ہونے کے بعد صبح قیامت نمودار ہوئی بعد نماز فجر حسین لشکر لڑنے کیلئے تیار ہوا یہ کوئی لشکر جرار نہ تھا بلکہ 72 جانثاروں کی ایک مختصر جماعت تھی جبکہ مد مقابل چار ہزار کا شامی لشکر تھا کوفیوں کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے تھے اور دلوں پر مہر لگ چکی تھی حضرت حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے سارے دلائل بے اثر ہو چکے تھے لیکن عین اس وقت جب طبل جنگ بجنے والا تھا شامیوں کے لشکر میں ایک پرستار حق ظاہر ہوا یہ حربن یزید تمیمی تھا جن کی آنکھوں کے سامنے سے تاریکی کا پردہ ہٹ گیا تھا اور جلوہ حق سامنے نظر آنے لگا تھا چنانچہ آپ کوفیوں کے لشکر سے نکل کر حضرت حسینؑ کی فوج میں شامل ہو گئے

اور عرض کیا میری گستاخیاں معاف ہوں اور میری جان قبول ہو

حضرت حسینؑ نے کہا تمہیں مبارک ہو تم دنیا و آخرت میں حر ہو یعنی آزاد ہو

اتنے میں ابن سعد نے پہلا تیر چلا کر جنگ شروع کر دی دونوں طرف سے شاہ سوار نکل نکل کر داد شجاعت دینے لگے پہلے انفرادی مقابلے ہوتے رہے پھر عام لڑائی اور جنگ شروع ہو گئی لیکن اس حالت جنگ میں بھی حضرت حسینؑ نے نماز کو نہیں چھوڑا اور ظہر کی نماز عین حالت جنگ میں میدان کربلا میں ادا فرمائی۔

اہل بیت کے جانثار ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کرتے رہے اور آخر

میں اہل بیت کے نونہالوں نے بھی اپنی جان اللہ کے راستہ میں قربان کر ڈالی۔

حضرت حسینؑ کی شہادت

اب حسینی قافلہ کے صرف دو افراد بچ گئے تھے ایک امام ہمام حضرت حسینؑ اور دوسرے عابد بیمار حضرت زین العابدین بالآخر وہ قیامت خیز گھڑی بھی آگئی جب حضرت حسینؑ بھوک اور پیاس کے عالم میں ہاتھ میں تلوار لے کر مقابلہ کیلئے میدان میں اترے جب تک عباس علم بردار زندہ تھے اپنی جان پر کھیل کر پانی لاتے رہے لیکن ان کی شہادت کے بعد ساقی کوؓ ﷺ کے نواسہ کو کوئی پانی دینے والا بھی باقی نہ رہا اہل بیت کے خیموں میں جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا یہ وہی تشنہ لب حسینؑ ہے کہ جب انہیں اور ان کے بھائی حسنؑ کو پیاس ستاتی تھی رحمت عالم ﷺ دونوں بھائیوں کو اپنی زبان مبارک چسواتے تھے آج کربلا کے میدان میں حضرت حسینؑ پیاس کے عالم میں دشمنوں سے پوری جرات و بہادری کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تھے لیکن ایک تنہا آدمی کب تک ایک بڑے لشکر کا مقابلہ کرتا دشمنوں کے تیر و تلوار کے زخموں نے آپ کے وجود کو چور چور کر دیا

ایک بد بخت کا تیر آپ کے گلے کے پار ہو گیا آپ گھوڑے سے نیچے گر پڑے

اسی حالت میں شمر نے آپ کے چہرے پر تلوار سے وار کیا

اور سان بن انس نے نیزہ سے حملہ کیا اور پھر سان نے اس سر کو جو بوسہ گاہ سرور کائنات

تھا کاٹ کر جسم سے الگ کر دیا

اور دس محرم الحرام 61ھ مطابق ستمبر 681ء کو خاندان نبوت کا یہ آفتاب ماہتا . ہمیشہ

کیلئے غروب ہو گیا اور جنت کے نوجوانوں کا یہ سردار اپنی سرداری کے حصول کیلئے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر عالم باقی کی طرف کوچ کر گیا۔

حضرت حسینؑ کے ساتھ بہتر افراد شہید ہوئے جن میں سے تقریباً بیس افراد خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے

حضرت حسینؑ کے قتل میں شریک سب افراد اللہ کے قہر و غضب اور انجام بد کا شکار ہوئے حضرت حسینؑ کی شہادت کے بعد اہل بیت نبوی ﷺ میں سے حضرت زین العابدین جن کی عمر اس وقت تقریباً 23 برس تھی بوجہ بیمار ہونے کے چھوڑ دیئے گئے اور اسی بیماری کی وجہ سے وہ جنگ میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے اور کچھ شیر خوار بچے اور مستورات تھیں جو میدان جنگ میں ہلاکت سے محفوظ رہ گئے تھے

حضرت حسینؑ کی شہادت کے بعد شامی لشکر اہل بیت کے بچے کھچے افراد اور حضرت حسینؑ کے سر مبارک کو لے کر کر بلا سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا اس وقت تک شہداء کی بے گور و کفن لاشیں میدان جنگ میں پڑی تھیں ان شہداء کی لاشوں کو تیسرے دن غاضر یہ کے باشندوں نے دفن کیا۔ حضرت حسینؑ کا لاشہ بغیر سر کے کر بلا میں دفن کیا گیا اور آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے ملاحظہ کیلئے کوفہ بھیج دیا گیا پھر وہاں سے یزید کے ملاحظہ کیلئے ملک شام بھیج دیا گیا۔ پھر یزید نے مدینہ کے والی عمرو بن سعید کے پاس بھیجا جس نے حضرت حسینؑ کے سر کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن کر دیا

یہ بھی عجائب قدرت میں سے ہے کہ اس پرستار حق کا سر کہیں دفن ہوا اور دھڑ کہیں دفن ہوا

اہل بیت کا یہ ستم رسیدہ اور لٹا پٹا قافلہ اسی راستہ سے گزر راجب مستورات اور بچوں کی نظر بے گور و کفن لاشوں پر پڑی تو جو دل و دماغ پر گزری وہ ہر صاحب دل سمجھ سکتا ہے قلم کو بتانے کا یا را نہیں ہے۔ اس طریقہ سے یہ قافلہ کوفہ لے جا کر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا ابن زیاد نے اہل بیت کے حالات اور شہداء کے سروں کے معائنہ کے بعد قافلہ کو ملک شام یزید کے پاس بھجوا دیا یزید کو جب حضرت حسینؑ کی شہادت کی خبر دی گئی تو اس نے کہا اگر تم لوگ حسینؑ کو شہید نہ کرتے تو میں تم سے زیادہ خوش ہوتا ابن زیاد پر خدا کی لعنت ہو اگر میں وہاں موجود ہوتا تو خدا کی قسم حسینؑ کو معاف کر دیتا خدا حسینؑ پر اپنی رحمت نازل کرے پھر تین دن تک اہل بیت کا قافلہ یزید کے گھر میں مقیم رہا ان تین دنوں میں یزید اور اس کے گھرانے نے اہل بیت کے ساتھ نرمی اور اچھائی کا سلوک روارکھا اور پھر حضرت نعمان بن بشیر کی نگرانی میں نہایت ہی عزت و احترام اور ہمدردی و غمخواری کیساتھ اہل بیت کے قافلہ کو مدینہ منورہ تک پہنچایا۔ قتل حسینؑ کے معاملہ میں جہاں تک یزید کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل درست ہے کہ یزید نے حضرت حسینؑ کو نہ خود قتل کیا نہ قتل کرنے کا حکم دیا لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ یزید نے قتل حسین کے معاملہ میں ابن زیاد پر کوئی گرفت بھی نہیں کی نہ اسے سزا دی نہ اسے معزول کیا اور نہ ہی کسی قسم کی ملامت کی۔ حضرت حسینؑ کی یہ قربانی اور شہادت مال و دولت اور حکومت و اقتدار کی خاطر نہیں تھی بلکہ اسلامی خلافت کے احیاء اور بیعت اور ووٹ کی قدر و قیمت کا احساس دلانے کی خاطر تھی۔ جب وقت کے حکمرانوں نے

اپنی قوت و طاقت کے بل بوتے پر زبردستی حضرت حسینؑ سے بیعت اور ووٹ لینے کی کوشش کی اور نافرمانی کی صورت میں برے انجام سے ڈرایا اور جان سے گزر جانے کی دھمکی دی تو حضرت حسینؑ نے وقت کے حکمرانوں کو لکارا اور بیعت اور ووٹ کی اہمیت کو اجاگر کیا اور ارشاد فرمایا اکبر دوں گا، اصغر دوں گا، قاسم دوں گا، عباس دوں گا، اپنی جان اور پورا خاندان قربان کر دوں گا لیکن نانا کی آن اور شان اور دین اسلام پر حرف نہیں آنے دوں گا۔ تم میرے نانا اور اس کے دین اسلام کے اصولوں کے مخالف ہو اس صورت میں تمہارے ہاتھوں پر میں کیسے بیعت کر سکتا ہوں ہاں تم میرے نانا اور اس کے دین اسلام کے فرماں بردار بن جاؤ حسینؑ اور اس کا پورا خاندان تمہارا غلام اور فرماں بردار بن جائیگا۔ آپ نے متعدد شادیاں کیں آپ کی ازواج میں لیلیٰ، حباب، حرار اور غزالہ شامل ہیں چار صاحبزادوں میں علی اکبر، علی اصغر اور ایک شیر خوار صاحبزادہ واقعہ کربلا میں شہید ہو گئے۔ جبکہ چوتھے صاحبزادہ امام زین العابدین ہیں جن سے آپ کی نسل چلی تین صاحبزادیوں میں حضرت زینب، حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ شامل ہیں بعض روایات میں حضرت حسینؑ کی ازواج میں ایک نام یزدگرد شاہ ایران کی بیٹی شہربانو کا بھی ملتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ امام زین العابدین انہی کے لطن میں سے تھے لیکن یہ روایات درست اور قابل اعتماد نہیں ہیں۔

آپ نے 25 حج پایادہ ادا فرمائے۔ آپ کی مرویات کی کل تعداد آٹھ ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

جماعت صحابہ رضی

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواسی کے جانشین
شیخ الحدیث و التفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا
محمد الدردرخواستی صاحب مدظلہ علوم درخواسی
امین و ناشر

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان



ناشر

مکتبہ شریک درخواسی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی

Web: www.shakedarkhwasti.org Mob: 0300 0939448

جماعت صحابه

خطبه -

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ. فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ ۱ بقره آیت ۱۳۷)
عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَأَنْجُومٍ
بَابِهِمْ إِقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ (رواه رزین)

صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ. وَنَحْنُ عَلَيَّ ذَلِكَ لِمَنْ
الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ

وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ بِرُهَانٍ

فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُ

فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَاكَرٍ بِيُهْتَانٍ

وَلَا أَبَا حَفْصَةَ نِ الْفَارُوقِ صَاحِبَهُ

وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ

أَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ

وَالْبَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِ

الصَّحَابَةِ كُلُّهُمْ عَدْوَلٌ

فَمُنْكَرُهُمْ زَنْدِيقٌ جَهْوَلٌ

محمدؐ از تو میخوام خدا را

خدایا از تو عشق مصطفیؐ را

محمدؐ را خدا داد لشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ

اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے

اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے

احساس صداقت رکھتا ہوں آئین عدالت رکھتا ہوں

آنکھوں میں حیا دل میں غیرت توفیق شجاعت رکھتا ہوں

اسلام سے مجھ کو الفت ہے ایماں کی حلاوت رکھتا ہوں

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ چاروں سے محبت رکھتا ہوں

بات کیا تھی کہ نہ روما اور ایراں سے دبے
چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
ہو گئے دنیا کو اکیر بنانے والے
دیکھنے کو نکل آئی خدائی ساری
گھر سے نکلے جو محمدؐ کے گھرانے والے
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

پیغمبر شافع یوم محشر حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں

تمہید: محترم سامعین کرام آج کے بیان میں جماعت صحابہؓ میں سے ایسے چودہ
اولوالعزم اور عظیم الشان صحابہ کرام کا جامع اور مفصل تذکرہ ہوگا۔ جو لاثانی اور لافانی
انعامات اور القابات کے حامل تھے۔

آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت

یہ آیت پہلے پارہ اور سورۃ بقرہ کی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی عظمت کا ذکر ہے

یعنی صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کائنات کے لوگ ایسا ایمان لائیں جیسا اے صحابہ کرام تم ایمان لائے ہو تو ان کا ایمان معتبر ہوگا۔ اور کائنات کے لوگ پھر گئے ایسا ایمان نہ لائے تو وہ ضد و خلاف میں ہوں گے۔ ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا تو قرآن نے صحابہؓ کے ایمان کو دنیا کے ایمان کے لئے معیار ٹھہرایا پھر فرمایا اگر لوگ نہ مانیں تو آپ پریشان نہ ہوں ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہی ہر ایک کی بات سننے والا ہے اور ہر ایک کا حال جاننے والا ہے۔

صحابہؓ کا ایمان تمام لوگوں کے ایمان کے لئے معیار کیوں ٹھہرا وہ اس لئے کہ

اللہ نے دوسری جگہ فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول کے چار کام ہیں

پہلا کام صحابہؓ پر قرآن کی آیات پڑھتے ہیں ان کو قرآن کے الفاظ پڑھاتے ہیں

دوسرا کام وہ صحابہؓ کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ان کو شرک و کفر سے غلط عقائد، غلط اعمال

سے، غلط اخلاق سے تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ ایسے پاک ہوئے کہ

بت پرست تھے تو خدا پرست بن گئے۔ جاہل تھے، عالم بن گئے، غافل تھے تو زاہد بن

گئے، اونٹوں کے چرواہے تھے تو بادشاہ بن گئے۔

تیسرا کام صحابہؓ کو قرآن کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں

چوتھا کام احادیث کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں تو صحابہ براہ راست بلا واسطہ پیغمبر کے شاگرد ہوئے حضور ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ ہوئے کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کی حقانیت کے گواہ ہوئے اور مزگی و پاک ہوئے۔ تو حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت و تزکیہ کے بعد ان پر اعتماد نہ ہوگا تو پھر دین کے کس مسئلہ پر اعتماد رہے گا۔ اس لئے صحابہؓ معیار حق ہیں۔ جس کا ایمان ان کے ایمان کے مطابق ہوگا تو معتبر ہوگا۔ اگر صحابہؓ پر اعتماد نہ ہوگا تو استاذ یعنی حضرت محمد ﷺ کی ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ نبی ملے گا صحابہؓ کے ماننے سے اس لئے قرآن نے صحابہؓ کو معیار بنایا۔

حدیث کا مطلب۔ صحابہؓ معیار حق ہیں

اس حدیث میں صحابہؓ کے معیار حق ہونے کا ذکر ہے۔ رزین نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جیسے ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے ایسے جو شخص میرے کسی صحابی کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ صحابہؓ سے بھی دین کی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے ستارے بلند ہیں۔ اسی طرح صحابہؓ کی شان بھی بلند ہے پھر جو ستاروں کی طرف تھو کے وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی۔ اسی طرح جو صحابہؓ کو سب و شتم کرے گا اس کا وبال اس پر لوٹے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس - رئیس المفسرین

حضرت عبداللہ بن عباس حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں آپکی والدہ لبابہ بنت حارث حضرت میمونہ ام المومنین کی حقیقی بہن تھیں آپکی ولادت ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ہوئی حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر 13 سال تھی حضور اکرم ﷺ نے آپ کیلئے تین دعائیں ارشاد فرمائیں

اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ - اے اللہ ابن عباس کو قرآن مجید کی تشریح و تفسیر کا علم عطا فرما

اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ - اے اللہ ابن عباس کو حکمت و دانائی نصیب فرما

اللَّهُمَّ فَفِّهْهُ فِي الدِّينِ - اے اللہ ابن عباس کو دین کی سمجھ عطا فرما

پیارے نبی ﷺ کی ان دعاؤں کے صدقے رب رحمن نے حضرت عبداللہ بن عباس کو رئیس المفسرین کا عظیم منصب و لقب نصیب فرما دیا حضرت عبداللہ بن عباس نے دو مرتبہ جبریل امین کو انسانی شکل و صورت میں دیکھا تھا اسی وجہ سے آپ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے حضرت عبداللہ بن عباس کو اپنی ذہانت و ذکاوت اور حصول علم کے ذوق و شوق کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کا خصوصی قرب اور محبت حاصل تھی اسی وجہ سے آپ دن کو تو حضور اکرم ﷺ کی محفل و مجلس میں شریک رہتے تھے لیکن مَنْ طَلَبَ الْعُلَى سَهَرَ اللَّيَالِي کے مصداق کئی مرتبہ اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر میں راتیں بھی گزارتے تھے اور شب بھر بیدار رہ کر حضور اکرم ﷺ کی راتوں کی مصروفیات، عبادات، معاملات، کا مشاہدہ فرماتے تھے اور کبھی آپ

کیلئے وضو کے پانی کا بھی بندوبست کرتے تھے اور کبھی آپ کے ساتھ نماز تہجد میں بھی شریک ہو جاتے تھے اور پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے اور آپ کے اعمال کا مشاہدہ کرنے کے ساتھ ساتھ پیارے نبی ﷺ کی ڈھیروں دعاؤں اور محبت سے بھی فیضیاب ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی محفل بھی تھی اور آپ کی دائیں طرف حضرت عبداللہ بن عباس موجود تھے اور آپ کی بائیں جانب حضرت خالد بن ولید موجود تھے حضور اکرم ﷺ نے دودھ نوش فرمایا اور آپ نے بچا ہوا دودھ بطور تالیف قلب کے حضرت خالد بن ولید کو دینا چاہا لیکن حق حضرت عبداللہ بن عباس کا بنتا تھا کیونکہ وہ دائیں جانب بیٹھے تھے اور قاعدہ ہے کہ الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ کہ اگر محفل مربوط ہو منظم اور با ترتیب ہو تو دائیں جانب والے کو ترجیح دی جائیگی اور اگر محفل غیر مربوط غیر منظم اور بے ترتیب ہو تو الْأَكْبَرُ فَالْأَكْبَرُ جو علم، عمل یا عمر میں بڑا ہوگا اس کو ترجیح دی جائیگی اور اس جگہ کیونکہ محفل مربوط تھی اور حق حضرت عبداللہ بن عباس کا بنتا تھا اس لئے حضور اکرم ﷺ نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ اس دودھ پر حق تو تمہارا بنتا ہے لیکن اگر تم اجازت دو تو میں یہ دودھ خالد بن ولید کو دیدوں۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر حق میرا بنتا ہے تو یہ دودھ میں ہی پیوں گا میں آپ کے بچے ہوئے خیر و برکت والے دودھ پر کسی اور کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دوں گا۔

حضرت عمرؓ بھی حضرت ابن عباسؓ کا بڑا احترام فرماتے تھے اور آپ کو اکابر صحابہؓ کے ساتھ محفل و مجلس میں شریک فرماتے تھے اور آپ سے اہم معاملات میں مشاورت فرماتے تھے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے ایک مرتبہ بعض اکابر صحابہؓ نے شکوہ بھی فرمایا

کہ یہ تو ہمارے بیٹوں جتنا ہے اور آپ اسے ہمارے ساتھ محفل و مجلس کا حصہ بناتے ہیں اور مشاورت کرتے ہیں تو ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اکابر صحابہ کرام کو ابن عباسؓ کا علمی مقام دکھلانے و بتلانے کیلئے سوال کیا کہ آپ حضرات اللہ رب العزت کے اس فرمان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے اللہ رب العزت کی کیا مراد ہے پھر حضرت عمرؓ نے سورۃ النصر اول سے آخر تک مکمل پڑھی۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

ترجمہ: اے محمد ﷺ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتا ہو ادیکھ لیں تو آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کیجئے اور اس سے بخشش طلب کیجئے بے شک وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔

تو بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم کیا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور ہمیں فتح نصیب ہو جائے اور لوگ اسلام میں داخل ہونے لگیں تو ہم اس کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ تم کیا کہتے ہو تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی وفات کی اطلاع ہے اس سورۃ میں حضور اکرم ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور لوگ دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے لگیں تو یہ آپ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے وقت کے قریب آنے کی نشانی ہے لہذا آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کیجئے اور اس سے

مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک وہ توبہ کے قبول کرنے والا ہے حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا میرا بھی یہی گمان ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس سے سوال کیا گیا کہ اللہ رب العزت کے اس فرمان سے کیا مراد ہے

أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَهُمَا

ترجمہ: آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے دونوں کو کھول دیا

تو ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ آسمان کا رتق بارش نہ برسانا اور زمین کا رتق نباتات نہ اگانا ہے اور آسمان کا فتق بارش برسانا اور زمین کا فتق نباتات اگانا ہے۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں جب میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا تو میں نے کہا

أَجْمَلَ النَّاسِ کہ ابن عباسؓ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں جب میں نے ابن عباسؓ کی گفتگو سنی تو میں نے کہا کہ أَفْصَحَ النَّاسِ کہ ابن عباسؓ تمام لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں جب میں نے ابن عباسؓ سے حدیث سنی تو میں نے کہا أَعْلَمَ النَّاسِ کہ ابن عباسؓ تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ جب ان میں

کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو وہ حضرت عبداللہؓ بن عباس کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

آپ کی کل مرویات ۲۶۶۰ دو ہزار چھ سو ساٹھ ہیں۔

آپ کی وفات 68ھ میں بمقام طائف ہوئی آپ کی عمر 71 سال تھی آپ بڑے ہی حسین و جمیل بحیم و شحیم آدمی تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر۔ رئیس المحدثین

حضرت عبداللہ بن عمر حضور اکرم ﷺ کی نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے آپ نے بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں صغریٰ کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے باقی غزوہ خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں غزوہ احد میں لڑائی کیلئے حاضر ہوا اس وقت میری عمر 14 سال تھی حضور اکرم ﷺ نے میرا جائزہ لیا اور لڑائی کیلئے اجازت نہ دی پھر میں غزوہ خندق میں لڑائی کیلئے حاضر ہوا اس وقت میری عمر 15 سال تھی حضور ﷺ نے میرا جائزہ لیا اور لڑائی کیلئے اجازت دیدی۔

آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار، عالم، زاہد اور فقیہ تھے آپ نے ایک ہزار غلام اور لونڈیوں کو آزاد کیا تھا آپ کو حضور اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ عشق کے درجے کا نہایت ہی والہانہ انداز کا پیار اور محبت تھی۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر کوئی کسی نہ کسی درجہ میں دنیا کی طرف مائل ہو اور دنیا بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی سوائے حضرت عمرؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر کے کہ یہ دونوں حضرات بھی دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور نہ ہی دنیا ان کی طرف متوجہ ہوئی حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے زیادہ تقویٰ والا اور حضرت عبداللہ بن عباس سے زیادہ علم والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے 1630 احادیث مروی ہیں۔ مؤطا امام مالکؒ جو حدیث کی عظیم الشان اور قابل فخر کتاب ہے زیادہ تر آپ کی ہی روایت کردہ احادیث پر مشتمل

ہے اور فقہ مالکیہ کی مدار اکثر و بیشتر حضرت عبداللہ بن عمر کے فتاویٰ اور مسائل پر ہے۔
جیسا کہ فقہ حنفیہ کی مدار اکثر و بیشتر حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ اور مسائل پر ہے۔
حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد علوم نبویہ کے تین مراکز تھے

1:- مکہ مکرمہ جس کے صدر معلم حضرت عبداللہ بن عباس تھے

2:- مدینہ منورہ جس کے صدر معلم حضرت عبداللہ بن عمر تھے

3:- کوفہ جس کے صدر معلم حضرت عبداللہ بن مسعود تھے

اور انہی تین حضرات کو عبادلہ ثلاثہ کے خوبصورت لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے آپ سے بے شمار مخلوق نے علم حاصل کیا اور احادیث کو روایت کیا خصوصاً آپ کے بیٹے حضرت سالم اور آپ کے خادم و شاگرد اور آزاد کردہ غلام حضرت نافع نے اور خصوصیت کے ساتھ مالک عن نافع عن ابن عمر کا سلسلہ محدثین کے نزدیک سلسلۃ الذهب (سونے کی چین یا کڑی) کہا جاتا ہے اور بجا کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر حضور اکرم ﷺ اور حضرات شیخین (حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) کی خدمت و صحبت و شاگردی میں تیس سال رہے پھر حضرت نافعؓ حضرت ابن عمرؓ کی خدمت و صحبت و شاگردی میں تیس سال رہے پھر امام مالکؓ حضرت نافعؓ کی خدمت و صحبت و شاگردی میں بارہ سال تک موجود رہے تو سند کو تو چار چاند لگنے تھے اور عندالمحدثین یہ سلسلہ، سلسلۃ الذهب، بنا ہی تھا۔

اسی طرح دوسری سند زہری عن سالم عن ابن عمرؓ بھی اپنی مثال آپ ہے اور سلسلۃ الذهب کا حصہ ہے حضرت سالم فقہائے سبعہ، یعنی مدینہ منورہ کے ان سات فقہاء میں شمار ہوتے ہیں جن پر حدیث و فقہ کا مدار تھا اور جن کے فتویٰ کے بغیر کوئی قاضی فیصلہ

کرنے کا مجاز نہیں تھا باقی چھ فقہاء کے نام یہ ہیں۔ خارجہ بن زید، عروہ بن زبیر، سلیمان بن یسار، عبید اللہ بن عبد اللہ، سعید بن مسیب، قاسم بن محمد۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کی مجلس میں سوال کیا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ سے دی ہے تو بتائیے کہ شجرہ طیبہ کا مصداق کون سا درخت ہے تو تمام صحابہؓ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی خاموش رہے تو حضور اکرم ﷺ نے خود جواب دیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اس مجلس میں حضرت ابن عمرؓ بھی موجود تھے اور فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں بھی یہی جواب موجود تھا لیکن میں اکابر صحابہؓ کی وجہ سے خاموش رہا بعد میں جب میں نے یہ بات حضرت عمرؓ کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ اگر تم اس محفل میں یہ جواب دے دیتے تو مجھے اس بات کی بہت زیادہ خوشی ہوتی سن 73ھ میں آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے تو حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ آدمی نے زہر آلود نیزہ کی نوک آپ کے پاؤں پر چھو دی جس سے زہر وجود میں سرایت کر گیا اور آپ کی وفات ہو گئی آپ کی عمر 84 سال تھی مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ - شاگرد رسول ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ کے نام میں بہت اختلاف ہے یہاں تک کہ آپ کے نام کے بارے میں 35 اقوال نقل کئے گئے ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام جاہلیت میں عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور زمانہ اسلام میں عبد اللہ یا عبد الرحمن تھا لیکن آپ کی شہرت آپ کی کنیت سے ہے اور آپ کی کنیت کی تین وجوہ ہیں۔

- 1- آپ بچپن میں بلی کے ساتھ کھیلا کرتے تھے
- 2- آپ بلی کی دیکھ بھال اور تربیت کیا کرتے تھے
- 3- حضرت ابو ہریرہؓ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی آستین میں بلی چھپائے ہوئے جا رہا تھا کہ راستہ میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات ہو گئی تو آپ نے بلی کو میرے ساتھ دیکھ کر ارشاد فرمایا **يَا أَبَاهُ رِيْرَةَ** آپ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا جو یمن میں رہائش پذیر تھے اس لئے آپ دوسی اور یمنی کہلاتے تھے آپ کی پیدائش حضور اکرم ﷺ کی ہجرت سے 24 سال پہلے یمن میں ہوئی آپ 7ھ میں فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے آپ حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں صرف چار سال رہے لیکن ان چار سالوں میں کبھی حضور اکرم ﷺ سے جدا نہیں ہوئے سفر ہو یا حضر ہو، دن ہو یا رات ہو، امن ہو یا جنگ ہو، خوشی ہو یا غم ہو، صحت ہو یا بیماری ہو، کبھی حضور اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان چار سالوں میں حضرت ابو ہریرہؓ کا محور و مرکز تین چیزیں رہیں۔

1- حضور اکرم ﷺ کے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھوں کو منور کرنا اور اپنے دل کو روشن کرنا

2- حضور اکرم ﷺ کی جس قدر ممکن ہو سکے خدمت اور اطاعت کرنا

۳۔ حضور اکرم ﷺ کے علوم و معارف کے چشمے سے خود کو سیراب و فیضیاب کرنا انہیں مقاصد کے حصول کیلئے حضرت ابو ہریرہؓ نے عہد رسالت میں ازدواجی زندگی کو خیر باد کہا، ذریعہ معاش کو ترک کیا، فقر و فاقہ کے عالم میں اصحاب صفہ جیسی پاک باز جماعت کے ساتھ ڈیرے لگائے۔

ہر قسم کے دکھ، تکلیف، پریشانی اور فقر و فاقہ کو برداشت کیا لیکن دامن نبوت کو کبھی کسی حال میں کسی دور میں ایک لمحہ کیلئے بھی چھوڑنا گوارا نہ کیا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھوک پیاس کی وجہ سے مدینہ کی گلیوں میں بے ہوش پڑا رہتا تھا اور لوگ سمجھتے تھے کہ شاید مجھے جنون یا مرگی کا دورہ پڑا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سوائے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے مجھ سے زیادہ کسی کے پاس احادیث موجود نہیں تھیں اور ان کے پاس اس لئے احادیث زیادہ تھیں کہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں احادیث کو لکھتا نہیں تھا بلکہ صرف حفظ کر لیتا تھا اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کو حافظ الحدیث کہا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود کتب احادیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کردہ صرف 700 احادیث موجود ہیں جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات 5 ہزار 3 سو 64 ہیں آپ صحابہؓ میں کثیر الروایت ہیں آپ کی وفات 58ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کی عمر 78 سال تھی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ اپنی کثرت روایت کا پس منظر خود یوں بیان کرتے ہیں کہ میرے مہاجر و انصار بھائی اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف رہتے تھے جب کہ میں مسکین آدمی مجھے صرف اپنے پیٹ بھرنے اور بھوک مٹانے کی حاجت ہوتی تھی اور میری دنیوی

کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی اس لئے میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت و صحبت میں موجود رہتا تھا لوگ جب غیر حاضر ہوتے میں حاضر ہوتا تھا۔ لوگ جن باتوں کو بھول جاتے تھے میں انہیں یاد رکھتا تھا ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی تم میں سے چادر پھیلانے اور میری گفتگو سنے پھر اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائے تو وہ میری باتوں کو کبھی نہیں بھول پائیگا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میرے پاس ایک چادر تھی میں نے وہ چادر پھیلائی حضور اکرم ﷺ کی گفتگو سنی پھر میں نے وہ چادر جمع کر کے اپنے سینے سے لگالی تو مجھے حضور اکرم ﷺ کی وہ باتیں آج تک یاد ہیں۔ اور حضور اکرم ﷺ کی باتوں میں سے کوئی بات بھی مجھے آج تک نہیں بھولی۔

حضرت ابو ہریرہؓ اپنی والدہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی خود بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میری والدہ مشرک تھی ایک دفعہ میں نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے جملے استعمال کئے جو مجھے اچھے نہ لگے اور میں غم کی وجہ سے روتا ہوا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ سے درخواست کی کہ میری والدہ کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائیں تو حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اِهْدِ اُمَّ اَبِي هُرَيْرَةَ اے اللہ ابو ہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمادیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں والدہ کو خوشخبری دینے کیلئے گھر کی طرف چلا جب میں گھر پہنچا تو گھر کا دروازہ بند تھا اور اندر سے قدموں کے حرکت کرنے کی اور پانی کے گرنے کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی نہانے میں مصروف ہو میری والدہ نے میرے قدموں کی آواز سن لی اور میری آمد کو پہچان لیا تو بولی مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اے ابو ہریرہؓ ذرا ٹھہرو، تھوڑی دیر

بعد میری والدہ نے دروازہ کھولا میری والدہ نے غسل کیا ہوا تھا صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے جلدی میں اس نے دوپٹہ بھی نہ اوڑھا تھا سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے میری والدہ نے کہا اے ابو ہریرہؓ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اب میں خوشی کی وجہ سے روتا ہوا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی والدہ کے اسلام قبول کرنے کی آپ کو خوشخبری سنائی تو آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی کثرت روایت کی وجہ سے بعض صحابہ کرام جو روایت کے نقل کرنے میں نہایت ہی احتیاط کرنے والے تھے اعتراض کیا کرتے تھے انہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ کہ ابو ہریرہؓ کثرت روایت کی وجہ سے اپنی ذات پر ظلم کرتے ہیں تو حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابو ہریرہؓ کی کسی روایت کا انکار کرتے ہیں تو کہا میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وَلَكِنَّهُ اجْتَرَاءٌ وَجَبْنَا کہ ابو ہریرہؓ نے روایت کے نقل کرنے میں جرأت کی اور ہم نے بزدلی اختیار کی یعنی انہوں نے کثرت سے روایات کو نقل کیا اور ہم ایسا نہ کر سکے جب یہ بات حضرت ابو ہریرہؓ تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا

فَمَا ذَنْبِي إِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوا

اس میں میرا کیا قصور اور غلطی ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی باتوں کو یاد رکھا اور دوسرے

لوگوں نے آپ کی باتوں کو بھلا دیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ کے بازار میں تشریف لے گئے، دوکانیں کھلی ہوئی تھیں، لوگ خرید و فروخت میں مصروف تھے، آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اَنْتُمْ مُشْتَعِلُونَ هُنَا وَمِيرَاثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُقْسِمُ فِي الْمَسْجِدِ تم بازار میں تجارت میں مصروف ہو اور حضور اکرم ﷺ کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے لوگوں نے دوکانوں کو بند کیا خرید و فروخت کو موقوف کیا، بھاگے بھاگے، دوڑے دوڑے، مسجد نبوی میں پہنچے منظر دیکھا نہ در، ہم نہ دنا نیر نہ سونا نہ چاندی نہ کپڑے نہ برتن، کوئی مال و دولت تقسیم ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ لوگ واپس آگئے دوکانیں کھول کر دوبارہ کاروبار میں مصروف ہو گئے، حضرت ابو ہریرہؓ دوبارہ آگئے فرمایا تم لوگ واپس آگئے لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی مال و دولت مسجد نبوی میں تقسیم ہوتے ہوئے نہیں دیکھا،

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم نے کیا دیکھا کہنے لگے

رَأَيْنَا رَجُلًا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُونَ اللَّهَ

ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر اللہ میں مصروف تھے

تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں سے غلطی ہو گئی، تم لوگ بھول گئے ہذا مِيرَاثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ یہی تو میراث رسول اللہ ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی میراث قرآن و حدیث کا علم و عمل ہے، تلاوت قرآن مجید و ذکر اللہ ہے۔

اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو پیارے نبی ﷺ کا سچا وارث اور فرمانبردار

بنائیں (آمین)

حضرت انسؓ - خادم رسول ﷺ

حضرت انسؓ خادم رسول ﷺ کے لقب سے مشہور تھے آپ کی کنیت ابو حمزہ ہے آپ کے والد کا نام مالک بن نضر ہے اور آپ کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے آپ کی کنیت ابو حمزہ حضور اکرم ﷺ نے رکھی تھی کیونکہ حضرت انسؓ حمزہ نامی گھاس کا ٹاٹا کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کبھی حضرت انسؓ کو بطور مزاح کے يَا اَذُنَيْنِ اے دوکانوں والے بھی کہا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت انسؓ کی عمر 10 سال تھی والدہ ام سلیم نے ہاتھ سے پکڑا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت صحبت اور شاگردی میں چھوڑ گئیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں 10 سال تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت و صحبت میں رہا مَا ضَرَبَنِي حَضْرُو ﷺ نَے ان دس سالوں میں کبھی مجھے مارا نہیں وَلَا كَهْرَنِي اَوْ كَبْهِي مَجْهَ ذُنَائِي وَلَا شَتَمَنِي اَوْ كَبْهِي مَجْهَ غَالِي نَبِي دِي بَلْكَ حَضْرُو ﷺ نَے مجھے چار دعائیں دیں۔

1: عمر میں برکت

2: اولاد میں برکت

3: مال میں برکت

4: مغفرت ذنوب و دخول جنت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی تین دعائیں اپنی آنکھوں کے سامنے پھلتی پھولتی اور مقبول ہوتی دیکھ رہا ہوں اور انشاء اللہ العزیز چوتھی دعا کی مقبولیت کا نظارہ بھی آخرت میں کر لوں گا حضرت انسؓ کی عمر میں برکت ہوئی اور ایک سو ایک سال یا

ایک سو تین سال آپ کی عمر ہوئی حضرت انسؓ کی اولاد میں برکت ہوئی اور ایک سو اولاد بیٹے، بیٹیاں، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھیں حضرت انسؓ کے مال میں برکت ہوئی مدینہ میں آپ کا ایک باغ تھا مدینہ میں جن کے باغ تھے وہ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تھے لیکن آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا یہ پیارے نبی ﷺ کی دعا کا اثر تھا اور مغفرت ذنوب و دخول جنت کا وعدہ تو ساری ہی جماعت صحابہؓ اور اصحاب محمد ﷺ کیلئے ہے آپ پوری زندگی مدینہ منورہ میں رہے لیکن خلافت عمرؓ میں تعلیم فقہ کیلئے بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور بصرہ میں ہی 91ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور بصرہ میں وفات پانے والے آپ سب سے آخری صحابیؓ تھے آپ کی کل مرویات 1286 ہیں۔

حضرت معاذؓ بن جبل۔ اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ

آپ مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے نبوت کے بارہویں سال جب مدینہ میں اسلام کی دعوت شروع ہوئی تو آپ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر داعی اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اس وقت آپ کی عمر 18 سال تھی حج کے موسم میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کے ہمراہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ستر انصار کے ساتھ وادی عقبہ میں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی آپ تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے لیکن غزوہ حنین میں حضور اکرم ﷺ نے آپ کو اہل مکہ کی تعلیم کیلئے مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ قرار دیا تھا یعنی حضرت معاذؓ صحابہ کرام میں سب سے

زیادہ حلال و حرام کے جاننے والے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اگرچہ حضرت معاذ کی قابلیت پر آپ کو پورا بھروسہ تھا لیکن پھر بھی امتحان لینا مناسب تھا اس لئے پوچھا کہ فیصلہ کیسے کرو گے حضرت معاذ نے جواب دیا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرونگا فرمایا اگر اس میں نہ ملے جواب دیا سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرونگا فرمایا اگر اس میں نہ ملے جواب دیا اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرونگا حضور اکرم ﷺ نہایت مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے موافق ہے۔

جب حضرت معاذ کی روانگی کا وقت آیا تو حضور اکرم ﷺ انہیں رخصت کرنے کیلئے خود تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا مَعَاذِ اِرْكَبُ عَلَيِ الْفَرَسِ اے معاذ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں روانہ کرتا ہوں حضرت معاذ بھی ادب والے شاگرد تھے کہا کَيْفَ اِرْكَبُ عَلَيِ الْفَرَسِ وَاَنْتَ عَلَيِ الْاَرْضِ حضرت آپ زمین پر کھڑے ہوں اور میں گھوڑے پر سوار ہوں یہ کیسے ممکن ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے معاذ تم گھوڑے پر سوار ہو جاؤ آج میں دنیا کو معلم اور مبلغ کا مقام بتانا چاہتا ہوں حدیث میں آتا ہے كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ اَخِذًا بِرِكَابِهِ وَاخِذًا بِلِجَامِهِ رحمت والے نبی ﷺ نے رحمت والے ہاتھوں سے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا حضرت معاذ گھوڑے پر سوار ہیں اور شہنشاہ مدینہ پا پیادہ ساتھ چل رہے ہیں اور باہم

گفتگو کا سلسلہ بھی جاری ہے وہ منظر کیسا ہوگا جب حضور اکرم ﷺ کی نگاہ حضرت معاذ کے چہرہ پر اور حضرت معاذ کی نگاہ حضور اکرم ﷺ کے نورانی چہرہ پر ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا يَا مَعَاذَ لَعَلِّكَ لَا تَرَ اِنِّي بَعْدَ عَامِي هَذَا وَلَا تَلْقَانِي سَتَمُرُّ بِمَنْبَرِي هَذَا اِنِّي مَعَاذَ اَنْ جِي بَهْرَ كَيْ مِيرَا چہرہ دیکھ لے شاید کہ تو واپس آئے تو تجھے منبر تو نظر آئے لیکن منبر والا محمد ﷺ نظر نہ آئے فَبِكِي مَعَاذَ جُشَاءَ حضرت معاذ جو نہ جانے کب سے جذبات کے طوفان کو سینے میں چھپائے بیٹھے تھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور سمجھ گئے کہ اب یہ جلوہ جہاں تاب جیتے جی دوبارہ نظر آنے والا نہیں ہے حضور اکرم ﷺ نے تسلی دی اور ارشاد فرمایا اَلْمُتَّقُونَ مَعِيَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا. متقی لوگ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے جس خاندان کے ہوں جس حال میں ہوں مراتب کا فرق ہوگا لیکن جنت میں رفاقت ملے گی۔

حضرت معاذؓ یمن میں دو سال رہے جب واپس آئے تو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی تھی حضرت عمرؓ فرماتے تھے عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ يَّلِدْنَ مِثْلَ مَعَاذِ عَوْرَتِيں معاذؓ جیسا شخص پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔

آپ کی وفات طاعون عمواس میں 18ھ میں ہوئی آپ کی عمر کے بارے میں 33 سال سے لے کر 38 سال کے مختلف اقوال ہیں حضرت معاذؓ کی وفات کا وقت آیا تو لوگ رونے لگے پوچھا کیوں روتے ہو کہا علم کے اٹھ جانے پر رو رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا علم اور ایمان زمین سے ختم نہیں ہو سکتے جو جستجو کریگا وہ پالے گا اور

ارشاد فرمایا میرے بعد علم ان چار حضرات سے حاصل کرو۔ عبد اللہ بن مسعود، سلمان فارسی، عبد اللہ بن سلام، ابوالدرداءؓ۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ۔ میزبان رسول ﷺ

حضرت ابو ایوب انصاریؓ میزبان رسول ﷺ ہیں آپ کا نام خالد بن زید تھا آپ مدینہ منورہ کے قبیلہ بنو خزرج سے تعلق رکھتے تھے آپ مدینہ منورہ کے ان منتخب لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے وادی عقبہ میں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت اسلام کی تھی آپ ہی وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد ایک مہینے تک میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی قصواء آپ کے ہی مکان پر آ کر رکی تھی آپ تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے اور حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندگی کا بیشتر حصہ جہاد میں گزارا حضرت ابو ایوبؓ انصاری نے دو مرتبہ مصر کا سفر کیا پہلی مرتبہ صرف ایک حدیث کے حصول کیلئے مصر کا سفر کیا جس کے روایت کرنے والے صرف حضرت عقبہؓ بن عامرؓ جہنی تھے جو امیر معاویہؓ کے دور میں مصر کے گورنر تھے ایک حدیث کیلئے بڑھاپے میں سفر کیا حدیث سنی اونٹ پر سوار ہوئے اور سیدھا مدینہ منورہ واپس چلے آئے۔ دوسری مرتبہ غزوہ روم فتح قسطنطنیہ میں شرکت کیلئے مصر تشریف لے گئے جبکہ حضور اکرم ﷺ قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی اور جہاد میں شریک ہونے والوں کے جنتی ہونے کی بشارت دے چکے تھے اس لئے اس بشارت کا مصداق بننے کیلئے بڑے

بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اس لشکر کا حصہ بنے جن میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر اور میزبان رسول حضرت ابویوب انصاری جیسے عظیم لوگ شامل تھے اس بشارت کی تفصیل بخاری شریف میں موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت انسؓ کی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان کے گھر دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آپ بیدار ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر تبسم تھا حضرت ام حرام نے تبسم کی وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا اِنَّا س مِنْ اُمَّتِي يَوْمَ كَبُوْنَا الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مجھے خواب میں اپنی امت کے لوگ دکھائے گئے ہیں جو جہاد کیلئے سمندر کی موجوں پر ایسے سفر کر رہے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں تو حضرت ام حرام نے کہا اذُعُ اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ میرے لئے بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمادیں تو آپ نے دعا فرمادی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ آپ پھر محو خواب ہو گئے تھوڑی دیر بعد پھر بیدار ہوئے تو دوبارہ آپ کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ تھی حضرت ام حرام نے دوبارہ وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کریگا اس کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے تو حضرت ام حرام نے دوبارہ دعا کی درخواست کی کہ اللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّةِ مجھے اس لشکر میں شامل فرمادے تو آپ نے ارشاد فرمایا اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ لَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ کہ تم پہلی جماعت میں شامل ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ کی دونوں بشارتیں پوری ہوئیں پہلی بشارت حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت

میں 28ھ میں پوری ہوئی جب حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے قبرص پر حملہ کیا یہ تاریخ اسلام کی پہلی بحری لڑائی تھی اس میں حضرت ام حرامؓ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت کے ساتھ لشکر میں شامل تھیں یہ جنگی مہم اسی لحاظ سے کامیاب رہی کہ اہل قبرص نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی اور جب واپس ہونے لگے تو حضرت ام حرامؓ اپنی سوار سے گر گئیں اور جام شہادت نوش کر لیا دوسری بشارت حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں 52ھ میں پوری ہوئی جب یزید بن معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کیا یہ مسلمانوں کی طرف سے قسطنطنیہ کا پہلا محاصرہ تھا جو کافی مدت تک جاری رہا لیکن اس محاصرے میں قسطنطنیہ فتح نہ ہو سکا اور اسلامی لشکر واپس آ گیا۔ میزبان رسول ﷺ حضرت ابو ایوبؓ انصاری جو 80 سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اسی محاصرے کے دوران شدید بیمار ہو گئے یزید عیادت کیلئے گیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری لاش کو جتنا ہو سکے دشمن کی سرزمین کے اندر لے جا کر دفن کرنا وفات کے بعد یزید نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔

تاریخ میں ہے کہ جب 857ھ میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور قیصر روم کو ہلاک کیا تو اس کے ساتھ ہی سلطنت روم کے گیارہ سو سالہ دور کا بھی خاتمہ ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی بھی پوری ہو گئی کہ إِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ جب قیصر ہلاک ہوا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا اور پھر قیصر کا لقب صرف ایک تاریخی داستان بن کر رہ گیا پھر سلطان محمد فاتح نے بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت

ابو ایوبؓ انصاری کی قبر مبارک کو تلاش کیا اور اس جگہ جامع ابو ایوبؓ کے نام سے ایک مسجد تعمیر کی آج یہ جگہ مرجع گاہ و زیارت گاہ خاص و عام ہے مزار مبارک پر لوگ اکثر بیٹھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور میزبان رسول ﷺ کو خراج عقیدت و خراج تحسین پیش کرتے رہتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ - طویل العمر صحابی رسول ﷺ

حضرت سلمانؓ اصلاً فارس ایران کے باشندہ تھے آپ کا مذہب مجوسیت تھا دن رات آتش پرستی میں مشغول رہتے لیکن دل میں چونکہ حق پرستی کی جستجو تھی اس لئے بہت جلد مجوسیت سے بے زار ہو گئے اور عیسائیت کو اختیار کر لیا اور ملک شام چلے گئے شام اور عراق کے مختلف علماء کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم حاصل کیا بالآخر عموریہ کے ایک نصرانی عالم کے پاس پہنچے اور اس سے فیض حاصل کرتے رہے جب اس عالم کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں تو اس پادری نے حضرت سلمانؓ کو ان الفاظ میں مستقبل کی رہنمائی دی اب اس نبی ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آچکا ہے جو ریگستان عرب سے اٹھے گا اور دین ابراہیمی کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہجرت کریگا اس نبی کی تین علامتیں ہوں گی۔

۱۔ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائے گا

۲۔ وہ ہدیہ قبول کر لیں گے

۳۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

اگر تمہارے لئے اس نبی تک پہنچنا ممکن ہو تو ضرور پہنچنا۔

نصرانی عالم کی وفات کے بعد حضرت سلمانؓ ایک قافلے کے ساتھ عرب کی طرف روانہ ہوئے لیکن قافلہ کے ظالم لوگوں نے آپ کو ایک یہودی کے ہاتھوں بطور غلام کے راستہ میں فروخت کر دیا وہ یہودی، مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا وہ آپ کو بھی مدینہ منورہ لے آیا اس سرزمین کے نخلستان دیکھ کر آپ کو یقین ہو گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں نصرانی عالم نے بتایا تھا

ایک مدت تک یہودی کے پاس غلام بن کر خدمت کرتے رہے بالآخر مدینہ میں شور مچا کہ ایک شخص مکہ سے چل کر قبا پہنچا ہے جس کے گرد مکہ کے مہاجر اور مدینہ کے انصار جمع ہو گئے ہیں اور اسے اللہ کا نبی اور پیغمبر قرار دے رہے ہیں حضرت سلمان فارسیؓ قبا پہنچے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اپنی جمع پونجی حضور اکرم ﷺ اور صحابہؓ کیلئے بطور صدقہ کے پیش کی کہ آپ حضرات حاجت مند ہیں حضور ﷺ نے اپنے لئے صدقہ قبول کرنے سے انکار فرما دیا اور صحابہؓ کیلئے اجازت دے دی حضرت سلمانؓ کے سامنے پہلی نشانی ظاہر ہو گئی۔

جب حضور اکرم ﷺ قبا سے مدینہ تشریف لائے تو حضرت سلمانؓ نے آپ کیلئے صدقہ کی بجائے ہدیہ پیش کیا تو آپ نے قبول فرمایا حضرت سلمانؓ کے سامنے دوسری نشانی بھی ظاہر ہو گئی۔

چند روز کے بعد حضرت سلمانؓ پھر حاضر خدمت ہوئے تب حضور اکرم ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ جنت البقیع میں صحابہؓ کے حصار میں موجود تھے حضرت سلمانؓ نے مہر نبوت

دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا آپ نے پشت مبارک سے چادر کو ہٹا دیا حضرت سلمانؓ نے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کی زیارت کی

اب حضرت سلمانؓ کے سامنے تیسری نشانی بھی ظاہر ہو چکی تھی

تلاش حق کا طویل اور پر مشقت سفر اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا راہ حق کا یہ گرتا پڑتا مسافر اپنے آقا کے قدموں تک پہنچ چکا تھا عمر بھر کی بے قراری کو قرار آچکا تھا اور پھر دل میں پوشیدہ طوفان آنسوؤں کی شکل میں آنکھوں سے پھوٹ نکلے آگے بڑھ کر مہر نبوت کو بوسہ دیا برسوں سے دل میں چھپائے ہوئے عقیدت و اخلاص کے جذبات آپ کی نذر کئے عمر بھر کا ماجرا اور سرگزشت سنائی اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا جب پیارے رسول ﷺ نے حضرت سلمانؓ کی غریب الوطنی اور حب دینی کو دیکھا تو ارشاد فرمایا **سَلَمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ** سلمانؓ ہمارے اہل بیت سے ہے۔

ادھر یہودی آقا نے آزادی کیلئے تین شرائط رکھ دیں

۱۔ چالیس اوقیہ سونا ادا کرو

۲۔ کھجور کے تین سو درخت لگاؤ

۳۔ جب کھجور کے تین سو درختوں پر پھل آجائے گا تب تم آزاد ہو جاؤ گے!

تینوں ہی شرطیں ناقابل یقین اور ناقابل عمل تھیں۔

لیکن حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی کہ وہ کھجور کے پودوں سے

حضرت سلمانؓ کی مدد کریں چنانچہ صحابہ کرامؓ کے تعاون سے کھجور کے تین سو پودے جمع

ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت سلمانؓ سے کہا کہ تم ان کھجوروں کیلئے گڑھے تیار کرو جب

گڑھے تیار ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے اور تمام پودے اپنے ہاتھ مبارک سے لگائے اور برکت کی دعا فرمائی یہ پودے اس مقدس ذات کے ہاتھوں سے لگے تھے جس نے دلوں کی ویران کھیتوں کو سیراب کیا تھا اور جس نے چند ہی سالوں میں حق کے درختوں کو تیار کر دیا تھا ان مبارک ہاتھوں کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ایک تو ان تین سو کھجوروں میں سے کوئی پودا مرا نہیں اور دوسرا ان تمام کھجور کے درختوں پر ایک ہی سال میں پھل آ گیا اور حضرت سلمانؓ کی آزادی کی دو شرطیں پوری ہو گئیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کہیں سے سونا آیا تو آپ نے حضرت سلمانؓ کے حوالے کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ اپنے یہودی آقا کو دیکر تیسری شرط پوری کر کے آزادی حاصل کر لیں حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ بظاہر سونا چالیس اوقیہ سے بہت کم تھا لیکن جب میں نے وزن کیا تو پورے چالیس اوقیہ نکلا تھوڑا بھی کم نہ ہوا اور اس طرح پیارے نبی ﷺ کے صدقے حضرت سلمانؓ کو غلامی سے بھی نجات مل گئی۔ غلامی کی وجہ سے حضرت سلمانؓ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک نہیں ہو سکے تھے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کا پہلا غزوہ غزوہ خندق تھا اور اس غزوہ میں آپ کے ہی مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی حضرت سلمانؓ نے اصحاب صفہ میں رہ کر علم حاصل کیا اور فیض نبوت کو اپنے سینے میں سمیٹا حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ مسلسل جہاد میں مصروف رہے خاص طور پر حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب ایران پر لشکر کشی کی گئی تو اس میں آپ نے ایک نمایاں سالار کی حیثیت سے حصہ لیا۔ ہزاروں عرب مجاہدین آپ کی کمان میں جہاد کرنے والے تھے

ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ جب ایران کے کسی قلعے پر حملہ کیا جاتا تو پہلے حضرت

سلمان فارسیؓ انہیں اسلام کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں بھی ایرانی ہوں لیکن اسلام کی بدولت آج عربوں کا امیر بنا ہوا ہوں ایران فتح ہونے کے بعد آپ نے مدائن کو اپنا مستقر بنالیا تھا اور کچھ عرصہ آپ مدائن کے گورنر بھی رہے 33ھ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ کی وفات مدائن میں ہوئی اور آپ کو یہیں دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر مبارک طویل تھی۔ مشہور ہے کہ 350 سال تھی لیکن راجح یہ ہے کہ 250 سال تھی حضرت سلمان فارسیؓ نے طویل عمر پائی لیکن بیماریوں سے محفوظ رہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو یہ دعادی تھی کنز العمال میں ہے

يَا سَلْمَانَ شَفَى اللَّهُ سَقَمَكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَعَافَاكَ فِي دِينِكَ وَجَسَدِكَ
إِلَى مُدَّةِ أَجَلِكَ

اے سلمانؓ اللہ تمہیں تمہاری بیماری سے شفا دے تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے اور تمہارے دین کو اور تمہارے جسم کو تازیت عافیت نصیب فرمائے۔

متدرک حاکم میں روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے السَّبَّاقُ أَرْبَعَةٌ أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَسَلْمَانُ سَابِقُ الْفَارِسِ وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ وَصُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّومِ . سبقت لے جانے والے افراد چار ہیں میں عرب کا سابق ہوں، سلمانؓ فارس کے سابق ہیں۔ بلالؓ حبشہ کے سابق ہیں اور صہیبؓ روم کے سابق ہیں۔

حضرت بلال حبشیؓ - مؤذن رسول ﷺ

حضرت بلالؓ کا شمار حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد ان چند عظیم الشان صحابہ

کرامؓ میں سے ہوتا ہے جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے تھے حضرت عمرو بن عبسہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا مَنْ مَعَكَ عَلَي هَذَا الْأَمْرِ اس دین اسلام اور پیغام توحید میں سب سے اول آپ کا ساتھ کس نے دیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا حُرٌّ وَ عَبْدٌ ایک آزاد یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ایک غلام یعنی حضرت بلال حبشیؓ نے۔

مکہ مکرمہ میں اسلام لانے سے پہلے غلامی کی زندگی گزار رہے تھے امیہ بن خلف آپ کا آقا تھا جو حضرت بلال کے اسلام لانے کی وجہ سے تپتی ہوئی دو پہر میں آپ کو سخت تکلیف اور اذیت پہنچایا کرتا تھا کبھی تپتی ہوئی ریت پر کبھی تپتے ہوئے سنگریزوں پر آپ کو لٹاتا تھا کبھی آپ کو اوندھے منہ لٹا کر پیٹھ پر پتھر کی چکی رکھ دیتا تھا کبھی آپ کی گردن میں رسی ڈال کر مکہ کے بچوں کے حوالے کر کے تماشہ بنا دیتا تھا، تمام تر ظلم و ستم اور قہر و جبر کا مقصد یہی تھا کہ ایک خدا کی پرستش و عبادت چھوڑ کر لات و عزی اور تین سوساٹھ بتوں کو اپنا معبود بنا لو لیکن حضرت بلالؓ تھے کہ بس صرف اور صرف احد احد اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے کا ترانہ و گیت گائے چلے جاتے تھے اور جسمانی و روحانی لطف اور مزا حاصل کئے جاتے تھے مشرکین مکہ اور اپنے آقا امیہ بن خلف کے تمام تر ظلم و ستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کئے جا رہے تھے بالآخر حضرت ابو بکرؓ صدیق نے ان دردناک مناظر کو دیکھ کر حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ کہا کرتے تھے کہ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَ اعْتَقَ سَيِّدُنَا یعنی بلالاً ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلالؓ کو بھی آزاد کر لیا حضرت بلالؓ کے اس عظیم مقام اور صبر و استقامت کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم جیسا عظیم الشان شاعر بھی تڑپ اٹھا اور یوں خراج تحسین پیش کیا۔

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا
 جہش سے اٹھا کر تجھے حجاز لایا
 ہوئی اس سے ترے غم کدے کی آبادی
 تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
 وہ آستاں کہ نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کیلئے
 کسی کے عشق میں تو نے مزے ستم کے لیے
 جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
 ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں
 ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
 کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
 ازاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
 نماز اس کے نظارے کا بہانہ بنی
 خوشا وہ وقت کہ مدینہ میں تھا قیام تیرا
 خوشا وہ وقت کہ دیدار تھا عام تیرا

پھر علامہ اقبالؒ نے ایک اور نظم میں حضرت بلالؓ اور سکندر رومی کا موازنہ اس طرح بیان کیا ہے

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
 رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

اور اسی اقبالؒ نے حضرت بلال حبشیؓ کے پیروکار فاتح اندلس طارق بن زیاد کو

یوں خراج تحسین پیش کیا ہے

طارق چوں بر کنارہ اندلس سفینہ سوخت

گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست

دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم

ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

طارق نے جب اندلس کے ساحل پر اپنی کشتی جلائی تو لوگوں نے کہا کہ عقل کی نظر میں تمہارا یہ عمل بڑی غلطی ہے ہم لوگ اپنے وطن کی سر زمین سے دور ہیں اب وطن واپس کیسے پہنچیں گے اسباب کو ترک کرنا شریعت کی نظر میں بھی درست نہیں ہے جواب میں طارق مسکرایا اور اپنا ہاتھ اپنی تلوار تک لے جا کر بولا ہر ملک ہمارا ملک ہے کیونکہ وہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

اور پھر یہی اقبالؒ حضرت بلالؓ کے نقش قدم پر چلنے والے اور مغل اعظم جلال الدین محمد اکبر کے سامنے کلمہ حق کہنے والے اور شہنشاہ اکبر کے دین الہی کے نام سے برپائے ہوئے نئے دین اور نئی شریعت کے طوفان بدتمیزی کو روکنے والے گیارہویں صدی ہجری کے عظیم مجدد و مجاہد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو یوں خراج عقیدت و خراج تحسین پیش کرتا ہے

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
 وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
 اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
 اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
 گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
 جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
 وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
 اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آزادی پانے کے بعد حضرت بلالؓ سفر و حضر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ
 رہتے، خدمت میں حاضر رہتے، محبت میں سرشار رہتے، حضرت بلالؓ ظہیر الصوت اور
 حسین الصوت تھے نہایت ہی بلند و بالا اور دلکش آواز کے مالک تھے اور جب اذان شروع
 ہوئی تو سب سے پہلے اذان بھی آپ نے دی اور باقاعدہ مؤذن رسول ﷺ کا مقام
 و منصب و لقب بھی آپ کو نصیب ہوا حضرت بلالؓ کی توحید و رسالت کی صدا اور اذان کی
 آواز دین اسلام کے متوالوں کو بے چین و بے قرار کر دیتی تھی اور دنیا کے ہر کام سے بیزار
 کر دیتی تھی مرد اپنا کاروبار چھوڑ کر اور عورتیں اپنا کام کاج چھوڑ کر اور بچے کھیل کو چھوڑ کر
 رب رحمن کے حضور حاضری دینے کیلئے مسجد نبوی میں جمع ہو جاتے جب خدائے واحد کے
 عاشقوں کا مجمع کثیر ہو جاتا تو حضرت بلالؓ نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ آستانہ نبوت
 پر حاضری دیتے اور الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ کی صدا لگاتے پھر پیارے نبی ﷺ تشریف

لاتے اور صحابہؓ کی دیدار کو ترستی نگاہوں کو بھی سیراب فرماتے اور رب رحمن کی اطاعت و عبادت کا بھی حق ادا فرماتے۔ حضرت بلالؓ تمام مشہور غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور غزوہ بدر میں امیہ بن خلف بھی آپ کے ہاتھوں مردار ہوا جو حضرت بلالؓ پر غلامی کے ایام میں بہت زیادہ مظالم ڈھایا کرتا تھا اور اسلام کا بھی بہت بڑا دشمن تھا امام بخاریؒ نے کتاب الوکالتہ میں حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کی روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمنؓ بن عوف اور امیہ بن خلف کی دوستی تھی اور عبدالرحمنؓ بن عوف چاہتے تھے کہ امیہ بن خلف میدان بدر میں قتل ہونے سے کسی طرح بچ جائے اور شاید کہ اسے اسلام کی دولت بھی بعد میں نصیب ہو جائے اور امیہ کا بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا اچانک حضرت بلالؓ کی نظر امیہ بن خلف پر پڑ گئی اور آپ نے ایک نعرہ مستانہ لگا دیا لَا نَجُوْثُ اِنْ نَجَا اُمِيَّةٌ اِجْرًا جِيَا تُو پھر میری زندگی کا کیا فائدہ حضرت بلالؓ کے توجہ دلانے پر انصار نے امیہ کو گھیر لیا تو عبدالرحمنؓ بن عوف نے پہلے امیہ کے بیٹے کو سامنے کر دیا تاکہ جب تک وہ اسے قتل کریں میں امیہ کو لے کر نکل جاؤں لیکن انصار نے فوراً امیہ کے بیٹے کو قتل کیا اور دوبارہ امیہ کا محاصرہ کر لیا تو حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے امیہ کو لٹا دیا اور اس کی حفاظت کیلئے خود اس پر لیٹ گئے لیکن امیہ کیونکہ بہت نجیم شجیم آدمی تھا اس لئے حضرت عبدالرحمنؓ اس کے پورے وجود کی حفاظت نہ کر سکے اور صحابہؓ نے اسے نیچے سے اتنی تلواریں اور نیزے مارے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔

اور پھر وہ وقت بھی آیا جب 8ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا جہاں حضرت بلالؓ کو کلمہ طیبہ پڑھنے کی پاداش میں سخت اذیت اور تکلیف سے گزرنا پڑتا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں تو حضرت بلالؓ نے خانہ

کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی اور مکہ مکرمہ میں پہلی مرتبہ اذان بلالی گونجی اور اللہ کا مقدس گھر مدتوں صنم خانہ رہنے کے بعد ایک حبشی کے نغمہ توحید سے گونج اٹھا اور دنیا بھر کے بت کدوں میں ماتم برپا ہو گیا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اور ترمذی میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ تمہارا کونسا عمل ہے جو تمہارے لئے سب سے زیادہ امید افزا ہے کیونکہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تمہارے جوتوں کی آواز میں نے اپنے سامنے سنی یعنی میں نے تمہیں جنت میں پہلے سے موجود پایا تو حضرت بلالؓ نے جواب میں تین عمل بیان کیئے

- 1:- میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو بعد میں دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں
 - 2:- ہمیشہ با وضو رہتا ہوں یعنی جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو فوراً نیا وضو کرتا ہوں
 - 3:- جب بھی وضو کرتا ہوں تو بعد میں دو رکعت نفل تحسینۃ الوضو ادا کرتا ہوں
- تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بس تمہارے یہی اعمال تمہاری کامیابی و کامرانی کا باعث اور سبب ہیں

ابوداؤد شریف میں حضرت عروہ بن زبیر سے ایک روایت ہے جس میں ابتدائی دور میں حضرت بلالؓ کی اذان کی کیفیت منقول ہے فرماتے ہیں کہ بنو نجار کی ایک صحابیہ عورت بیان کرتی ہے کہ میرا گھر مسجد نبوی کے ارد گرد کے گھروں میں سے بلند ترین گھر تھا اور حضرت بلالؓ فجر کی اذان میرے گھر کی چھت پر دیا کرتے تھے فرماتی ہیں کہ حضرت بلالؓ صبح صادق کے طلوع ہونے سے بہت پہلے پہنچ جاتے اور گھر کی چھت پر انتظار میں بیٹھے رہتے جب صبح

صادق کی روشنی ظاہر ہو جاتی تو انگڑائی لیتے اور پہلے یہ دعا مانگتے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ.

اے اللہ میں آپ کی تعریف کرتا ہوں اور آپ سے قریش کیلئے مدد طلب کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے آپ کے دین اسلام کی پاسبانی و نگہبانی کر سکیں اور پھر اذان کہتے اور وہ عورت قسم کھا کر کہتی ہے کہ حضرت بلالؓ کسی رات بھی اس دعا کو چھوڑتے نہیں تھے اور حضرت بلالؓ قریش کیلئے یہ دعا اس وجہ سے مانگتے تھے کہ ایک تو قریش حضور اکرم ﷺ کا قبیلہ ہے دوسرا حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے الْاِنَّمَةُ مِنْ قُرَيْشٍ امام اور حاکم بننے کے قابل اور لائق صرف اور صرف قریش ہیں اور کوئی نہیں اور تیسرا یہ کہ قریش جب جب حاکم اور امام بنیں گے تب تب دین اسلام کی خدمت کریں گے اور عدل و انصاف کو رائج کریں گے اس لئے حضرت بلالؓ کبھی اس دعا کا ناعہ نہیں کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلالؓ کیلئے مدینہ منورہ میں محبوب کے بغیر تنہا رہنا اور قیام کرنا مشکل ہو گیا تو مدینہ منورہ چھوڑنے کا اور حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کیلئے عمر بھر اذان نہ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملک شام میں جہاد کیلئے جانے کی اجازت مانگی جو نہ ملی پھر حضرت عمرؓ کے دور میں ان سے اجازت مانگی اور شدید اصرار کیا تو حضرت عمرؓ نے بادل نخواستہ اجازت دیدی اور حضرت بلالؓ مدینہ الرسول ﷺ سے ملک شام چلے گئے اور یہیں مقیم ہو گئے حضرت عمرؓ نے 16 ھ میں جب ملک شام کا سفر کیا اور بیت المقدس تشریف لے گئے تو حضرت بلالؓ کو بھی اپنے ساتھ رکھا ایک دن حضرت بلالؓ سے درخواست کی کہ آج قبلہ اول بیت المقدس میں بھی وہی اذان

بلالی گونجی چاہئے جو بیت اللہ مسجد حرام میں گونجی اور جو سالہا سال تک مدینہ الرسول ﷺ مسجد نبوی میں گونجتی رہی تو حضرت بلالؓ نے کہا گو کہ میں عہد کر چکا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کیلئے اذان نہ دوزگا لیکن آج آپ کی خواہش ضرور پوری کرونگا اور پھر اس عندلیب توحید نے کچھ ایسے انداز سے نغمہ توحید سنایا کہ سارا مجمع بے تاب ہو گیا اور صحابہ کرامؓ کو حضور اکرم ﷺ کا دور مبارک یاد آ گیا اور حضرت عمرؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل کی روتے روتے ہنسی بندھ گئی اور محبوب کی یاد میں دل بے چین اور بے تاب ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلالؓ کو ملک شام میں رہتے رہتے ایک زمانہ بیت گیا تو ایک روز حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا بلالؓ ایسی بھی کیا بے مروتی، کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم آ کر مجھے سے ملاقات کرو بیدار ہوئے تو محبوب کی یاد ستانے لگی، فوراً سواری منگوائی اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے روضہ اقدس پر حاضری دی، دل روتا رہا، آنسو بہتے رہے، خود فراق یار میں تڑپتے رہے، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نبی ﷺ کے نواسوں اور جنت کے شہزادوں کو سینے سے لگا کر پیار کرتے رہے، ماضی کی دلفریب اور خوبصورت یادوں کو تازہ کرتے رہے، اصحاب رسول اور اپنے یاروں سے حال احوال بانٹتے رہے، کہ اچانک حضرات حسنین کریمینؓ کی ایک عجیب خواہش و فرمائش حضرت بلالؓ کے کانوں سے ٹکرائی، ہمیں بھی وہ اذان سنائیں جو آپ ہمارے نانا محمد رسول اللہ ﷺ کو سنایا کرتے تھے

شاید کہ مدینہ کے درود یوار بھی خواہش مند تھے

شاید کہ اصحاب رسول بھی خواہش مند تھے

شاید کہ عرشی اور فرشی بھی گوش بر آواز تھے

شاید کہ عرش پر رب رحمن

اور روضہ اقدس میں نبی آخر الزمان کی چاہت بھی یہی تھی

کہ آج مدینہ کی وادیوں میں پھر سے اذان بلالی گونجے

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی اور ابھی اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تھا کہ مدینہ کی

وادیاں گونجنے لگیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو مدینہ میں کہرام مچ گیا جب اَشْهَدُ اَنْ

مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهُ کہا تو پردہ نشین خواتین تک بے تابی و بے قراری کے عالم میں گھروں

سے باہر نکل آئیں جب حَسْبِيَ عَلٰی الصَّلٰوةِ اور حَسْبِيَ عَلٰی الْفَلَاحِ کی صدا لگائی تو تمام

عاشقان رسول ﷺ پکارا اٹھے کہ کہیں محمد رسول اللہ ﷺ دوبارہ تو مبعوث نہیں ہو گئے

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اس دن سے زیادہ کسی اور دن

میں مدینہ منورہ میں لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا

حضرت بلالؓ وفات کے وقت بے خودی اور وارفتگی کے عالم میں یہ شعر پڑھ رہے تھے

غَدًا نَلْقَى الْاٰحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ

کل کے دن ہماری محبوب شخصیات سے ملاقات ہوگی یعنی محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ سے

موت کی شدت کو دیکھ کر آپ کی بیوی نے کہا وَاوَيْلَاةُ۔ ہائے رے افسوس

اور حضرت بلالؓ نے کہا وَاَفْرَحَاہُ۔ واہ رے خوشی۔

20ھ میں 60 برس کی عمر میں حضرت بلالؓ حبشی کی وفات ہوئی۔

آپ دمشق میں باب الصغیر کے قریب مدفون ہیں۔

حضرت خزیمہؓ بن ثابتؓ - ذو شہادتین

آپ کا نام خزیمہ ہے کنیت ابوعمارہ ہے اور لقب ذو شہادتین ہے یعنی اکیلے آپ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہے اور یہ اعزاز اور لقب آپ کو حضور اکرم ﷺ نے دیا تھا جس کا واقعہ یہ ہے کہ

حضور اکرم ﷺ نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا اور قیمت طے کر کے آپ تشریف لے گئے اور بدو سے کہہ گئے کہ میں قیمت ادا کر کے تم سے گھوڑا وصول کر لوں گا بعد میں کسی نے گھوڑے کی قیمت زیادہ لگا دی تو اس بدو نے حضور اکرم ﷺ کو کہا کہ آپ نے گھوڑا لینا ہے تو زائد قیمت ادا کریں حضور اکرم ﷺ نے اسے کہا کہ میں گھوڑا تو تم سے طے شدہ قیمت پر لے چکا ہوں اب تم زائد رقم کا مطالبہ کیوں کر رہے ہو تو بدو مکر گیا اور اس نے کہا کہ میں نے گھوڑا آپ کو اتنی رقم پر بیچا ہی نہیں ہے اور اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو کوئی گواہ پیش کریں جبکہ اس وقت وہاں پر کوئی تیسرا آدمی بطور گواہ کے موجود ہی نہیں تھا تو حضرت خزیمہؓ بن ثابت نے گواہی دی تو حضور اکرم ﷺ نے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ لِمَ تَشْهَدُ تَمَّ كَيْسَ گواہی دے رہے ہو حالانکہ تم موقع پر موجود نہیں تھے تو حضرت خزیمہؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ ہم نے جنت، جہنم، اللہ کی ذات، کو دیکھا نہیں لیکن آپ کے کہنے پر ہم نے ان سب چیزوں کی تصدیق کی ہے تو یہاں پر ہم کیسے آپ کی تصدیق نہیں کریں گے اور گواہی نہیں دیں گے! تو حضور اکرم ﷺ نے اسی دن حضرت خزیمہؓ کی گواہی دو آدمیوں کے برابر

قراردیدی اور اسی وجہ سے آپ کا لقب ذو شہادتین پڑ گیا آپ ہجرت سے پہلے اسلام لے آئے تھے بدرسمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔

بخاری شریف میں حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ جب ہم قرآن کو ایک جگہ جمع کر رہے تھے اور تحریر کر رہے تھے تو مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں مل رہی تھی جو میں حضور اکرم ﷺ سے سنا کرتا تھا تو ہم نے اس آیت کی تلاش شروع کر دی تو وہ آیت ہمیں حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس مل گئی وہ آیت یہ تھی مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَجْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ

ترجمہ: مؤمنین میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنے مقصود کو پہنچ گئے (یعنی اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو اپنے مقصود (یعنی شہادت) کے انتظار میں ہیں تو حضرت زید فرماتے ہیں پھر ہم نے یہ آیت قرآن مجید میں لکھ دی

ایک دفعہ حضرت خزیمہ بن ثابت نے خواب دیکھا کہ میں حضور اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ لے رہا ہوں یا سجدہ کر رہا ہوں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے خواب کی تعبیر پوری کر لو تو حضرت خزیمہ نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے لیا۔

حضرت خزیمہ حضرت علیؑ کے دور خلافت میں آپ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دونوں لڑائیوں میں بھی حضرت علیؑ کے ساتھ رہے جنگ جمل میں صرف رفاقت کی حد تک حضرت علیؑ کا ساتھ نبھایا جبکہ جنگ صفین میں اؤ لا خاموش رہے لیکن جب حضرت عمار بن یاسر شامی افواج کے ہاتھوں شہید ہوئے تو حضرت خزیمہ نے تلوار نکالی اور حضرت علیؑ کی جانب سے

شامی افواج کا مقابلہ بھی کرتے جاتے تھے اور کلمہ حق بھی فرماتے جاتے تھے کہ اب گمراہی واضح ہو چکی ہے میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا عمارؓ کو باغی گردہ قتل کریگا چنانچہ اسی معرکہ میں لڑتے ہوئے شہادت حاصل کی یہ 37ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت صہیب رومیؓ - سابق الروم

حضرت صہیبؓ پہلے رومی ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب مکہ میں اسلام کا غلغلہ بلند ہوا تو تحقیق و تفتیش کیلئے آستانہ نبوت پر حاضر ہوئے اتفاق سے حضرت عمارؓ بن یاسر بھی اسی خیال سے آرہے تھے حضرت صہیبؓ نے حضرت عمارؓ سے پوچھا تم کس ارادہ سے آئے ہو تو حضرت عمارؓ نے کہا کہ پہلے تم اپنا مقصد ظاہر کرو حضرت صہیبؓ نے کہا میں حضور اکرم ﷺ سے مل کر ان کی گفتگو سننا چاہتا ہوں تو حضرت عمارؓ نے کہا میرا بھی یہی مقصد ہے۔ غرض دونوں ایک ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساقی اسلام کے ایک ہی جام نے دونوں کو توحید کے نشہ سے مخمور کر دیا اور دونوں نے اکٹھے ہی اسلام قبول کر لیا حضرت صہیب رومیؓ سب سے آخری مہاجر تھے۔ جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ جب تک اپنا سارا مال و متاع ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم تمہیں ہجرت نہیں کرنے دیں گے تو حضرت صہیبؓ اپنا سارا مال و متاع کفار مکہ کو دیکر اور اپنا ہر ماہیہ ایمانی بچا کر مدینہ پہنچے۔

تب حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا صہیبؓ نے نفع کا سودا کیا ہے۔

کنز العمال میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ السَّبَّاقُ أَرْبَعَةٌ أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَ سَلْمَانُ سَابِقُ الْفَارِسِ وَ بِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ وَ صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّومِ سبقت لے جانے والے افراد چار ہیں۔ میں عربوں میں سبقت لے جانے والا ہوں، سلمانؓ فارس کے، بلالؓ حبشہ کے اور صہیبؓ روم کے سابق ہیں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ صہیبؓ روم کا پہلا پھل ہے آپ تمام غزوات، بدر و احد و خندق وغیرہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے آپ کی وفات 38ھ میں 72 سال کی عمر میں ہوئی جنت البقیع میں مدفون ہوئے

حضرت خالد بن ولیدؓ - سَيْفٌ مِّنْ سَيُوفِ اللَّهِ

حضرت خالد بن ولید اور ان کا خاندان زمانہ جاہلیت سے ہی سپاہ گری اور سپاہ سالاری میں ایک ممتاز مقام رکھتا تھا اسی وجہ سے غزوہ احد میں مشرکین کے اکھڑے ہوئے قدموں کو دوبارہ مستحکم کرنے میں حضرت خالد بن ولید کا اہم کردار تھا اور صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی نقل و حرکت کا پتہ لگانے کیلئے قریش کا جو دستہ آیا تھا اس کے قائد بھی حضرت خالد بن ولید تھے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے غزوہ موتہ میں شریک ہوئے موتہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے حضور اکرم ﷺ نے جب مختلف سلاطین و امراء کے نام دعوت اسلام کیلئے خطوط روانہ فرمائے تو قیصر روم کے نام بھی خط روانہ کیا لیکن شرجیل بن عمرو نے جو سردی علاقے پر قیصر روم کا گورنر تھا حضور اکرم ﷺ کے قاصد حضرت حارث بن عمیر کو

شہید کر دیا حضور اکرم ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے قصاص کیلئے تین ہزار کا لشکر روانہ کیا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بنانا اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ کو امیر بنانا اور اگر عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہوگا کہ باہمی مشاورت سے جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ موتہ کے میدان میں مسلمانوں کے تین ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں کفار کا دو لاکھ افراد کا ٹڈی دل لشکر موجود تھا مسلمانوں اور کافروں کے درمیان گھسان کارن پڑا اور حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ حضرت جعفرؓ اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر صحابہ کرامؓ کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ زیدؓ نے جھنڈا لیا اور شہادت پائی پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا اور شہادت پائی پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور انہوں نے بھی شہادت پائی اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے حضرت زیدؓ حضور اکرم ﷺ کے متبشی منہ بولے بیٹے تھے اور صحابہؓ میں سے قرآن میں صرف انہیں کا نام آیا ہے فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا اور حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے جو عمرؓ میں دس سال بڑے تھے جن کو حضور ﷺ نے کہا تَهَا أَشْبَهْتُ خَلْقِي وَخَلْقِي تم صورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ ایک عظیم الشان شاعر تھے۔ جن سے حضور ﷺ بھی اشعار سنتے پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ مِّنْ سَيْفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈے کو لیا اور پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمادی یہاں پر تلوار سے مراد حضرت خالدؓ

بن ولید ہیں اور یہیں سے آپ کا لقب سیف اللہ مشہور ہوا اور حضرت خالد بن ولید مسلمانوں کی جماعت لے کر مدینہ منورہ واپس پہنچے پوری زندگی جہاد و قتال میں مصروف رہے تقریباً سو سو لڑائیوں میں شریک ہوئے جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں تھا جہاں تیروں اور تلواروں کے زخم موجود نہ ہوں خود فرماتے تھے کہ مجھے میدان جنگ کی وہ رات زیادہ محبوب ہے جس میں میں اپنے دشمن سے مقابلہ کروں نسبت اس رات کے جس میں میں اپنے محبوب سے ملاقات کروں۔

حضرت عمرؓ نے 17 ھ میں حضرت خالد بن ولید کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا تھا جس کی تین وجوہ تھیں۔

1:- حضرت خالد بن ولید حساب کتاب کے کاغذات اور فوج کے مصارف دربار خلافت میں نہیں بھیجتے تھے۔

2:- حضرت خالد بن ولید کے اخراجات اسراف کی حد تک پہنچ گئے تھے چنانچہ وہ شعراء کو بڑی بڑی رقمیں دینے لگے تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اشعث بن قیس کو یکمشت دس ہزار انعام دے ڈالا تھا۔

3: حضرت خالد بن ولید فتح کی علامت اور نشان بن گئے تھے بلکہ فتح کا دوسرا نام بن گئے تھے لوگ کہتے تھے کہ اگر لڑائی میں خالد شریک ہیں تو فتح مسلمانوں کی ہوگی اور اگر لڑائی میں خالد شریک نہیں ہیں تو مسلمانوں کو شکست ہوگی حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو بولے کہ مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ فتح و شکست کے فیصلے خالد کی شرکت و عدم شرکت پر کرنے لگے ہیں اور اللہ کی ذات سے اعتماد ہٹنے لگا ہے حالانکہ فتح و شکست اور عزت و ذلت کے سارے فیصلے میرے اللہ کے اختیار میں ہیں تو ان تین وجوہ کے اعتبار سے حضرت عمرؓ نے

حضرت خالد بن ولید کو سپہ سالاری سے معزول کر کے ابو عبیدہ بن الجراح کو سپہ سالار بنا دیا اور حضرت خالدؓ کو ان کے ماتحت کر دیا

حضرت خالد بن ولید نے حضرت عمرؓ کے فیصلے پر کہا اگر میں عمرؓ کیلئے لڑتا تھا تو اب میدان جنگ میں لڑتا ہوا نظر نہیں آؤں گا اور اگر میں اپنے اللہ کیلئے لڑتا تھا تو میرے جوش اور سرگرمی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

پھر چشم فلک نے وہ منظر دیکھا کہ خالد بن ولید جس جذبے اور جوش سے سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے نظر آتے تھے اسی جذبے اور جوش سے عام سپاہی کی حیثیت سے بھی لڑتے ہوئے نظر آئے اور اس اللہ کے سچے اور نیک بندے نے اپنی بات کو سچا کر دکھایا اور اس کے جوش جہاد اور شوق شہادت میں کوئی فرق نہ آیا اس واقعہ سے جہاں حضرت خالد بن ولید کی نیک نفسی اور حق پرستی کی گواہی ملتی ہے وہاں حضرت عمرؓ کی سطوت و جلالت کا بھی اظہار ہوتا ہے حضرت خالد بن ولید جیسا سپہ سالار اسلامی تاریخ میں دوسرا کوئی نظر نہیں آتا جس کی تلوار نے عراق اور شام کا فیصلہ کر دیا تھا لیکن جب حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کو معزول کیا تو تمام اضلاع میں ایک گشتی فرمان بھیجا کہ میں نے حضرت خالدؓ کو کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا اور جب حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ثنیٰ کو معزول کیا تھا تو انہی خیالات کا اظہار کیا تھا کہ میں نے انہیں کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا

بلکہ ان تینوں حضرات کے معزول کرنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ میدان جنگ میں فتح کیلئے لوگوں کی نظریں اللہ سے ہٹ کر ان حضرات پر جمنے لگی تھیں اور تمام لوگ ان پر بہت

زیادہ بھروسہ اور اعتماد کرنے لگے تھے جو اَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ حضرت عمرؓ کو منظور نہ تھا حضرت خالد بن ولیدؓ کی وفات 22ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت حذیفہ بن یمان - محرم راز رسول ﷺ

حضرت حذیفہ بھلیل القدر صحابی ہیں اپنے وطن میں اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے غزوہ احد میں حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد حضرت یمانؓ دونوں شریک ہوئے اور ایک افسوسناک غلط فہمی کی وجہ سے حضرت یمانؓ خود مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے حضرت حذیفہؓ کو معلوم ہوا تو انتہائی حلم و حوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ اللَّهُمَّ لَوْ كُنْتُمْ L

غزوہ احزاب میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے سخت سردی اور طوفانی ہوا کے باوجود مشرکین کے لشکر کی خبر حضور اکرم ﷺ کو پہنچائی اور انتہائی شجاعت و ہمت اور تدبیر و حکمت سے اپنی ذمہ داری نبھائی۔

حضرت حذیفہؓ کا لقب صَاحِبُ السِّرِّ محرم راز رسول ﷺ تھا حضرت حذیفہؓ خود فرماتے ہیں کہ دوسرے صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے جبکہ میں آپ سے شر کے بارے میں سوال کرتا تھا تا کہ میں اپنے آپ کو شر سے محفوظ رکھ سکوں۔ حضرت حذیفہؓ آنے والے فتنوں کے بارے میں تمام صحابہ کرامؓ سے زیادہ معلومات رکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنی خواہش اور آرزو کا اظہار کیا کہ کاش میرے پاس ابو عبیدہؓ بن الجراح، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان جیسے لوگ ہوتے میں انہیں حکومت میں اہم عہدے تفویض کرتا اور انسانیت کو عدل و انصاف مہیا کرتا حضرت حذیفہ بن یمان

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی مسلسل جہاد میں مصروف رہے عراق اور ایران کی فتوحات میں آپ نے غیر معمولی خدمات سرانجام دیں دینور کا علاقہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا کسریٰ کے دربار میں آپ نے ہی ولولہ انگیز بیان فرمایا تھا جس نے کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا تھا ایران کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا تھا

ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ مدائن سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عمرؓ راستے میں چھپ کر بیٹھ گئے کہ دیکھوں مدائن سے کتنا مال و دولت لے کر آئے ہیں لیکن حضرت حذیفہؓ جس حال میں گئے تھے اسی حال میں خالی ہاتھ واپس آئے یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرط محبت سے گلے لگا لیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی مردم شماری کی ذمہ داری بھی حضرت حذیفہؓ بن یمان کے سپرد فرمائی تھی۔ جسے آپ نے بطریق احسن پورا فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار شمار میں آئی تھی۔

حضرت حذیفہؓ بن یمان آخر عمر تک مدائن میں مقیم رہے مدائن میں ہی حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس دن بعد 36ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہؓ ابن ام مکتوم۔ نابینا صحابی رسول ﷺ

حضرت عبداللہؓ ماں کی نسبت سے ابن ام مکتوم مشہور ہوئے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کے ماموں زاد بھائی تھے ابتدائے بعثت میں مکہ مکرمہ میں مشرف باسلام ہوئے آپ ظاہری آنکھوں کی روشنی سے محروم تھے لیکن دل کی آنکھیں روشن تھیں

اس لئے مکہ میں جیسے ہی نور اسلام چمکا آپ فوراً تار کی کفر سے باہر نکل آئے۔

بقول شاعر

دل بیٹا بھی کر خدا سے طلب

آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

جب ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ حضور اکرم ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں جا کر مقیم ہو گئے تھے

قرآن مجید میں دو مقامات پر آپ کے بارے میں آیات نازل ہوئیں پہلے نمبر پر سورۃ النساء کی آیت نمبر 95 کا ابتدائی حصہ

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ .

ترجمہ :- مسلمانوں میں سے جو لوگ بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہ ہوں اور جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہوں یہ دونوں آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

تو اللہ رب العزت نے اندھے، لنگڑے، بیمار اور مجبور لوگوں کو جہاد سے مستثنیٰ قرار دے دیا دوسرے نمبر پر سورۃ عبس کی ابتدائی دس آیات بھی آپ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مشرکین مکہ کے سرداروں کو تبلیغ فرما رہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتوم کوئی مسئلہ پوچھنے کیلئے تشریف لائے اور نایبنا

ہونے کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی مصروفیت کو نہ سمجھ سکے اور بار بار آپ کو مخاطب کر کے سوال کرنے لگے تو حضور اکرم ﷺ کو یہ انداز ناگوار گزرا اور آپ نے ان کی طرف کوئی التفات نہ کیا اور اپنی تبلیغ میں مصروف رہے جس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

عَبَسَ وَتَوَلَّى ۝ اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمَى ۝ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى ۝ اَمَّا مَنْ اسْتَغْنَى ۝ فَانْتَ لَهُ تَصَدَّى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكَّى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى ۝ وَهُوَ يَخْشَى ۝ فَانْتَ عَنْهُ تَلَهَى

ترجمہ:- تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ ان کے پاس نابینا آیا اور آپ کو کیا خبر شاید کہ وہ نابینا آپ کے جواب سے سنور جاتا یا نصیحت قبول کرتا اور نصیحت اس کو فائدہ پہنچاتی جو شخص استغنا کا معاملہ کرتا ہے آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔ ان آیات میں نابینا سے مراد حضرت ابن ام مکتوم ہی ہیں اور آپ کی عظمت و فضیلت کیلئے یہی کافی ہے کہ آپ کی خشیت الہی کی گواہی خود رب کا قرآن دے رہا ہے ان آیات کے نزول کے بعد حضور اکرم ﷺ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کا خاص لحاظ فرماتے اور بڑی خاطر مدارات فرماتے اور ارشاد فرماتے مہربا اس شخص کیلئے جس کے معاملہ میں میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا۔

ہجرت کے بعد جب حضور اکرم ﷺ جہاد وغیرہ کیلئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اکثر حضرت ابن ام مکتوم کو ہی مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر

تشریف لے جاتے تھے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے مجموعی طور پر تیرہ مرتبہ آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب اور جانشین بنایا اگرچہ قرآن مجید نے آپ کو جہاد کی فرضیت سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا لیکن شوق جہاد اس قدر تھا کہ آپ بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور امیر لشکر سے یہ مطالبہ کرتے کہ جھنڈا میرے سپرد کر دو کیونکہ میں ناپینا ہونے کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتا چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شہرہ آفاق جنگ قادسیہ میں آپ ایرانیوں کے خلاف جنگ میں سینہ سپر ہوئے آپ نے ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اور سینہ پر زرہ باندھی ہوئی تھی

بعض حضرات کے نزدیک آپ کی شہادت جنگ قادسیہ میں ہوئی اور بعض حضرات کے نزدیک جنگ قادسیہ سے واپسی پر آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت حسان بن ثابت - شاعر رسول ﷺ

حضرت حسانؓ کا لقب شاعر رسول ﷺ ہے آپ انصار مدینہ کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ساٹھ سال جاہلیت میں ساٹھ سال اسلام میں۔ آپ کی وفات 54ھ میں ہوئی۔ یہ بات ایک حقیقت ہے اور دنیا کو معلوم ہے کہ اہل عرب جنگ و حرب کے ساتھ ساتھ شعر و بیان کے بھی بڑے شاہ سوار تھے حضور اکرم ﷺ کی بعثت اور دعوت الی التوحید کی وجہ سے اہل عرب نے اپنی طاقت و خطابت کے ساتھ ساتھ اپنی شاعری و زبان کے تمام گھوڑے بھی اسلام کے خلاف دوڑانے لگے تھے اور حضور اکرم ﷺ کو ہجو کے ذریعے تکلیف پہنچانے لگے تھے

تو حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اور جواب دینے کی اجازت دے دی تو مشرکین کے گستاخانہ حملوں کا جواب دینے کیلئے سب سے پہلے حضرت حسانؓ نے قدم اٹھایا ان کے علاوہ حضرت کعب بن مالک اور حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شان رسالت میں اشعار کہتے رہے اور مشرکین کو ان کی گستاخیوں کا جواب دیتے رہے۔

حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی میں حضرت حسانؓ کیلئے منبر رکھواتے تھے اور حضرت حسانؓ اس منبر پر بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ اور تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں اللہ کی توحید پیارے رسول ﷺ کی رسالت، اسلام کی عظمت اور مشرکین کی ہجو پر اپنے تیار کردہ اشعار سنایا کرتے تھے اور زبان رسالت سے داد پایا کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ یہ دعا ارشاد فرمائی اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ اے اللہ روح القدس یعنی جبریل امین کے ذریعے حسانؓ کی مدد فرما۔

ایک مرتبہ حضرت حسانؓ مسجد نبوی میں اشعار سنارہے تھے حضرت عمرؓ کا گزر ہوا تو آپ نے کہا اے حسانؓ یہ کیا کر رہے ہو مسجد میں اشعار پڑھ رہے ہو تو حضرت حسانؓ نے جواب دیا كُنْتُ اَنْشُدُ فِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ میں اسی مسجد نبوی میں اس ذات کو اشعار سناتا تھا جو تم سے بہتر تھی یعنی حضور اکرم ﷺ۔

حضرت حسانؓ جیسے علم الاشعار کے ماہر تھے ویسے ہی حضرت ابو بکر صدیق علم الانساب کے ماہر تھے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسانؓ کو کہا تھا کہ جب بھی مشرکین کی ہجو کریں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ضرور مشورہ کریں تاکہ غلطی سے محفوظ

رہ سکیں حضرت حسان بن ثابت اپنے کلام کے بارے میں خود ارشاد فرماتے ہیں

لِسَانِي صَارَ لَأَعْيَبَ فِيهِ

میرے اشعار کا رتبہ جہاں میں اعلیٰ ٹھہرا ہے

وَبَحْرِي لَا تُكْدِرُهُ الدَّلَاءُ

میرا نتیجہ فکر سمندر سے بھی گہرا ہے

حضرت حسان کے اشعار سیرت پر مشہور و معروف ہیں

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

عجائبات صحابہ رضی

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواسی کے جانشین
شیخ الحدیث و التفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا
امین و ناشر
مدظلہ علوم درخواسی

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان



ناشر

مکتبہ شریعتیہ درخواسی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
گرین ٹاؤن ضلع جیم پور
پست بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarhwasti.org Mob: 0300-0939448

عجائبات صحابہ

خطبہ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ. فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (پ ۱ بقرہ آیت ۱۳۷)
عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ
بِأَيْهِمْ إِقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ (رواه رزین)

صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ. وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لِمَنْ
الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ أَصْحَابِهِ نُورٌ بِبُرْهَانٍ
فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُ
فَلَا يَرْمِيَنَّ أَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٍ
وَلَا أَبَا حَفْصَةَ نِ الْفَارُوقَ صَاحِبَهُ
وَلَا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ

أَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ
وَالْيَيْتُ لَا يَسْتَوِي إِلَّا بِأَرْكَانِ
الصَّحَابَةِ كُلُّهُمْ عَدُولٌ
فَمُنْكَرُهُمْ زُنْدِيقٌ جَهْوَلٌ

محمدؐ از تو میخوانم خدارا

خدایا از تو عشق مصطفیؐ را

محمدؐ را خدا داد الشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ

اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے

اور ہدایت میرے محمدؐ کے یاروں سے

احساسِ صداقت رکھتا ہوں آئینِ عدالت رکھتا ہوں

آنکھوں میں حیا دل میں غیرت توفیقِ شجاعت رکھتا ہوں

اسلام سے مجھ کو الفت ہے ایماں کی حلاوت رکھتا ہوں

ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ چاروں سے محبت رکھتا ہوں

بات کیا تھی کہ نہ روما اور ایراں سے دیے
چند بے تربیت اونٹوں کے چراتے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
ہو گئے دنیا کو اکسیر بنانے والے
دیکھنے کو نکل آئی خدائی ساری
گھر سے نکلے جو محمدؐ کے گھرانے والے
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

پیغمبر شافع یوم محشر حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں۔

تمہید: آج کے بیان میں جماعت صحابہؓ کے عظیم الشان اور ناقابل فراموش
عجائبات اور کرامات میں سے چودہ صحابہ کرامؓ کے بے مثال اور عظیم الشان عجائبات و
کرامات کا تذکرہ ہوگا۔

آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت

یہ آیت پہلے پارہ اور سورۃ بقرہ کی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی عظمت کا ذکر ہے

یعنی صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کائنات کے لوگ ایسا ایمان لائیں جیسا اے صحابہ کرام تم ایمان لائے ہو تو ان کا ایمان معتبر ہوگا۔ اور کائنات کے لوگ پھر گئے ایسا ایمان نہ لائے تو وہ ضد و خلاف میں ہوں گے۔ ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا تو قرآن نے صحابہؓ کے ایمان کو دنیا کے ایمان کے لئے معیار ٹھہرایا پھر فرمایا اگر لوگ نہ مانیں تو آپ پریشان نہ ہوں ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہی ہر ایک کی بات سننے والا ہے اور ہر ایک کا حال جاننے والا ہے۔

صحابہؓ کا ایمان تمام لوگوں کے ایمان کے لئے معیار کیوں ٹھہرا وہ اس لئے کہ

اللہ نے دوسری جگہ فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول کے چار کام ہیں پہلا کام صحابہؓ پر قرآن کی آیات پڑھتے ہیں ان کو قرآن کے الفاظ پڑھاتے ہیں دوسرا کام وہ صحابہؓ کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ان کو شرک و کفر سے غلط عقائد، غلط اعمال سے، غلط اخلاق سے تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ ایسے پاک ہوئے کہ بت پرست تھے تو خدا پرست بن گئے۔ جاہل تھے، عالم بن گئے، غافل تھے تو زاہد بن گئے، اونٹوں کے چرواہے تھے تو بادشاہ بن گئے۔

تیسرا کام صحابہؓ کو قرآن کے معافی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں۔

چوتھا کام احادیث کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں
 تو صحابہ براہ راست بلا واسطہ پیغمبر کے شاگرد ہوئے۔ حضور ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ ہوئے
 کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کی حقانیت کے گواہ ہوئے اور مزگی و پاک
 ہوئے۔ تو حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت و تزکیہ کے بعد ان پر اعتماد نہ ہوگا تو پھر دین کے
 کس مسئلہ پر اعتماد رہے گا۔ اس لئے صحابہؓ معیار حق ہیں۔ جس کا ایمان ان کے ایمان
 کے مطابق ہوگا تو معتبر ہوگا۔ اگر صحابہؓ پر اعتماد نہ ہوگا تو استاذ یعنی حضرت محمد ﷺ کی
 ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ نبی ملے گا صحابہؓ کے ماننے سے اس لئے قرآن نے صحابہؓ کو
 معیار بنایا۔

حدیث کا مطلب۔ صحابہؓ معیار حق ہیں

اس حدیث میں صحابہؓ کے معیار حق ہونے کا ذکر ہے۔ رزین نے حضرت عمرؓ
 سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی طرح ہے
 جیسے ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے ایسے جو شخص میرے کسی صحابی کی اقتدا
 کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ صحابہؓ سے بھی دین کی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے
 ستارے بلند ہیں۔ اسی طرح صحابہؓ کی شان بھی بلند ہے پھر جو ستاروں کی طرف تھوکے
 وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی۔ اسی طرح جو صحابہؓ کو سب و شتم کرے گا اس کا وبال
 اس پر لوٹے گا۔

حضرت خیبؓ کی شہادت

حضرت خیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے اپنے باپ کا قصاص اور بدلہ لئے کیلئے خریدا کیونکہ حضرت خیبؓ نے حارث کو بدر میں قتل کیا تھا حضرت خیبؓ ان کے ہاں قیدی بن کر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے حضرت خیبؓ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا تو حضرت خیبؓ نے زینب بنت حارث سے طہارت و نظافت کیلئے استرہ مانگا اس عورت نے استرہ دے دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی زینب کہتی ہے کہ کچھ دیر بعد میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ خیبؓ کی گود میں بیٹھا ہے اور خیبؓ کے ہاتھ میں استرہ ہے یہ منظر دیکھ کر میں گھبرا گئی حضرت خیبؓ نے کہا کیا تو اس بات سے ڈر رہی ہے کہ میں تیرے بچے کو قتل کر دوں گا انشاء اللہ العزیز میں ایسا نہیں کروں گا اور بچے کو چھوڑ دیا زینب بنت حارث کہتی ہے مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خَبِيبٍ میں نے خیبؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَا كَلُّ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمْرَةٌ وَإِنَّهُ لَمُوثٌ فِي الْحَدِيدِ میں نے خیبؓ کو انگور کے خوشوں سے کھاتے دیکھا حالانکہ اس وقت نہ انگور کا موسم تھا اور نہ مکہ میں انگور موجود تھے اور خیبؓ خود لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے وَمَا كَانَ الْأَرْضُ رِزْقَهُ اللَّهُ لیکن یہ رزق اللہ رب العزت کی جانب سے انہیں عطا کیا جا رہا تھا یہ زینب بنت حارث حضرت خیبؓ کے ان عجائبات کو دیکھ کر بعد میں مسلمان ہو گئی تھی! پھر یہ لوگ حضرت خیبؓ کو قتل کرنے کیلئے حرم سے باہر لے کر نکلے تو حضرت

خبیبؓ نے کہا اَدْعُونِيْ اَصَلِيْ رَكْعَتَيْنِ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں شہادت سے پہلے دو رکعت نماز بطور شکرانہ کے پڑھ لوں انہوں نے چھوڑ دیا آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور کفار کو مخاطب کر کے کہا اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر گیا اور گھبرا گیا تو میں نماز کو مزید طویل اور لمبا کرتا لیکن اسی اندیشے کی وجہ سے میں نے نماز کو مختصر کر دیا۔ پھر حضرت خبیبؓ نے ان کافر اور ظالم لوگوں کیلئے بددعا کی

اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاَقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا اے اللہ ان کی گنتی کر لیجئے اور انہیں الگ الگ کر کے موت دیجئے اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ مت چھوڑیئے۔ اور پھر حضرت خبیبؓ نے یہ اشعار پڑھے

وَلَسْتُ اَبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى اَيِّ شِقِّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذَلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاءُ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ سِلْوٍ مُّمَزَّعٍ

جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس چیز کی کوئی فکر اور پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کیلئے کس پہلو پر میرا زمین پر گرنا ہوگا اور میرا یہ قتل ہونا اللہ کی رضا کیلئے ہے اور اگر اللہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے کیئے ہوئے عضو کے جوڑوں میں بھی خیر و برکت ڈال سکتا ہے پھر عقبہ بن حارث اٹھا اور اس نے حضرت خبیبؓ کو شہید کر دیا اور آپ کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو حضرت خبیبؓ کی لاش مبارک کو سولی سے اتارنے کیلئے بھیجا یہ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ

مشرکین حضرت خبیبؓ کی لاش کے ارد گرد موجود ہیں اور پہرہ دے رہے ہیں تاکہ کوئی لاش کو اتار کر نہ لے جائے۔ مشرکین نے کئی مرتبہ کوشش کی تھی کہ حضرت خبیبؓ کے چہرے کو قبلہ کی طرف سے ہٹا دیا جائے لیکن وہ جب بھی چہرے کو قبلہ کی طرف سے ہٹاتے تو چہرہ خود بخود قبلہ کی طرف مڑ جاتا تھا اور چالیس دن تک حضرت خبیبؓ کی لاش سولی پر لٹکی رہی لیکن آپ کا چہرہ بھی قبلہ رخ رہا اور لاش بھی تروتازہ رہی بالآخر حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ نے رات کے وقت جب کفار کو غافل پایا تو حضرت خبیبؓ کی لاش کو اتارا اور اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے مشرکین کی جب آنکھ کھلی اور انہوں نے لاش کو غائب پایا تو انہوں نے تعاقب کیا اور حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو راستے میں پایا تو حضرت زبیرؓ نے اس غرض سے کہ کہیں لاش کی بے حرمتی نہ ہو حضرت خبیبؓ کی لاش کو اونٹ سے اتارا اور اطمینان کے ساتھ زمین پر رکھ دیا اچانک زمین شق ہوئی اور حضرت خبیبؓ کی لاش کو اپنے اندر محفوظ کر لیا اسی وجہ سے حضرت خبیبؓ کا لقب بَلِيعُ الْأَرْضِ مشہور ہوا اور یوں رب رحمن نے حضرت خبیبؓ کی لاش کو مشرکین کی دست برد اور بے حرمتی سے محفوظ کر دیا۔

حضرت زیدؓ کی شہادت

حضرت زید بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے خریدا کیونکہ حضرت زیدؓ نے غزوہ بدر میں امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا صفوان نے حضرت زیدؓ کو اپنے غلام نسطاس رومی کے حوالے کیا اور قتل کرنے کیلئے حرم کے باہر مقام تنعیم

میں بھیج دیا تماشہ دیکھنے کیلئے قریش کی ایک جماعت بھی مقام متعمیم میں جمع ہو گئی جن میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھے اور انہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا ابوسفیان نے حضرت زیدؓ کو مخاطب کیا اور بولے اے زیدؓ کیا تم پسند کرو گے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے اور تمہاری جگہ حضور اکرم ﷺ کو قتل کر دیا جائے تو حضرت زیدؓ مشتعل ہو گئے اور ڈانٹ کر کہا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے محبوب محمد ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور اس کے عوض میں میری جان بچ جائے تو ابوسفیان نے جواب سن کر کہ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ اللہ کی قسم میں نے کسی کو کسی سے اتنا پیارا اور محبت کرتے نہیں دیکھا جتنا اصحاب محمد ﷺ اپنے محمد ﷺ سے پیارا اور محبت کرتے ہیں اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدؓ کو شہید کر دیا یہ نسطاس رومی بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے تھے اور صفوان بن امیہ بھی فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اور ابوسفیان بھی فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عاصمؓ کی شہادت

حضرت عاصمؓ بن ثابت انصاری کی شہادت کی اطلاع جب قریش کو پہنچی تو انہوں نے چند آدمیوں کو بھیجا تا کہ وہ حضرت عاصمؓ کا سر کاٹ کر لے آئیں کیونکہ حضرت عاصمؓ نے غزوہ بدر میں قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا تھا اور ادھر حضرت عاصمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ میں آپ کے دین کی حفاظت کر رہا ہوں آپ بھی میرے جسم کی حفاظت فرمانا اللہ رب العزت نے

آپ کی دعا قبول فرمائی اور اللہ رب العزت نے قریش کے لوگوں سے حضرت عاصمؓ کے وجود کی حفاظت کیلئے بھڑوں کا ایک دستہ بھیج دیا جس نے سائبان کی مانند حضرت عاصمؓ کے وجود کی حفاظت کی پھر رات کے وقت اللہ رب العزت نے سیلاب بھیج دیا جو حضرت عاصمؓ کے وجود کو بہا کر محفوظ جگہ لے گیا اور قریش اپنے مذموم ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے!

پورا خاندان شہید

حضرت عمارؓ بن یاسر کا پورا خاندان مظلوموں اور شہیدوں کا خاندان ہے حضرت عمارؓ شہید، والد حضرت یاسرؓ شہید، والدہ حضرت سمیہؓ شہید، بھائی حضرت عبداللہؓ شہید، پورا خاندان بے یار و مددگار غریب الوطن تھا جن کا اصل وطن یمن تھا پورا خاندان ساتھ ساتھ ایمان لایا ساتھ ساتھ دکھ اور تکلیفیں اٹھاتا رہا ساتھ ساتھ شہادت کی نعمت حاصل کرتا رہا اور ساتھ ساتھ ہی جنت کا وارث اور مالک بنتا گیا۔ دو پہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، دہکتے ہوئے انگاروں میں جلایا گیا، بہتے ہوئے پانی میں غوطے دیئے گئے، لیکن جلوہ توحید نے وہ نقشہ دکھایا کہ دشمنوں کا ظلم و ستم بھی کسی کام نہ آیا۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ حق عمارؓ کے ساتھ ہے اور باغی گروہ عمارؓ کو قتل کریگا آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی آپ حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے حضرت عمارؓ کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ اور بھائی حضرت عبداللہؓ مشرکین کے

ظلم و ستم کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے نہایت وحشیانہ طریقے سے شہید کیا حضرت سمیہؓ کے دونوں پاؤں دو اونٹوں کے ساتھ باندھے گئے اور دونوں اونٹوں کو مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا اور ابو جہل نے ایک نیزہ مار کر حضرت سمیہؓ کو شہید کر دیا یہ تاریخ اسلام کی پہلی مظلومانہ شہادت تھی۔

ترمذی شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے جنت تین آدمیوں کی مشاق ہے علیؓ، عمارؓ، سلمانؓ۔

حضرت محمد ﷺ جب حضرت عمار بن یاسرؓ کے گھر کی طرف سے گزرتے اور پورے خاندان کو مشرکین کے ظلم و ستم کا شکار پاتے تو ارشاد فرماتے اے آل عمار تمہیں بشارت ہو جنت تمہاری منتظر ہے ایک مرتبہ حضرت یاسرؓ نے حضور اکرم ﷺ کو گردش زمانہ کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا صبر کرو صبر کرو پھر دعا فرمائی اے اللہ آل یاسرؓ کو بخش دے ایک مرتبہ مشرکین حضرت عمارؓ کو انگاروں پر لٹا رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ اس طرف سے گزرے تو حضرت عمارؓ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور آگ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَيَّ عَمَّارٌ كَمَا كُنْتُ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ۔ اے آگ عمارؓ پر ایسے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جیسا کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔

حضرت خالد بن ولید اور جنگ یرموک

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ماہ رجب 15ھ میں مسلمانوں اور رومیوں

کے درمیان ایک عظیم الشان اور ناقابل فراموش جنگ یرموک برپا ہوئی مسلمانوں کی تعداد 35 ہزار تھی اور سپہ سالار حضرت خالد بن ولید تھے جبکہ لشکر میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت عمر و بن العاص، حضرت معاذ بن جبل، حضرت سعید بن زید، حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت شرجیل بن حسنہ، حضرت عکرمہ، حضرت عمرو بن طفیل، اور حضرت قعقاع بن عمرو جیسے عظیم الشان جرنیل اور سالار موجود تھے جبکہ رومیوں کی تعداد 2 لاکھ تھی اور سپہ سالار باہان رومی تھا اور رومیوں میں مقابلہ کیلئے بڑا جوش و خروش تھا اور یوں لگتا تھا کہ رومی بحر و بر سے اہل پڑے ہیں لشکر کے آگے مذہبی پیشوا ہاتھوں میں صلیب اٹھائے جوش دلار ہے تھے جب میدان جنگ سجا تو حضرت خالد بن ولید نے عرب کے عام طریقے کے خلاف نئے انداز سے فوجوں کی صف آرائی کی 35 ہزار فوج کو 36 حصوں میں تقسیم کیا اور آگے پیچھے نہایت ترتیب کے ساتھ 36 صفیں قائم کیں قلب پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو، میمنہ پر حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرجیل بن حسنہ کو اور میسرہ پر حضرت یزید بن ابی سفیان کو مامور کیا اس کے علاوہ ہر صف پر الگ الگ افسروں کو متعین کیا جو بہادری اور فنون سپاہ گری میں اپنی مثال آپ تھے پھر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان گھمسان کارن پڑا اور جرأت و بہادری کی عظیم الشان اور ناقابل یقین داستانیں رقم کی گئیں بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور رومیوں کے مقدر اور نصیب میں شکست لکھ دی گئی مسلمانوں کے تین ہزار افراد شہید ہوئے اور کافروں کے ستر ہزار سے زائد مقتول ہوئے جنگ

یرموک میں رومیوں اور شامیوں کی ایسی کمر ٹوٹی کہ پھر وہ اتنی شان و شوکت اور افرادی قوت کے ساتھ دوبارہ کبھی بھی مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ آسکے اور قیصر روم جو انطاکیہ میں موجود تھا جب اسے مسلمانوں کے ہاتھوں رومیوں کی شکست کی اطلاع پہنچی تو اس نے اسی وقت قسطنطنیہ کی طرف کوچ کیا اور شام کی طرف رخ کر کے کہا، الوداع اے شام۔

حضرت سعد بن ابی وقاص اور دریائے دجلہ

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں 15ھ میں ایران پر لشکر کشی کیلئے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ۶۰ ہزار کے اسلامی لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے تاریخ اسلام کی عظیم الشان اور ناقابل فراموش جنگ قادسیہ میں فتح حاصل کرنے بعد جب مسلمانوں نے اپنے مد مقابل لاکھوں ایرانیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور فارس کے عظیم الشان سپہ سالار رستم و مہران کو تہ تیغ کر دیا اور پھر بابل کو بھی فتح کر لیا تو حضرت سعد نے کسریٰ کے پایہ تخت مدائن کے قریب ایک مستحکم مقام بہرہ شیر میں ڈیرے ڈال دیئے مدائن ایران کا پایہ تخت تھا اور اس دور کا کسریٰ یزدگرد اسی شہر میں رہتا تھا شہر کے درمیان سے دریائے دجلہ گزرتا تھا دجلہ کے مغربی جانب بہرہ شیر اور مشرقی جانب مدائن تھا ایرانی بادشاہوں نے مدائن کو اس کے بہترین محل وقوع اور بہترین آب و ہوا کی وجہ سے اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا اور مدائن میں ایک ایسا عظیم الشان اور مستحکم قلعہ تعمیر کیا تھا جو اپنی مضبوطی کی وجہ سے ناقابل تخریب سمجھا جاتا تھا لیکن عرب کے وہ صحرائین جنہیں حضور اکرم ﷺ کی کیمیا اثر صحبت نصیب ہو چکی تھی

اور جن کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ کے استبداد سے انسانیت کی نجات لکھ دی گئی تھی بظاہر بے سروسامانی کے عالم میں اپنے بوسیدہ لباس اور بے آب تلواریں کے ساتھ یہاں پہنچے تھے شروع میں کسریٰ نے انہیں غیر اہم مد مقابل سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا لیکن پھر قادسیہ کے معرکہ بلاخیز اور بابل کی شکست نے اس کی کمر توڑ دی اور وہ مدائن میں محصور ہو کر رہ گیا اور وہ سمجھتا تھا کہ مدائن کا ناقابل تخیر قلعہ اور درمیان میں بہتا ہوا دریائے دجلہ اسے مسلمانوں سے بچالے گا اسی وجہ سے ایرانیوں نے دریائے دجلہ کے تمام پل توڑ دیئے تھے تاکہ مسلمان مدائن پر حملہ آور نہ ہو سکیں لیکن حضرت سعدؓ اور صحابہؓ کی اولوالعزمی کے سامنے کوئی دریا کوئی پہاڑ اور کوئی سمندر نہیں ٹھہر سکتا تھا جب حضرت سعدؓ دجلہ کے کنارے پہنچے تو نہ کوئی پل موجود تھا اور نہ ہی کوئی کشتی موجود تھی تو فوج سے مخاطب ہو کر کہا کہ برادران اسلام دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے آئیے اسے بھی عبور کر لیں تو آگے مطلع صاف ہو گا یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا آپ کو دیکھ کر دوسروں نے بھی ہمت کی اور اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے ساتھ ہزار گھوڑوں پر سوار اسلامی لشکر اس بحرِ خاومواج میں نہایت ہی اطمینان کے ساتھ آپس میں ملے جلے باہم باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ساتھ ہزار کا لشکر اسلامی شاہسوار دریائے دجلہ میں متحرک پانی کی سطح پر سوار یوں چلے جا رہے تھے جیسے سرسبز و شاداب باغات میں چہل قدمی اور سیر کر رہے ہوں نہ کوئی شخص ڈوبا نہ کسی کی کوئی چیز ضائع ہوئی ایک سوار کا پیالہ دریا میں گر گیا

کنارے پر پہنچ کر اس نے کہا اللہ کی قسم۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میرا پیالہ دریا میں رہ جائے اے دجلہ میرا پیالہ واپس کر یہ کہنا تھا کہ ایک لہر اور موج آئی اور پیالہ کنارہ پر پہنچا دیا جب فوج کنارے کے قریب آگئی تو ایرانیوں کو خیال ہوا کہ یہ انسان نہیں جن ہیں کیونکہ دوسرے کنارے پر ایرانی یہ حیرت انگیز منظر اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے تو وہ دیو آمدند، دیو آمدند کہتے ہوئے بھاگ گئے یزدگرد کسری فارس اپنے خاندان و حرم کے ساتھ مدائن سے بھاگ گیا اور اہل مدائن نے تھوڑی سی مزاحمت کے بعد ہتھیار ڈال دیئے اور یوں مدائن اور اس کے شاہی محلات اور ناقابل یقین عظیم الشان سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے خزانوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور یوں مدائن کی فتح کے ساتھ ہی ایران و عراق بالفاظ دیگر فارس سے کسری کی سطوت و جلالت کا پرچم یوں اتر ا کہ پھر کبھی دوبارہ لہرایا نہ جاسکا اور اس دن کے بعد سے لے کر آج تک مدائن میں صرف اسلام کا ہی جھنڈا لہرا رہا ہے۔

حضرت عقبہ بن نافعؓ اور شمالی افریقہ

حضرت عقبہ بن نافعؓ صحابی تو نہیں ہیں لیکن آپ کی ولادت حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے ایک سال قبل ہوئی مصر کی فتوحات میں آپ حضرت عمرو بن عاص کے ساتھ رہے بعد میں حضرت معاویہؓ نے اپنے دور حکومت میں شمالی افریقہ کے باقی ماندہ حصے کی فتح جوئی کیلئے آپ کو مقرر کر دیا تھا حضرت عقبہ بن نافعؓ اپنے دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ مصر سے نکلے اور فتوحات سمیٹتے ہوئے تیونس تک پہنچ گئے اور یہاں

قیروان کا مشہور شہر بسایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ آج جہاں قیروان کا شہر آباد ہے پہلے یہاں ایک بہت ہی گھنا جنگل تھا جو درندوں اور زہریلے جانوروں سے بھرا ہوا تھا حضرت عقبہؓ نے لشکر میں موجود اٹھارہ صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور اولا اللہ رب العزت سے دعا مانگی اس کے بعد جنگل میں اعلان کر دیا ایتھا السباع والْحَشْرَاتُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِرْحَلُوْا عَنَا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَجَدْنَا بِعَدُوِّ قَتَلْنَا۔ اے درندو اور کیڑو سنو ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ ہیں ہم یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں لہذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اس کے بعد جو بھی تم میں سے یہاں نظر آیا ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں۔ فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا شَيْءٌ اِلَّا خَرَجَ هَارِبًا حَتَّى اِنَّ السَّبَاعَ تَحْمِلُ اَوْلَادَهَا تَمَامَ جَانُوْرٍ جَنْجَلٍ كُوْخَالِيٍّ جُھُوْرٌ كَرَنْجَلٍ گئے یہاں تک کہ درندے اپنے بچوں کو اٹھا کر جنگل سے چلے گئے۔

علامہ قزوینی فرماتے ہیں۔ فَرَأَى النَّاسُ ذَلِكَ الْيَوْمِ عَجَبًا لَمْ يَرَوْهُ قَبْلَ ذَلِكَ وَكَانَ السَّبْعُ يَحْمِلُ اَشْبَالَهٖ وَالذِّئْبُ اَجْرَاعَهُ وَالْحَيَّةُ اَوْلَادَهَا وَهِيَ خَارِجَةٌ سَرَبًا سَرَبًا فَحَمَلَتْ ذَلِكَ كَثِيْرًا مِنَ الْبُرْبُرِ عَلٰى الْاِسْلَامِ اس روز لوگوں نے ایسا عجیب و غریب منظر دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا کہ درندے اپنے بچوں کو بھیڑیے اپنے بچوں کو سانپ اپنے بچوں کو سینے سے لگائے قطار اندر قطار ٹولیوں کی شکل میں نکلے چلے جا رہے ہیں یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر بہت سے بربر اسی

وقت مسلمان ہو گئے اس کے بعد حضرت عقبہ بن نافعؓ اور ان کے ساتھیوں نے جنگل کو کاٹ کر یہاں مستقل شہر قیروان آباد کیا جامع مسجد بنائی اور شمالی افریقہ میں اسے اپنا مستقر قرار دیا۔

حضرت خبابؓ بن ارت اور جلتے انگارے

حضرت خبابؓ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو ابتدا میں ہی مسلمان ہو گئے تھے جبکہ ابھی حضور اکرم ﷺ دار ارقم بھی تشریف نہیں لائے تھے آپ ایک غلام تھے اسی وجہ سے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں آپ کو سخت ترین تکلیفوں سے گزرنا پڑا آپ کو تنگے بدن پیٹھ کے ٹل جلتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جاتا اور آپ کے سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تاکہ آپ ہل بھی نہ سکیں آپ کا وجود انگاروں پر جھل کر کباب ہوتا رہتا یہاں تک کہ آپ کے زخموں کی رطوبت ہی آگ کو بجھاتی۔ آپ اپنے وجود کو مخاطب کر کے فرماتے اے چمڑا جل جا اے چربی پکھل جا اے خون نکل جا لیکن اے دل تو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ہو جا حضرت خبابؓ مدتوں تک نہایت ہی صبر و استقلال کے ساتھ تمام قسم کی مشقتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے رہے بالآخر جب ہجرت کی اجازت ملی تو ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کچھ دن سکون کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزارے حضرت عمرؓ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت خبابؓ سے ان مظالم کے بارے میں پوچھا جو ان پر ڈھائے گئے تھے تو حضرت خبابؓ نے کہا امیر المؤمنین میری پیٹھ دیکھے حضرت عمرؓ نے پیٹھ

دیکھ کر کہا کہ ایسی پیٹھ تو کسی کی نہیں دیکھی حضرت خبابؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین مجھے آگ کے انگاروں پر لٹایا اور گھسیٹا جاتا تھا میرے وجود کی چربی اور خون آگ کو بجھاتے تھے آپ نے زندگی کے آخری ایام کوفہ میں گزارے اور یہیں 37ھ میں 73 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور کوفہ میں سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی بھی آپ ہیں۔

حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ۔ دونھے مجاہد

بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے روایت ہے کہ میں بدر کے دن میدان جنگ میں موجود تھا صف بندی ہو چکی تھی میرے دائیں بائیں دونو جوان لڑکے کھڑے تھے جن کے درمیان میں خود کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا میں اپنے انہیں خیالوں میں گم تھا کہ ایک لڑکے نے مجھ سے پوچھا کہ چچا آپ ابو جہل کو جانتے ہیں میں نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے تو اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب وہ مجھے نظر آئیگا تو يَمُوتُ الْاَعْجَلُ مِنَّا ہم دونوں میں سے جس کی جلد موت لکھی ہوگی وہ مرجائیگا یا میں مرجاؤں گا یا اس کو مار ڈالوں گا پھر دوسرے لڑکے نے بھی مجھ سے یہی گفتگو کی حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں اب مجھے اپنے پہلے خیال پر ندامت ہونے لگی اتنے میں ابو جہل مجھے صف بندی کرتے ہوئے نظر آ گیا تو میں نے بچوں کو اشارہ کیا کہ ابو جہل وہ ہے تو جس طرح بازو اور شکرہ کبوتر پر حملہ آور ہوتا ہے اسی طرح یہ دونوں بچے بھی ابو جہل پر حملہ آور ہوئے اور اسے زخمی کر کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا یہ دونوں لڑکے معاذؓ بن عفر اور معوذؓ بن عفر تھے

ابو جہل کے قتل میں چار افراد کا کردار تھا دو یہی حضرات تھے تیسرے حضرت معاذؓ بن عمرو بن

جموح تھے اور چوتھے حضرت عبداللہ بن مسعود تھے۔

پہلے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح حملہ آور ہوئے اور ابو جہل کی ٹانگ زخمی کر دی پھر حضرت معاذ اور حضرت معوذ ابو جہل پر حملہ آور ہوئے اور اسے زخمی کر کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا لیکن اس میں ابھی زندگی کی رتق اور جھلک موجود تھی جنگ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ دیکھو ابو جہل کا کیا بنا تو حضرت عبداللہ بن مسعود تشریف لے گئے دیکھا تو ابو جہل آخری سانس لے رہا تھا تو ابن مسعود اس کے سینے پر چڑھ گئے اور کہا اَنْتَ اَبُو جَهْلٍ تو ابو جہل ہے پھر کہا اَخْزَاكَ اللّٰهُ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اے اللہ کے دشمن اللہ نے تجھے ذلیل و رسوا کر دیا جواب میں ابو جہل نے چار باتیں کیں ابو جہل نے کہا هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ کیا مجھ سے کسی بڑے آدمی کو تم نے قتل کیا ہے پھر کہا کہ فَلَوْ غَيْرُ اَكْبَارٍ قَتَلْتَنِي كاش کہ غیر زراعت پیشہ افراد نے مجھے قتل کیا ہوتا کیونکہ مدینہ والے زراعت پیشہ تھے جبکہ مکہ والے تجارت پیشہ تھے اور مکہ والے مدینہ والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور میدان جنگ میں اپنے مقابل کوئی حیثیت دینے کو تیار نہ تھے۔ پھر کہا میرا سر نیچے سے کاٹنا کہ سروں کی قطار میں سردار کا سراونچا نظر آئے پھر کہا اے ابن مسعود محمد ﷺ کو میرا پیغام دینا کہ میرے دل میں جو آپ ﷺ کیلئے بغض اور نفرت تھی مرتے ہوئے اس میں کوئی کمی نہیں بلکہ اضافہ محسوس کرتا ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود نے جو تواضع اور انکساری کا پیکر تھے فوراً ابو جہل کا جو فخر و غرور کا پہاڑ تھا سر کاٹ لیا تا کہ اس کی بگ بگ ختم ہو جائے اور وہ جلد از جلد جہنم کا ایندھن بن جائے ابن مسعود نے ابو جہل کا سر حضور کی خدمت میں پیش کیا اور کہا هَذَا رَأْسُ عَدُوِّ اللّٰهِ يٰ اللّٰهُ كَيْفَ تَدْرُسُ اللّٰهُ كَيْفَ تَدْرُسُ اللّٰهُ كَيْفَ تَدْرُسُ اللّٰهُ نے ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَغْرَزَ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهُ تَمَامَ تَعْرِيفِ اللّٰهِ كَيْفَ هُوَ جس نے اسلام اور اہل

اسلام کو عزت و عظمت عطا فرمائی ہے جب ابن مسعودؓ نے حضور اکرم ﷺ کو ابو جہل کی مرتے وقت کی خرافات سنائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری امت کا فرعون تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے کفر میں زیادہ شدید اور سخت تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مد مقابل جو فرعون تھا اس نے مرتے وقت انابت کا مظاہرہ کیا تھا اور کلمہ پڑھنے کی کوشش کی تھی جبکہ میرے مد مقابل جو فرعون تھا وہ مرتے وقت بھی اپنے شدت کفر کا اظہار کر کے مرا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے ابو جہل کی تلوار ابن مسعودؓ اور ابو جہل کا سامان حضرت معاذ بن عمرو بن جموح کو عطا فرمایا۔

حضرت ابو محذورہؓ اور عشق محمدی ﷺ

نسائی شریف میں روایت ہے حضرت ابو محذورہؓ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب غزوہ حنین سے واپس تشریف لارہے تھے تو ہم دس نوجوان آپ کا تعاقب کر رہے تھے اچانک نماز کا وقت ہوا تو حضور اکرم ﷺ کے مؤذن نے اذان کہنی شروع کی تو ہم نے مؤذن کی نقل اتارنی شروع کر دی تو حضور اکرم ﷺ نے ہمیں پکڑنے کا حکم دیا ہمیں پکڑ کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے سب سے زیادہ بلند آواز کس کی تھی تو سب لڑکوں نے میری طرف اشارہ کیا تو آپ نے میرے سب ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور مجھ کو اپنے پاس روک لیا اور آپ نے ارشاد فرمایا اب تم میرے سامنے اذان دو تو میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کر دی اور حضور اکرم ﷺ بذات خود مجھے اذان کے الفاظ سکھلا رہے تھے جب حضرت ابو محذورہؓ نے اولاً شہادتین کے کلمات آہستہ

کہے تو حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ شہادتین کے کلمات بلند آواز سے کہلوائے جس کو ترجیح کہا جاتا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے ابو محذورہؓ کے سر پر اور سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک بھی رکھا تا کہ توحید اور رسالت کے اقرار کا جذبہ پیدا ہو جائے تو حضرت ابو محذورہؓ فرماتے ہیں کہ اسلام میرے دل میں گھر کر گیا اور میں کلمہ پڑھ کر مسلمانوں اور حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کی صف میں شامل ہو گیا اب آپ یہاں پر حضرت ابو محذورہؓ کا حضور اکرم ﷺ سے پیار اور محبت و عشق والا معاملہ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت ابو محذورہؓ نے ساری زندگی اذان ترجیح کے ساتھ دی کہ میرے پیارے نبی ﷺ نے مجھے اذان ایسے سکھائی تھی اور پوری زندگی اپنے سر کے بال نہیں کٹوائے کہ یہاں میرے محبوب نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا اور پوری زندگی اپنی قمیص کے بٹن بند نہیں کئے بلکہ سینہ بطور فخر کے کھلا رکھا کہ یہاں میرے محمد ﷺ نے اپنے ہاتھ رکھے تھے اور کسی صحابی نے ان امور پر حضرت ابو محذورہؓ پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ انہیں خبر تھی کہ یہ عشق و محبت کی دنیا ہے اور فانی الرسول کا مقام ہے۔

حضرت ابو محذورہؓ مؤذن رسول ﷺ تھے آپ نے ساری زندگی مکہ میں گزاری۔ ۵۹ھ میں آپ کی وفات بھی مکہ المکرمہ میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن زید اور عشق محمدی ﷺ

حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ ایک باغ میں موجود تھے اچانک کسی نے آکر حضور اکرم ﷺ کی وفات کی خبر دی تو حضرت عبداللہ بن زید نے فوراً دعا کیلئے

ہاتھ اٹھادیئے اور کہا اے پروردگار عالم ان آنکھوں سے پیارے نبی ﷺ کی زیارت کرتا تھا اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا تھا آج میرے محبوب محمد ﷺ کی وفات ہوگئی اور میں آپ کی زیارت سے محروم ہو گیا اب میں ان آنکھوں سے اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہتا میرے مولیٰ میری آنکھوں کی بینائی سلب کر لیں اور مجھے اندھا کر دیں اور بینائی تب واپس کرنا جب قیامت کے دن میرے محبوب کا چہرہ میرے سامنے ہو یوں دعا قبول ہوگئی اور حضرت عبداللہ بن زید نابینا ہو گئے۔

یہ وہی حضرت عبداللہ بن زید ہیں جنہیں سب سے پہلے خواب میں اذان سنائی گئی تھی

ایک انصاری عورت اور عشق محمدی ﷺ

غزوہ احد میں ایک انصاری عورت کا باپ بھائی اور شوہر شریک ہوئے تھے وہ عورت آ کر پکارتی رہی اور ہر ایک کی حالت دریافت کرتی رہی ہر ایک کے بارے میں اسے خبر ملی قَدْ قُتِلَ وہ شہید ہو گیا عورت خاموش رہی پھر اس نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سوال کیا آپ کس حال میں ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ بِحَمْدِ اللَّهِ آپ صحیح و سالم ہیں كَمَا تُحِبِّينَ جس طرح کہ تو پسند کرتی ہے اس نے کہا اَرُونِيهِ حَتَّىٰ أَنْظَرَ إِلَيْهِ مجھے دکھاؤ تا کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں جب اس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلُ آپ کی موجودگی میں تمام مصیبتیں حقیر ہیں

حضرت سفینہؓ اور جنگل کا شیر

حضرت سفینہؓ حضور اکرم ﷺ یا حضرت ام سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام تھے بعض کے نزدیک آپ کا تعلق عرب سے تھا بعض کے نزدیک فارس سے تھا آپ کا نام رباح، مہران، یا رومان تھا اور آپ کا لقب سفینہ بمعنی کشتی تھا جو حضور اکرمؐ کا عطاء کردہ تھا جس کی وجہ یہ بنی کہ ایک سفر میں جب چند لوگ تھک گئے تو انہوں نے اپنے تیر، تلواریں، نیزے ڈھالیں اور دیگر سامان حضرت سفینہؓ پر لاد دیا حضور اکرم ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو ارشاد فرمایا اَنْتَ سَفِيْنَةٌ تو سفینہ ہے۔

شرح السنہ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سفینہؓ ارض روم میں ایک جنگل میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے آپ لشکر کی تلاش میں تھے کہ اچانک سامنے سے ایک شیر آ گیا جو غرانے لگا تو حضرت سفینہؓ نے کہا اے ابو الحارث یہ شیر کی کنیت ہے اَنَا مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، جنگل میں راستہ بھٹک گیا ہوں ذرا خیال کرنا تو شیر عاجزی سے دم ہلانے لگا اور زبان حال سے کہنے لگا اَنَا غُلَامٌ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا بھی غلام ہوں پھر وہ شیر حضرت سفینہؓ کے ساتھ چلتا رہا جنگل کے جانوروں سے آپ کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت سفینہؓ کو بحفاظت ان کے لشکر تک پہنچا کرواپس جنگل میں پلٹ گیا۔

دوروشن عصا

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر اپنی کسی ضرورت کیلئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور گفتگو میں رات کا اکثر حصہ بیت گیا جب دونوں حضور ﷺ سے رخصت ہو کر واپس اپنے گھروں کو جانے لگے تو سخت اندھیری رات میں کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا دونوں حضرات کے ہاتھوں میں عصا تھا ان میں سے ایک عصا روشن ہو گیا راستہ واضح ہو گیا سفر آسان ہو گیا اور جب دونوں کے راستے الگ الگ ہونے لگے تو دونوں عصا روشن ہو گئے جن کی روشنی میں دونوں حضرات بخیر و خوبی پورے اطمینان کے ساتھ اپنے گھروں میں پہنچ گئے اللہ رب العزت نے دونوں اصحاب کے ہاتھوں پر ایسی کرامت کا ظہور فرمایا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا اور ید بیضا کے مماثل تھا۔

حضرت وحشی بن حرب۔ قاتل خیر الناس وشر الناس

حضرت وحشی بن حربؓ تھے اور حضرت جبیر بن مطعم کے غلام تھے غزوہ بدر میں حضرت حمزہؓ نے جبیر بن مطعم کے چچا طعمیم بن عدی کو قتل کیا تھا اور جبیر بن مطعم ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور انہیں اپنے چچا کے انتقام کی بڑی فکر تھی اس لئے جب احد کی تیاریاں شروع ہوئیں تو جبیر بن مطعم نے وحشی بن حرب سے کہا کہ اگر تم میرے چچا کے انتقام میں حضرت حمزہؓ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ آزادی کا نام سن کر وحشی بن حرب بھی فوراً تیار ہو گئے میدان جنگ

میں جب صف بندی ہوگئی تو مشرکین کی جانب سے سباع نے دعوت مبارزت دی تو حضرت حمزہؓ اس کے مقابلہ پر نکلے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا وحشی ایک چٹان کی آڑ میں گھات لگائے بیٹھے تھے جیسے ہی حضرت حمزہؓ سباع کو قتل کر کے وہاں سے گزرے اس نے تاک کر نیزہ سے ایسا وار کیا کہ وہ نیزہ حضرت حمزہؓ کی ناف پر لگا اور پشت سے پار ہو گیا اور حضرت حمزہؓ اسی جگہ شہید ہو گئے حضور اکرمؐ کو اپنے چچا کی مظلومانہ شہادت کا بڑا رنج اور دکھ تھا وحشی مکہ میں مقیم رہے جب مکہ فتح ہو گیا تو طائف میں پناہ لی جب طائف والوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں وفد بھیجنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے وحشی کو مشورہ دیا کہ تم بھی وفد کے ساتھ چلے جاؤ کیونکہ حضور اکرمؐ سفراء کے ساتھ برا سلوک نہیں کرتے جب وحشی حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش ہوئے تو حضور اکرمؐ نے سوال کیا کہ تم وحشی ہو اور تم نے ہی میرے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا تو حضرت وحشیؓ نے دونوں باتوں کی تصدیق کی اور پھر حضرت وحشیؓ نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے حضرت وحشیؓ کیونکہ اولاً سفیر کی حیثیت سے پیش ہوئے تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے اس لئے حضور اکرمؐ نے ان سے کوئی بدلہ نہیں لیا اور ان کے اسلام کو بھی قبول کر لیا لیکن حضرت وحشیؓ کو کہا کہ اگر ہو سکے تو مجھے اپنا چہرہ نہ دکھانا اور اسی لئے حضرت وحشیؓ بھی حضور اکرمؐ کے سامنے نہ آتے تھے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا جرم حضرت وحشیؓ کیلئے ایک ایسا زخم بن چکا تھا جو انہیں کبھی چین نہ لینے دیتا تھا اور ہر وقت رستا ہی رہتا تھا اور حضرت وحشیؓ برابر اس جرم کی تلافی کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اور خوش قسمتی سے انہیں یہ موقع جلد ہی ہاتھ آ گیا حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد جب جھوٹے مدعی نبوت میلہ کذاب کا فتنہ اٹھا تو حضرت وحشیؓ نے کہا کہ اب وقت

آچکا ہے کہ میں مشر النلس مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے خیرُ الناس حضرت حمزہؓ کے خون کا کفارہ ادا کر دوں چنانچہ حضرت وحشیؓ وہی نیزہ لے کر جس سے غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اور موقع کی تلاش میں رہے یہاں تک کہ انہیں مسیلمہ کذاب میدان جنگ میں ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے درمیان کھڑا ہوا نظر آ گیا حضرت وحشیؓ نے تاک کر اپنے نیزہ سے ایسا وار کیا کہ وہ نیزہ مسیلمہ کذاب کے سینے پر لگا اور کندھوں سے پار ہو گیا اور یوں جھوٹا مدعی نبوت مردار ہو گیا۔

جماعت انصار کی قربانی

بخاری شریف میں روایت ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں عرب کے قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ دنیا میں شہداء کے اعتبار سے انصار سے تعداد میں زیادہ نہیں اور عرب کے قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ آخرت میں عزت کے اعتبار سے انصار سے زیادہ نہ ہوگا بخاری شریف میں روایت ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں غزوہ احد میں انصار میں سے 70 صحابہؓ شہید ہوئے جبکہ بیر معونہ میں بھی ستر قراء انصار شہید ہوئے اور اسی طرح جنگ یمامہ میں بھی جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی ستر انصاری شہید ہوئے غزوہ احد اور واقعہ بیر معونہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں پیش آیا تھا جبکہ جنگ یمامہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں لڑی گئی تھی۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

معلومات

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستی کے جانشین
شیخ الحدیث و التفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت
حضرت مولانا
مہتمم
مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان



ناشر

مکتبہ مشیخہ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
گرین ٹاؤن ضلع چیمبارخان
پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarhwasti.org Mob: 0300-0939448

معلومات

صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؑ عظام کے بارے میں مزید کچھ اہم اور ضروری معلومات قارئین کے فائدہ کیلئے ہدیہ نذر ہیں۔

علم تفسیر

جماعت صحابہؓ میں علم تفسیر میں دس حضرات کو خصوصی امتیاز و مقام حاصل تھا

(۱) حضرت ابو بکرؓ صدیق (۲) حضرت عمرؓ فاروق (۳) حضرت عثمانؓ غنی

(۴) حضرت علیؓ المرتضیٰ (۵) حضرت عبداللہؓ بن عباس (۶) حضرت عبداللہؓ بن مسعود

(۷) حضرت ابی بن کعب (۸) حضرت زید بن ثابت

(۹) حضرت ابو موسیٰؓ اشعری (۱۰) حضرت عبداللہؓ بن زبیر

علم حدیث

جماعت صحابہؓ میں مکثرین یعنی کثیر الروایات حضرات سات ہیں

جنکی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ۔ کل مرویات (۵۳۶۳)

(۲) حضرت عبداللہؓ بن عباس۔ کل مرویات (۲۶۶۰)

(۳) حضرت عائشہؓ صدیقہ۔ کل مرویات (۲۲۱۰)

- (۴) حضرت عبداللہ ابن عمر۔ کل مرویات (۱۶۳۰)
 (۵) حضرت جابر بن عبداللہ۔ کل مرویات (۱۵۴۰)
 (۶) حضرت انس بن مالک۔ کل مرویات (۱۲۸۶)
 (۷) حضرت ابوسعید خدریؓ۔ کل مرویات (۱۱۷۰)

علم فقہ

جماعت صحابہؓ میں فقہا مکثرین یعنی وہ صحابہ کرام جن سے کثرت کے ساتھ فقہی مسائل منقول ہیں وہ سات ہیں۔

- (۱) حضرت عمر بن خطاب (۲) حضرت علی المرتضیٰ (۳) حضرت عبداللہ ابن عباس
 (۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود (۵) حضرت عائشہ صدیقہ
 (۶) حضرت زید بن ثابت (۷) حضرت عبداللہ بن عمر

علم تصوف

جماعت صحابہؓ میں تصوف کے اکثر سلسلے حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں
 صرف سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے
 تفصیل اس طرح ہے

- (۱) سلسلہ نقشبندیہ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ مکہ مکرمہ،
 مدینہ منورہ، ہندوستان، پاکستان، ماوراء النہر میں مشہور ہے۔

- (۲) سلسلہ قادریہ۔ حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ عرب اور ہندوستان و پاکستان میں مقبول ہے۔
- (۳) سلسلہ چشتیہ۔ حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان اور پاکستان میں بہت مشہور و مقبول ہے۔
- (۴) سلسلہ سہروردیہ۔ حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان اور پاکستان میں مشہور ہے۔
- (۵) سلسلہ کبرویہ۔ حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ توران اور کشمیر میں مقبول ہے
- (۶) سلسلہ شطاریہ۔ حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان میں مشہور ہے
- (۷) سلسلہ شازلیہ۔ حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ مغرب، مصر، سوڈان اور مدینہ میں مشہور ہے۔

علم الانساب

جماعت صحابہؓ میں علم الانساب یعنی خاندانی اور قبائلی نسبتوں کی معلومات سب سے زیادہ چار حضرات کو حاصل تھی۔

(۱) حضرت ابو بکرؓ صدیق (۲) حضرت عمرؓ فاروق (۳) حضرت جبیرؓ ابن مطعم

(۴) حضرت عائشہؓ صدیقہ۔

علم تاریخ

جماعت صحابہؓ میں علم تاریخ میں سب سے زیادہ مہارت اور معلومات پانچ حضرات کو حاصل تھی۔

- (۱) حضرت ابو بکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت جبیرؓ بن مطعم
- (۴) حضرت عائشہ صدیقہ (۵) حضرت معاویہؓ۔

علم الاشعار

جماعت صحابہؓ میں شعر و شاعری میں تین حضرات ممتاز حیثیت کے مالک تھے

- (۱) حضرت حسان بن ثابت (۲) حضرت کعب بن مالک (۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ

حضرت حسان بن ثابت کفار کے حسب نسب پر چوٹ کرتے تھے

حضرت کعب بن مالک کفار کو لڑائی سے ڈراتے تھے

حضرت عبداللہ بن رواحہ کفار کو ان کے کفر پر عار دلایا کرتے تھے

ویسے اہل عرب اور اہل ادب کے نزدیک دنیائے عرب کے سب سے بڑے شاعر

زمانہ جاہلیت میں بھی تین حضرات تھے

- (۱) امرء القیس (۲) زہیر (۳) نابغہ

فن خطابت

جماعت صحابہؓ میں فن خطابت میں چھ حضرات نمایاں حیثیت کے حامل تھے

- (۱) حضرت ابو بکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت علی المرتضیٰ
(۴) حضرت ثابت بن قیس (۵) حضرت سہیل بن عمرو (۶) حضرت جعفر طیار

اصحاب صفہ

جماعت صحابہ نہیں کچھ لوگ ایسے تھے جو قرآن و حدیث کی تعلیم کیلئے صفہ یعنی چبوترے پر موجود ہوتے تھے یہ لوگ حضور ﷺ کے شاگرد تھے۔

صفہ مدرسہ کے طالب علم تھے۔ اس لئے انہیں اصحاب صفہ پکارا جاتا تھا۔

یہ لوگ تقریباً ۸۰ کے قریب تھے، غریب الدیارتھے، غریب الوطن تھے،

مدینہ منورہ میں مسافر تھے، دنیا کے مختلف حصوں سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں حصول علم کیلئے مدینہ منورہ میں ڈیرے ڈال رکھے تھے۔

بلال حبشہ سے، صہیب روم سے، سلمان فارس سے، ابو ہریرہ یمن سے تشریف لائے تھے۔ اپنے کھانے کا خود انتظام کرتے تھے کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے

لکڑیاں چن کر لاتے تھے کبھی کبھی مہاجرین و انصار صحابہ گرام بھی ان حضرات کی دعوت کرتے تھے اور اپنے گھروں میں بلا کر انہیں کھانا کھلاتے تھے۔

کسی صحابی نے حضور ﷺ سے اصحاب صفہ کے بارے میں پوچھا کہ یا رسول اللہ

یہ کون لوگ ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا **هُم ضِيُوفُ رَسُولِ اللَّهِ**

یہ رسول اللہ کے مہمان ہیں۔ اسی وجہ سے مدارس و مساجد میں قرآن و حدیث پڑھنے

والے طلباء کو مہمانان رسول ﷺ اور پڑھانے والے علماء کو وارثان رسول کے حسین و بہترین لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی میراث علم ہے نہ کہ مال و دولت

سیاست و حکمت

جماعت صحابہؓ میں ذہاۃ عرب یعنی سیاست و تدبیر حکمت و چال میں پانچ افراد بے نظیر و بے مثال حیثیت کے حامل تھے۔

(۱) حضرت معاویہؓ (۲) حضرت عمر و بن العاصؓ (۳) حضرت قیسؓ بن سعد
(۴) حضرت مغیرہ بن شعبہ (۵) حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقا

سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابہ کرامؓ

● کوفہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ہیں جن کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔

● بصرہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت انسؓ بن مالک ہیں جن کی وفات ۹۱ھ میں ایک سو تین سال کی عمر میں ہوئی۔

● عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں جن کی وفات ۵۵ھ میں اسی سال کی عمر میں ہوئی۔

● مکہ مکرمہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابوالطفیل

عامرؓ بن وائلہ ہیں۔

● مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ ہیں جن کی وفات ۷۴ھ میں 94 سال کی عمر میں ہوئی اور بعض حضرات کے نزدیک حضرت سہیل بن سعد انصاری ہیں۔ جن کی وفات 100 سال کی عمر میں ہوئی۔

● شام میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابو امامہؓ باہلی ہیں جن کی وفات ۸۶ھ میں 91 سال کی عمر میں ہوئی۔ اور بعض حضرات کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن بسر ہیں۔

● مصر میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت عبد اللہ بن حارث ہیں ● یمامہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ہر ماس بن زیاد باہلی ہیں جن کی وفات 112 سال کی عمر میں ہوئی۔

● جزیرہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت عرس بن عمیرہ ہیں ● بادیہ فی الاعراب میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت سلمہ بن اکوع ہیں

● دمشق میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت واثلہ بن اسقع ہیں جن کی وفات ایک سو سال کی عمر میں ہوئی۔

● افریقہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت روفیح بن ثابت انصاری ہیں جن کی وفات 54ھ میں ہوئی

اور تمام صحابہ کرامؓ میں سے علی الاطلاق سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہیں جن کی وفات 110ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی

متفرق معلومات

● جماعت صحابہؓ میں حضرت ابو بکرؓ صدیق کو اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ یعنی قرآن مجید کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور حضرت ابی بن کعب کو اَقْرَأَ بِكِتَابِ اللَّهِ یعنی قرآن مجید کی سب سے زیادہ بہترین تلاوت کرنے والا اور حضرت زید بن ثابت کو

اَعْلَمُ بِعِلْمِ الْفَرَائِضِ یعنی علم میراث کو سب سے زیادہ جاننے والا کہا جاتا تھا ● جماعت صحابہؓ میں سب سے بڑے گھڑ سوار اور شاہ سوار حضرت ابو قتادہؓ تھے

اس وجہ سے انہیں فَارِسُ رَسُولِ اللَّهِ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

● جماعت صحابہؓ میں سب سے تیز دوڑنے والے اور سب سے بڑے تیر انداز حضرت سلمہ بن اکوعؓ تھے اس لئے انہیں رَاجِلٌ وَرَامِيٌ رَسُولِ اللَّهِ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

● جماعت صحابہؓ میں سب سے بڑے خطیب و ادیب حضرت ثابت بن قیسؓ تھے

اس وجہ سے انہیں خَطِيبُ رَسُولِ اللَّهِ کے لقب سے بلایا جاتا تھا۔

● غزوہ احد میں حضرت اَصِيْرُ مٌ نے اسلام قبول کیا جہاد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے نماز پڑھنے کی بھی نوبت نہ آئی اور بغیر کوئی نماز پڑھے اپنے رب کی جنت کے وارث اور مالک بن گئے۔

● غزوہ خیبر میں حضرت اسودؓ راعی نے اسلام قبول کیا، جہاد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے نماز پڑھنے کی بھی نوبت نہ آئی اور بغیر کوئی نماز پڑھے اپنے رب کی جنت کے وارث اور مالک بن گئے۔

● عائشہؓ بنت جبرئیل بن عبد اللہ بَجَلِيٌّ آپ دراز قامت اور خوبصورت صحابی تھے

حضرت عمرؓ نے آپ کو یوسف ہذہ الامۃ کالقب دیا تھا قدامتاً بلند تھا کہ اونٹ کی کوہان تک پہنچتا تھا پاؤں کا جوتا ایک ذراع کی مقدار ہوتا تھا۔

● حضرت وحیہؓ کلبی۔ آپ بڑے حسین و جمیل آدمی تھے جبریل امین جب انسانی شکل و صورت میں آتے تو آپ کی صورت میں آتے

● حضرت حسانؓ بن ثابت اور حضرت حکیمؓ بن حزام دونوں میں سے ہر ایک کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی اور دونوں میں سے ہر ایک نے ساٹھ سال زمانہ کفر اور ساٹھ سال زمانہ اسلام میں گزارے۔

● اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلانے والے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں

● اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تلوار چلانے والے حضرت زبیرؓ ہیں

● اللہ کے راستے میں سب سے پہلے مار کھانے والے حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں

● اللہ کے راستے میں سب سے پہلے شہید ہونے والی حضرت سمیہؓ ہیں

● حضور اکرم ﷺ نے جماعت صحابہؓ میں سے دو افراد کو فِداکِ اَبی و اُمّی کہا

ایک حضرت زبیرؓ اور دوسرا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو

● غزوہ بدر میں جماعت صحابہؓ میں سے صرف دو افراد کے پاس گھوڑے تھے ایک

حضرت زبیرؓ اور دوسرا حضرت مقدادؓ بن اسود۔

● حضرت قیسؓ بن سعد اور حضرت عبداللہؓ بن زبیر دونوں کے چہرے پر فطری طور پر کوئی

بال وغیرہ نہ تھا یعنی داڑھی وغیرہ نہ تھی اور یہی حال قاضی شریح اور اخف بن قیس کا تھا۔

● حضرت عبداللہؓ بن زبیر۔ مدینہ منورہ میں کسی مہاجر کے گھر پیدا ہونے والے پہلے

لڑکے تھے۔

● حضرت تمیم داریؓ۔ پہلے صحابی تھے جنہوں نے مسجد میں چراغ جلایا۔

● حضرت ابو ذرؓ جو زہد و تقویٰ اور قناعت و استقامت کے امام تھے ان کا لقب مَسِيحُ الْأُمَّةِ تھا۔

● حضرت قیسؓ بن عاصم کو حضور اکرم ﷺ نے سید اہل الوبر یعنی بادیہ نشینوں کے سردار کا خطاب دیا تھا۔

حضرت حنظلہؓ - غزوہ احد میں حالت جنابت میں شریک ہو گئے اور شہید ہو گئے تو فرشتوں نے انہیں غسل دیا اس وجہ سے غَسِيلُ الْمَلَائِكَةِ قرار پائے!

● حضرت عائشہ صدیقہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اڑتالیس سال تک حیات رہیں اور قرآن و حدیث کی خدمت و اشاعت میں مصروف رہیں۔

● حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں دو بیویوں کی وفات ہوئی ایک حضرت خدیجہؓ

دوسری اُمّ المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ

● حضرت اسماء بنت ابی بکر کا لقب ذات النطاقین تھا اور یہ لقب زمانہ ہجرت میں پڑا تھا جب حضرت اسماءؓ نے اپنے دو پٹے کے دو حصے کر دیئے تھے ایک ٹکڑے کے ساتھ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے کھانے کو ڈھانپتی تھیں اور دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں لاتی تھیں۔

● حضرت اسماءؓ نے بچپن میں سات آٹھ سال کی عمر میں ابو جہل جیسے ظالم آدمی کے سامنے کلمہ حق کہا اور بڑھاپے میں نوے سال کی عمر میں حجاج بن یوسف جیسے جابر آدمی کے سامنے کلمہ حق کہا جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا تو تیسرے دن حضرت اسماءؓ کا گزر اپنے بیٹے کی لاش پر ہوا بڑی ہمت اور حوصلے کے ساتھ اس منظر کو دیکھا اور بولیں تین دن سے یہ خطیب منبر پر کھڑا ہے کیا ابھی اس کے منبر سے اترنے کا وقت نہیں آیا اور بعض تاریخی کتب میں یہ

جملہ نقل کیا گیا ہے کہ یہ شاہ سوار تین دن سے اپنے گھوڑے پر سوار ہے

کیا ابھی اس کے گھوڑے سے اترنے کا وقت نہیں آیا

● حضرت خنسا کو دو اعزازات و امتیازات حاصل تھے پہلا یہ کہ حضرت عمرؓ کے دور میں جنگ قادسیہ میں آپ کے چار بیٹے شہید ہوئے لیکن آپ نے صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور دوسرا یہ کہ آپ کو اَرْثَى الْعَرَب کا لقب دیا گیا تھا یعنی آپ عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو تھیں

● فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمانؓ بن طلحہ حبیبی کے سپرد فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ جو آدمی تم سے یہ چابی چھینے گا وہ ظالم ہوگا اب قیامت تک کیلئے خانہ کعبہ کا کلید بردار حضرت عثمانؓ کا خاندان اور نسل ہوگی

● جنت البقیع میں سب سے پہلے مدفون ہونے والے صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعون ہیں جب آپ کی وفات ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا

● حضرت عدیؓ بن حاتم مشہور زمانہ حاتم طائی جس کی سخاوت اقوام عالم میں ضرب المثل بن گئی تھی اور زباں زد عام ہو گئی تھی کے بیٹے تھے۔

● حضرت سراقہؓ بن جعشم کو حضور اکرم ﷺ نے کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیشگوئی فرمائی تھی جو حضرت عمرؓ کے دور میں پوری ہوئی جب مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کے خزائن و ملبوسات حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہؓ کو بلایا اور ان کے سر پر کسریٰ کا تاج رکھا ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے اور کمر میں کسریٰ کا پٹکا باندھ دیا۔

● انصار میں سب سے پہلے ایمان لانے والے اور ہجرت کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والے اور جنت البقیع میں انصار میں سے سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی حضرت سعد بن زرارہ ہیں

● قبیلہ عبد القیس کے سردار حضرت منذر بن عائد جب وفد عبد القیس کی سربراہی کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا
 إِنَّ فِيكَ لَخَصَلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمُ وَالْإِنَاءُ ؕ

تمہارے اندر دو عادتیں ہیں جو اللہ کو محبوب اور پسند ہیں ایک حوصلہ اور دوسرا وقار

● حضرت ضحاک بن سفیان کو حضور اکرم ﷺ نے سو آدمیوں کے برابر قرار دیا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ انصار کے سردار تھے۔

انصار کے دو بڑے قبیلے تھے ایک اوس اور دوسرا خزرج

● حضرت سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے اور حضرت سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے

● حضرت عبد اللہ بن سلام اسلام لانے سے پہلے یہود کے بہت بڑے عالم اور

تورات کے حافظ شمار کئے جاتے تھے اور یہود ان کو اپنا پیشوا اور امام قرار دیتے تھے۔

● زمانہ نبوت میں چھ حضرات فتویٰ دینے کا کام کرتے تھے جن میں سے تین

مہاجر تھے اور تین انصار تھے

- (۱) حضرت عمرؓ فاروق، (۲) حضرت عثمانؓ غنی (۳) حضرت علیؓ المرتضیٰ
 (۴) حضرت ابیؓ بن کعب (۵) حضرت معاذؓ بن جبل (۶) حضرت زیدؓ بن ثابت

● تاریخ کے عجائبات میں سے ہے کہ ابوطالب کے چار بیٹوں میں سے ہر ایک کے

درمیان دس سال کا فاصلہ اور وقفہ ہے۔ جن کے نام بالترتیب یہ ہیں۔

- (۱) طالب (۲) عقیل (۳) حضرت جعفرؓ (۴) حضرت علیؓ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
 شیخ الحدیث والمفسرین حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
 شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ
 کی ۱۵۰ سالہ دینی-تعلیمی-تدریسی-تبلیغی-فقہی-تصنیفی-سیاسی-اصلاحی-اخلاقی
 اور اشاعت قرآن وحدیث پر مشتمل خدمات کو منظر عام پر لانے کا مین

مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 شیخ الاسلام والمسلمین۔ امام الحدیث والمفسرین۔ حافظ القرآن والحدیث
بیاد
 حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

بانی
 شیخ الاسلام حضرت درخواستی کے علمی جانشین
 شیخ الحدیث والمفسرین۔ امام العلماء والصلحاء۔ شیخ الحدیث والتفسیر۔ شیخ طریقت
 حضرت مولانا **شفیق الرحمن صاحب** درخواستی نور اللہ مرقدہ

مدیر
 شیخ الحدیث حضرت درخواستی کے جانشین
 شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
 پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب** درخواستی مدظلہ علوم درخواستی امین وناشر

مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 مرکز گریں ٹاؤن ضلع چیمبارن
 5
 Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448
 منجانب

زیر طبع کتب
مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور ضلع جہم پور خان

ازادوں

شیخ الاسلام حضرت شیخ اسحاق علی و عثمانی جانشین
 شیخ الحدیث والمفسرین امام احمدیہ والصلح شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ الحدیث حضرت شیخ اسحاق علی و عثمانی جانشین
 شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** نور اللہ
 شیخ طریقت **حماد اللہ درخواستی** مدظلہ علوم درخواستی امین و ناشر
 حضرت مولانا

مدیر۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

تشریحات درخواستی علی صحیح البخاری	تفسیر درخواستی	مضامین القرآن للدرخواستی
تقریر مشکوٰۃ شریف	تقریر جلالین شریف	تقریر بیضاوی شریف
نکاح کے فضائل و مسائل	حج کے فضائل و مسائل	زکوٰۃ کے فضائل و مسائل
ماہِ ذوالحج فضائل و مسائل (چارٹ)	شیخ درخواستی (دامی جنتری)	ماہِ رمضان المبارک فضائل و مسائل (چارٹ)

مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
 مرکز: گرین ٹاؤن ضلع جہم پور خان
 پوسٹ نمبر: 5
 Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448



مطبوعات مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور ضلع رحیم یار خان

رہنمائی

شیخ الحدیث حضرت شیخ ابوبکر علی دہلوی جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

شیخ الاسلام حضرت شیخ ابوبکر علی دہلوی جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر لکھنؤ العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا شفیع الرحمن صاحب دستخط درخواستی نور اللہ مرقدہ
شیخ طریقت حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی مدظلہ علوم درخواستی امین وناشر

مدیر۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

حیاتِ درخواستی
فیضانِ درخواستی

فیوضاتِ درخواستی
مجزباتِ درخواستی

مقدمۃ الحدیث
للدرخواستی

مقدمۃ القرآن
للدرخواستی

خطباتِ درخواستی
جلد چہارم
(متفرق اسلامی خطبات)

خطباتِ درخواستی
جلد دوم
(صحابہ و اہل بیت)

خطباتِ درخواستی
جلد دوم
(سیرت النبی ﷺ)

خطباتِ درخواستی
جلد اول
(توحید خداوندی)

حج و عشق
محبت کا سفر

مجالسِ درخواستی

دروسِ درخواستی

چہل حدیث

میرا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ

قربانی
فضائل و مسائل

ماہِ رمضان المبارک
فضائل و مسائل

منازک